تورات اور قرآن کریم

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

تورات اور قرآن کریم

(اہمیت، زبان و اسلوب، تدوین اور خصائص)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تورات اور قرآن کریم

(اہمیت' زبان و اسلوب' تدوین اور خصائص)

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
بی اے گولڈ میڈلسٹ فاضل عربی گولڈ میڈلسٹ
ایم اے عربی' تاریخ' اسلامیات گولڈ میڈلسٹ
ایم او ایل' پی ایچ ڈی
پرنسپل گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات

مکتبہ بزم چشتیہ غفوریہ
مہرآباد شریف وزیرآباد

نام کتاب: تورات اور قرآن کریم
مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
پروف ریڈنگ: زافعہ آصف (متعلم ایم بی بی ایس)
کمپوزنگ: محمد عاطف جاوید
صفحات: 352
سال اشاعت اوّل: اگست 2008ء
قیمت: -/400روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ بزم چشتیہ غفوریہ

علامہ ہزاروی روڈ مہر آباد شریف وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
055-6608882 - 0300-6256500

بنام

میں اس کاوش کو اپنے شیخ طریقت صدرِ بزم خوباں، معدن جود و کرم امیر کاروان ولایت، آفتاب شریعت محمدیہ ﷺ، ماہتابِ طریقت چشتیہ، سلطان العارفین، محبوب الٰہی قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر

سید غلام محی الدین شاہ گولڑوی

چشتی قادری گیلانی قدس سرہٗ العزیز (آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف)
کے نام معنون کرتا ہوں جن کی ایک نگاہ کرم اغیار کو اپنا کر لیتی

نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰؓ
سید حسنی حسینی مہ لقا

محمد آصف ہزاروی
مہر آباد شریف وزیر آباد

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت او لایزال است و قدیم

نسخہ اسرار تکوین حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

حرف او را ریب نے تبدیل نے
آیہ اش شرمندہ تاویل نے

نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعالمین

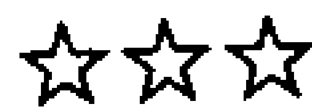
(علامہ اقبالؒ)

فہرست



تقریظ

از قلم: محقق العصر حضرت مولانا **مفتی محمد خان قادری**، شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور



عزیز گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی حفظہ اللہ تعالیٰ ان خوش نصیب افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے دینی و علمی حوالے سے اپنی خاندانی روایات کو زندہ و برقرار رکھا ہوا ہے۔ وہ لکھنے پڑھنے کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں اور ان کے دم قدم سے حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہٗ کی علمی وجاہت کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے۔

قدیم اور عصری علوم میں ان کی دلچسپی و دلجمعی معاصر خانقاہی خانوادوں کے لئے قابل رشک مثال ہے۔ اس سے قبل عزیز گرامی کے ڈیڑھ درجن علمی و تحقیقی مقالات اور کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ موضوعات کے انتخاب اور کام کے معیار میں کمال سنجیدگی ان کی خصوصیت ہے ایسی جدوجہد ہی دیرپا' موثر اور ملت وامت کے لئے' مفید قرار دی جاسکتی ہے۔ اس وقت نہایت اہم موضوع پر لکھی گئی موصوف کی کتاب ''تورات اور قرآن کریم'' ہمارے پیش نظر ہے انہوں نے جدید دنیا کے اعتراضات کا مطالعہ کر کے نہایت محنت اور عرق ریزی سے قلم اٹھایا ہے۔ مستشرقین کے اعتراضات کو پڑھنا' سمجھنا اور درست جواب دینا اس وقت خدامِ اسلام کی سب سے اہم ذمہ داری ہے اللہ کریم ہمیں اس ذمہ داری سے **کماحقہ** نبرد آزما ہونے کی

توفیق عطا کرے۔ آمین

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی چونکہ "تقابل ادیان" کے موضوع سے خاص شغف رکھتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے یہ کتاب اور زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ میں انہیں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور مشورہ عرض کرتا ہوں کہ وہ ایسے موضوعات پر ریاضت جاری رکھیں ان شاءاللہ وہ اس کا بہتر اجر پائیں گے اور ان کی رشحاتِ قلم قبول عام سے مشرف ہوں گی۔ میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص اور تسلسل کے ساتھ خدمتِ دین متین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسلام کا ادنیٰ خادم

(مفتی) محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

گلشنِ رحمان (ایچی سن سوسائٹی)

ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

۲۰ جولائی ۲۰۰۸ء

بروز اتوار



پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد العالمين وآله وازواجه واصحابه وحزبه اجمعين

قرآن کریم ہدایت ربانی کا آخری کامل اور ابدی نسخہ ہے قرآن کریم کو نبی آخرالزمان آئینہ جمال کبریا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمانے کے بعد اس کتاب کی تکمیل ہدایت کا اعلان بھی خود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا (القرآن الکریم ۵:۳)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

قرآن مجید دائمی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا اور اسے شفا' ھدیٰ' رحمۃ' ذکر اور نور کہا گیا قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے بھی متصف فرمایا کہ اسے کتب سابقہ کی تعلیمات کا محافظ و مہیمن قرار دیا گویا کہ پہلی الہامی کتب میں جو احکامات ربانی موجود تھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان سب کو قرآن کریم کی شکل میں محفوظ کر دیا گیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتب ومھیمنا علیه (القرآن الکریم ۵:۴۸)

''اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اوران پر محافظ و گواہ۔''

قرآن کریم نے تورات کا ذکر بڑے احسن انداز میں کیا مثلاً مکی سورتوں میں عام طور پر تورات کو ''الکتاب'' یا بعض توصیفی ناموں سے ''الفرقان وضیا''، ''کتب موسی اماما ورحمة'' کہا اور مدنی سورتوں میں تورات کے احکامات کا ذکر ہے قرآن کریم کے مطابق یہ کتاب ''ھدی و نور'' ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو تورات بنی اسرائیل کے سامنے پیش کی تھی اسی طرح منزل من اللہ تھی جیسے قرآن کریم ہے۔بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ قوم تھی اور ان کو دیگر اقوام عالم پرفضیلت دی گئی تھی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ایک دستور حیات عطا کیا جس میں اصول حیات سے لے کر زندگی گزارنے کی چھوٹی چھوٹی جزئیات تک کو بیان کیا گیا بنی اسرائیل کو جو فضیلت ملی قرآن کریم نے اس کا تفصیلاً ذکر کیا ہے غالباً دنیا میں قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی ایسی کتاب نہیں جس نے کسی دوسری مذہبی کتاب کی تعریف کی ہو جتنی قرآن کریم نے تورات کی تعریف کی ہے۔

قرآن کریم نے اس حقیقت کو بھی دنیا پر آشکار کر دیا کہ بنی اسرائیل قتل انبیاء، سرکشی، فتنہ وفساد اور الہامی کتب میں تغیر وتبدل کرنے کی وجہ سے مردود و مغضوب ہو گئے، خواہشات نفسانی، مفاد پرستی، جاہ طلبی اور تغافل و متاھل کی بدولت یہود نے خود اپنی کتاب میں تعریف کی چنانچہ اس حقیقت کو قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے۔

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه من بعد ماعقلوہ وھم

یعلمون (القرآن الکریم۲:۷۵)

''تو اے مسلمانوں کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہودی تمہارا یقین لائیں گے اور ان میں تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے۔''

ومن الذین ھادوا سمٰعون للکذب سمٰعون لقوم اٰخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعہ

(القرآن الکریم۵:۴۱)

''اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں۔''

وان منھم لفریقایلون السنتھم بالکتب لتحسبوہ من الکتب وما ھو من الکتب ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون (القرآن الکریم۳:۷۸)

''اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں۔''

قرآن کریم کے اس اعلان کو جدید تنقید و تحقیق کرنے والوں کے علاوہ خود تورات کے تسلیم کرنے والے بھی بالآخر مان گئے کہ موجودہ تورات قدیم مذہبی عقیدے کے برخلاف اللہ کا کلام یا وحی نہیں بلکہ اس کتاب کو مختلف زبانوں میں تصنیف و تالیف کیا

گیا اور یہ کسی ایک شخص کی تصنیف نہیں ہے تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حوادث زمانہ کے ہاتھوں متعدد مرتبہ یہ کتاب تلف ہوئی اور اس کو بار بار تحریر کیا جاتا رہا اس بات کی شہادت خود عہد عتیق (بائبل) سے بھی ملتی ہے' تورات کے باہمی تضادات و اختلافات اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے بعد کے واقعات کا اس کتاب میں موجود ہونا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ یہ موجودہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات نہیں ہوسکتی۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کا امتحان پاس کرنے کے بعد محترم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے پی ایچ ڈی کرنے کے لئے مشورہ کیا تو آپ نے مجھے ''تورات کی کتاب پیدائش کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ'' کے موضوع پر کام کرنے کا مشورہ دیا ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اجلاس مورخہ 27/12/1990 میں مجھے لیٹر نمبر 361/G.M dated 27/3/1991 کے تحت پی ایچ ڈی کرنے کی اجازت مل گئی۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب' محترمہ پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت چیئر پرسن ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کی نگرانی میں اس موضوع پر کام کیا اور مشکلات و مصائب سے بھرپور ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد مجھے لیٹر نمبر No Ph.D 17/98 مورخہ 21/4/1998 کو پی ایچ ڈی کی ڈگری دینے کا نوٹیفکیشن جاری ہوا پھر 16 دسمبر 1998ء کو پنجاب یونیورسٹی لاہور کا ایک سونواں جلسہ عطائے اسناد منعقد ہوا جس میں اس وقت کے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف' وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف شریک تھے۔ چانسلر پنجاب یونیورسٹی شاھد حامد گورنر پنجاب نے مجھے پی ایچ ڈی کی سند عطا کی۔ مجھے قرآن کریم کی یہ ادنیٰ خدمت کرنے کا اعزاز حاصل ہے کہ تورات کی کسی کتاب کا قرآن کریم سے تقابلی موضوع پر پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ لکھنے میں اولیت حاصل ہے۔

۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۰۸ء تک مجھے متعدد بار امریکہ اور برطانیہ جانے کا موقع ملا اس دوران اس موضوع پر کئی ایک مفید کتب ملیں پاکستان میں ایک بھی یہودی ادارہ نہ تھا جس وجہ سے مقالہ لکھنے کے دوران بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر بیرون ملک نہ صرف کتب تک رسائی آسان تھی بلکہ ان لوگوں کو قریب سے دیکھنے اور ان کے نظریات و تعلیمات کو سمجھنے میں مدد ملی۔ بیرون ملک مقیم دوستوں سے جب اس موضوع پر گفتگو ہوتی تو اکثر دوست اس خواہش کا اظہار کرتے کہ ''تورات اور قرآن کریم'' کے موضوع پر کتاب تحریر کی جائے۔

اپنی اس زیر نظر کاوش میں خدمت قرآن کریم کے جذبے سے میں نے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کی عظمت وفضیلت کے اس پہلو کو بیان کروں کہ اہمیت' زبان واسلوب' تدوین اور اعجاز و خصائص کے لحاظ سے قرآن کریم تورات سے ہر لحاظ سے افضل ہے ہمارا تو ایمان ہے کہ قرآن کریم ہر مذہبی کتاب سے افضل ہے کیونکہ اس کو یہ فضیلت خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس کتاب میں وحی ربانی کی روشنی میں قرآن کریم اور تورات کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اصول تحقیق کے تحت تورات کی زبان واسلوب' تدوین اور خصائص کو بیان کرتے ہوئے تورات و بائبل کے شارحین کی آراء کو نقل کیا گیا جن میں ان غیر مسلم محققین نے مبالغہ آرائی سے کام لیا اور بعض ایسی باتیں موجودہ تورات کے حق میں بیان کیں جن کا کتاب میں سرے سے وجود ہی نہیں۔ تقابلی مطالعہ میں جب تورات کی زبان واسلوب کو قرآن کریم کے زبان واسلوب سے موازنہ کیا گیا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی طور پر بھی تورات کی ان باتوں کو قرآن کریم کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ تورات کی زبان ناپید ہو چکی ہے' قرآن کریم کی وجہ سے اس کی زبان آج بھی زندہ ہے اس کی زبان کی تاریخ میں کوئی تعطل نہیں پایا جاتا۔ قرآن کریم کے علاوہ کوئی بھی ایسی کتاب

آج موجود نہیں جس کی زبان وہی ہو جس میں وہ نازل ہوئی ہو' تورات کا سارا سلسلہ تراجم در تراجم پر چل رہا ہے اسلوب تورات پر نظر ڈالیں تو سوائے قصص و کہانیوں کے کچھ نہیں ملتا اور کہانیاں بھی وہ جن کو کوئی شریف آدمی اپنے اہل خانہ کے سامنے نہیں پڑھ سکتا۔ طویل قصص موجود ہیں مگر اخلاقیات اور نتائج سے بالکل مبرا ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ مختلف قصص کو ایک کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے جس سے تضادات پیدا ہو گئے ہیں لیکن قرآن مجید کا انداز بیان ایسا ہے کہ اس کی نظیر کوئی بھی پیش نہ کر سکا قرآنی اسلوب جو ایک معجزہ ہے اس جیسی ایک صفت بھی موجودہ تورات میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔

تدوین تورات پر نظر ڈالیں تو خود تورات کے ماننے والے اسے الہامی قرار نہیں دیتے اور دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ کتاب مختلف لوگوں کی تصانیف کا مجموعہ ہے۔ اس سلسلہ میں مغربی مفکرین کی آراء کو' بیان کیا گیا ہے تورات کی بہ نسبت قرآن کریم کا نزول ایک طویل عرصہ تک جاری رہا مگر اس کے باوجود اسے احسن انداز میں مدون کیا گیا جس کا اعتراف غیر مسلم مفکرین نے بھی کیا ہے۔ قرآن کریم کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ توراث کے خصائص جو اس کے شارحین نے بیان' کیے ہیں وہ محض ایک عام کتاب کے خصائص معلوم ہوتے ہیں گویا تورات کے خصائص قرآنی اعجاز کے سامنے ثانوی حیثیت کے بھی مالک نہیں ہیں قرآن مجید کے خصائص کی مثل پیش کرنا دور کی بات ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

الحمد للہ رب العالمین:۔ پروردگار کائنات کی ذات بابرکات ہی حمد وثنا اور ستائش کے لائق ہے کہ ہر دل اس کی کرم نوازیوں کے سامنے جھک جاتا ہے اس کتاب کی تکمیل میں خدائے بزرگ و برتر کی نوازش ومہربانی اور والدین کریمین کی

دُعاؤں‘ لطف عطاء اور شفقت و رضا کے بعد جن ہستیوں کا تذکرہ ضروری ہے ان میں پروفیسر حافظ محمد یوسف خان گورنمنٹ شالیمار کالج لاہور‘ پروفیسر محمد اقبال یونیورسٹی آف سرگودھا شامل ہیں۔ جنہوں نے کمال اخلاص اور علم پروری کا مظاہرہ کیا اور میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات سے شعبہ عربی کے استاد پروفیسر اظہر اقبال‘ شعبہ انگریزی کے پروفیسر طاہر اشفاق کا بھی بے حد مشکور وممنون ہوں جنہوں نے کتاب کا مطالعہ کیا اور گراں قدر تعاون کرتے رہے۔
غیر مسلم سکالرز میں سے جن احباب کا تعاون حاصل رہا ان میں ڈاکٹر چارلس امجد علی راولپنڈی‘ ڈاکٹر کے ایل ناصر گوجرانوالہ‘ ٹم گرین ڈائریکٹر اوین تھیولاجیکل سیمنری ایف سی کالج لاہور کا تذکرہ ضروری تھا۔ جن لائبریریوں سے استفادہ کیا ان میں لائبریری پنجاب یونیورسٹی‘ پنجاب پبلک لائبریری لاہور‘ کرسچن سٹڈی سینٹر راولپنڈی‘ کیتھولک لائبریری Loyola Hall وارث روڈ لاہور‘ قائداعظم لائبریری باغ جناح لاہور شامل ہیں۔ کتاب کی اشاعت کے لئے محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری چیئرمین اسلامک میڈیا سینٹر لاہور شکریہ کے مستحق ہیں جو میرے ساتھ کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں تعاون کرتے ہیں جن سے میری کتابیں احسن انداز میں تدوین کے مراحل سے گزر کر قارئین تک پہنچتی ہیں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں پر محترم جناب عاشق رضا صاحب کا تذکرہ نہ کروں جو بروکلین نیو یارک میں مقیم ہیں میرے امریکہ کے قیام کے دوران مجھ سے بھرپور تعاون کرتے ہیں اس کتاب کی اشاعت کے لئے بھی ان کا تعاون مجھے حاصل ہے
میری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل نبی اکرم ﷺ آپ کے والد ماجد الحاج چودھری محمد علی مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے (آمین) یہاں پر کتاب کی کمپوزنگ کرنے والے جناب محمد عاطف جاوید صاحب کا ذکر بھی ضروری

سمجھتا ہوں جنہوں نے بڑی جاں فشانی سے کتاب کو کمپوز کیا اور سب سے آخر میں اپنی بیٹی رافعہ آصف (متعلم ایم بی بی ایس) کا ذکر بھی ضروری ہے جس نے کتاب کی پروف ریڈنگ کر کے مجھے سہولت فراہم کی اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اس تعاون پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ الکریم الأمین ﷺ و اصحابہ و ازواجہ المطہرات وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین یا رب العالمین ٥ رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمؤمنٰت (آمین)

برکریما کارھا دشوار نیست

اگر بکشادہ جبینم بگل بہار توام
دگر سیاہ دلم داغ لالہ زار توام

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
مہر آباد شریف وزیر آباد



83949

تمہید و تعارف

عظمت قرآن کریم

آج دنیا میں موجود اگر کسی کتاب کو کتاب الٰہی ہونے کا شرف حاصل ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کے نزول سے قبل اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کی سب انسانوں کی غفلت، گمراہی اور شرارت کا شکار ہو کر بہت جلد اپنی اصلی حالت کھو چکی تھیں اب اس دنیا میں صرف قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جو اصل حالت میں موجود ہے عالمی لٹریچر میں قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو بے عیب و بے آمیز ہونے کے باعث زندگی کے ہر میدان میں انسان کی صحیح صحیح رہنمائی اور تمام مسائل میں نوع انسانی کے لئے مینارہ نور ہے اس عظیم کتاب کا یہ وہ حیران کن پہلو ہے جس کے بعد اس کے من جانب اللہ ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

هذا كتٰبنا ينطق عليكم بالحق (القرآن الکریم ۴۵:۲۹)

"ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے۔"

قرآن کریم کی حقانیت وصداقت پر دلالت کرنے والی لاکھوں شہادتیں عالم آب وگل میں معرض ظہور آتی رہی ہیں تاریخ اسلام کے اوراق ان شواہد وحقائق سے بھرے پڑے ہیں لیکن قرآن کریم خود اپنے دعویٰ صحت پر قطعی دلیل ہے۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لاياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً

(القرآن الکریم ۱۷:۸۸)

''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔''

ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریت

(القرآن الکریم ۱۱:۱۳)

''کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنا لیا ہے تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔''

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدا کم من دون اللہ ان کنتم صدقین

(القرآن الکریم ۲:۲۳)

''اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔''

قرآن کریم خود کو ان نقادان عالم اور معترضین اسلام کے سامنے بطور چیلنج پیش کر رہا ہے اور پکار پکار کر دعوت دے رہا ہے کہ پیغام محمدی ﷺ سے انحراف کرنے والو اگر وحی الٰہی کی صداقت وحقانیت پر تمہیں کوئی حتمی دلیل اور شہادت مطلوب ہو تو آؤ یہ قرآن مجید خود ہی دلیل ہے پھر قرآن کریم کا یہ بھی دعویٰ موجود ہے کہ کوئی اس کی مثل نہیں بنا سکتا۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا (القرآن الکریم ۲:۲۴)

''پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرما دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے۔''

تاریخ کا ہر طالب جانتا ہے کہ آج تک مستشرقین اسلامی تعلیمات کو مسخ

کرنے کی کتنی کوششیں کر رہے ہیں ان کی مخاصمانہ کاوشوں کی ایک لمبی فہرست موجود ہے مگر باوجود ان کاوشوں کے آج تک قرآن کریم کی کسی سورت یا آیت کی مثل نہیں بنائی جا سکی۔

دیگر مذاہب کی الہامی کتب پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں لاتعداد تضادات ہیں جن میں تطبیق ممکن نہیں' مضامین کا اختلاف' ناموں کا اختلاف' نسبوں کا اختلاف' واقعات کا اختلاف' بیانات کا اختلاف' سنین واوقات کا اختلاف' قوانین کا اختلاف الغرض مضحکہ خیز حد تک تضادات وتناقضات ہیں لیکن صرف قرآن مجید ایسی الہامی کتاب ہے جو ایسے اختلافات سے مبرا اور وعدہ الٰہی کے مطابق ہر قسم کی کمی بیشی اور حذف واضافہ سے محفوظ ہے۔

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

(القرآن الکریم ۴:۸۲)

"اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔"

قرآن کریم اختلافات سے اس لئے پاک ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے فرمایا:

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون (القرآن الکریم ۱۵:۹)

"بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

یہ اسی حفاظت الٰہیہ کا کرشمہ ہے کہ آج تک قرآن مجید میں ایک آیت یا ایک لفظ یا ایک حرف کی حد تک بھی کمی بیشی نہیں ہو سکی' یہ وعدہ حفاظت قرآن کریم کے سوا کسی اور الہامی کتاب یا صحیفہ کو نہیں ملا' مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے اس صحیفہ ہدایت کا جائزہ لیا

جائے تو اس کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں ملتا جس پر انگشت اعتراض بلند کی جا سکے۔

ان علینا جمعه وقرآنه (القرآن الکریم ۷۵:۱۷)

"بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔"

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مِسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اُس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے کہ یہ تغیر و تبدیلی سے مکمل پاک ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی جا سکتی۔

لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (القرآن الحکیم ۴۱:۴۲)

"باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔"

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام الٰہی پروردگار عالم کی عظمتوں اور اُس کے جمال وجلال کا مظہر و پیکر ہے امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں لکھتے ہیں۔

القرآن کلام الله و کلام الله صفة من صفات ذاته

"قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام اس کی صفات ذاتیہ

میں سے ایک صفت ہے۔"

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک موقع پر مشرکین مکہ کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے تو ایک شخص نے سوال کیا' کیا یہ تمہارا کلام ہے یا تمہارے ساتھی (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

لیس کلامی ولا کلام صاحبی و لکنہ کلام اللہ (ترمذی)

"نہ تو میرا کلام ہے اور نہ میرے صاحب کا کلام ہے بلکہ یہ تو اللہ کا کلام ہے۔"

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جب اللہ تعالیٰ کو سب پر فضیلت حاصل ہے تو پھر اس کے کلام کو بھی وہی برتری و عظمت حاصل ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ (ترمذی باب فضائل المؤمنون)

"اللہ کے کلام کی فضیلت اور برتری ہر کلام پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت اُس کی تمام مخلوق پر ہے۔"

خود قرآن کریم اپنی عظمت کی طرف یوں ارشاد فرماتا ہے۔

یایھا الناس قد جاء تکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین (القرآن الکریم ۱۰:۵۷)

"اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔"

وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین

(القرآن الکریم ۱۷:۸۲)

''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے
شفا اور رحمت ہے۔''

اس ارشاد الٰہی سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ کلام الٰہی ظاہری و باطنی عیوب و امراض کے لئے ہدایت و رحمت کے ساتھ ساتھ عافیت و شفاء کا مرکز ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

افضل عبادة امتی تلاوة القرآن (کنز العمال)

''میری اُمت کی سب سے افضل عبادت تلاوت قرآن کریم ہے۔''

قرآن کریم روز محشر قاری قرآن کے لئے سفارش کرے گا ارشاد فرمایا:

اقرؤ القرآن فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لا صحابه

(صحیح مسلم باب فضائل القرآن)

''قرآن مجید پڑھا کرو اس لئے کہ یہ قیامت کے دن اپنے
تلاوت کرنے والے کے لئے سفارش کرے گا۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن مجید میں ماہر ہو وہ معزز اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے اور جس شخص کو قرآن مجید پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اور وہ اٹک اٹک کر تلاوت قرآن کریم کرتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر ایک نیکی کا دس گنا اجر ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے لیکن الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن مجید

پڑھا اور اس کو حفظ کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اُس کو اِس کے گھر کے دس ایسے افراد کی شفاعت کرنے والا بنائے گا جن میں سے ہر ایک کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک روز منبر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بیان فرمایا:

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً و یضع بہ اخرین

(صحیح مسلم باب فضائل القرآن)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کے ذریعے بہت سی قوموں کو عزت اور بلندی عطا کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو (جو اس پر عمل نہیں کرتے) ذلیل و رسوا کرتا ہے۔"

بخاری شریف میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ نماز تہجد میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا جو پاس ہی بندھا ہوا تھا بدکنے لگا آپ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی رک گیا پھر دوبارہ تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا نماز سے فارغ ہوئے آسمان کی طرف دیکھا تو آپ کو ایک سائبان سا نظر آیا جس میں بہت سی شمعیں روشن تھیں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تلك الملائكة ونت بصوتك یہ ملائکہ تھے جو تمہاری تلاوت سننے کے لئے آئے ہوئے تھے اگر تم برابر پڑھتے جاتے تو عجیب و غریب مناظر دیکھتا اور لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھتے۔

(بخاری باب نزول الملائکہ عند قراۃ القرآن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زینوا القرآن باصواتکم (مشکوٰۃ شریف)

''تم اپنی آوازوں سے قرآن کریم کو زینت دو۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کو قرآن نے اس قدر مشغول کر دیا کہ وہ کوئی دوسرا ذکر نہ کر سکا اور اس کی بنا پر وہ دُعا بھی نہ مانگ سکا تو میں ایسے شخص کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔ (ترمذی باب فضائل القرآن)

ارشاد نبوی ﷺ ہے دو چیزوں میں رشک جائز ہے جن میں سے ایک یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم سے نوازا ہو اور وہ رات دن اس میں مشغول رہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا علانیہ قرآن پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کی مانند اور پوشیدگی سے قرآن پڑھنے والا پوشیدگی سے صدقہ دینے والے کی مثل ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کے اندر قرآن کریم کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ اجڑے گھر کی طرح ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن سیکھو، پڑھو اور راتوں کے قیام میں اسے دہراؤ جو ایسا کرتا ہے اس کے لئے قرآن ایک ایسی تھیلی ہے جس میں کستوری بھری ہو اور اس کی خوشبو پھیل رہی ہو اور جو سیکھنے کے بعد سو جائے اور قرآن اُس کے سینے میں محفوظ ہو اس کے لئے قرآن کریم کستوری کی منہ بند تھیلی ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ (بخاری، مسلم، ترمذی)

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا قیامت کے روز قاری قرآن سے کہا جائے گا پڑھو اور چڑھو اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جب دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے یقیناً تمہاری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تم پڑھو گے۔ (ترمذی' حاکم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جو قرآن یاد کرنا چاہتا ہے پھر اسے حفظ کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے اس کے پاس قبر میں ایک فرشتہ آتا ہے جو اسے قرآن سکھاتا ہے اور وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ قرآن اسے یاد ہو چکا ہوگا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ان احب احدکم ان یحدث ربہ فلیقرأ القرآن

''جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن پڑھنا چاہیے۔''

قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے کا بھی ثواب ہے اور بغیر دیکھے پڑھنے کا بھی ثواب ملتا ہے ارشاد فرمایا:

''آدمی کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے ہے اور اس کا قرآن دیکھ کر پڑھنے کا دو ہزار درجے تک پہنچ جاتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان کو جس کے اندر قرآن پاک کی تلاوت نہ کی جائے قبر کے درجہ میں شمار فرمایا ہے اور جس گھر میں اس کی تلاوت ہوتی ہے اس گھر کو آباد فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا ''بے شک لوگوں کے دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایئے دلوں کو زنگ سے صاف کرنے کا طریقہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرو اور قرآن کریم کی تلاوت کرو۔'' (مشکوٰۃ' بیہقی)

صحیحین میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''جو مسلمان مسجدوں میں بوقت صبح دو آیتوں کی تعلیم دیتے ہیں یا دو آیتوں کی خود تلاوت کرتے ہیں ان کا ثواب بارگاہ الٰہی میں دو اونٹنیوں کے صدقہ سے زیادہ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فرمایا'' قرآن کریم کے حافظوں کی عزت کرو جو ان کی عزت کرتا ہے وہ اللہ کی عزت کرتا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور اس پر عمل کیا تو ان کے والدین کو قیامت کے روز ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بہتر ہوگی پھر آپ ﷺ نے فرمایا بھلا بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو خود قرآن کریم پڑھنے والا اور اُس پر عمل کرنے والا ہو۔'' (ابوداؤد باب فی ثواب قراۃ القرآن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن کہے گا یا اللہ اسے مزین کر تب اس کو عزت کا تاج پہنایا جائے گا پھر قرآن کہے گا اے رب اس کو اور مزین کر تو اس کو عزت والے حلے پہنائے جائیں گے پھر قرآن کہے گا اے رب اس سے راضی ہو جا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا پھر اس شخص سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے اندر) درجات پر چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے میں اس کو نیکی دے دی جائے گی (یعنی درجات کی بلندی)۔ (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا'' دو شفاؤں کو لازم پکڑ ایک شہد اور دوسرا قرآن۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خیر الدواء القرآن

''بہترین دوا قرآن کریم ہے۔''

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اگر قرآن کریم کو کسی چمڑے میں ڈال دیا جائے تو وہ نہ جلے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت عقبی بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہم صفہ میں بیٹھے تھے ارشاد فرمایا تم میں سے کون شخص اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ علی الصبح بازار بطحان وعقیق (مدینہ طیبہ کے قریب یہاں اونٹوں کی منڈی لگتی تھی) جائے اور دو عمدہ اونٹنیاں لے آئے ہم نے بغیر کسی گناہ اور قطعی رحم عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک اس کو پسند کرتا ہے فرمایا پس جائے تم میں سے مسجدوں کی طرف اور سکھائے اور پڑھے کتاب اللہ کی دو آیتیں تو دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اس کے لئے اور تین آیتیں تین سے اور چار آیتیں چار سے بہتر ہیں ان کے لئے اونٹنیوں سے۔'' (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

قرآن کریم کے فضائل ومحاسن اور اوصاف اس قدر زیادہ ہیں کہ کوئی بھی شخص ان کو بیان نہیں کرسکتا خود اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے کہ

ولو ان مافی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعة ابحر مانفدت کلمت الله ان الله عزیز حکیم (القرآن الکریم ۳۱:۲۷)

''اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بے شک اللہ عزت وحکمت والا ہے۔''

قرآن کریم اپنی خصوصیات اور فضائل کی وجہ سے حقیقت پسند غیر مسلم مفکرین سے بھی داد تحسین وصول کر رہا ہے ہر دور کے بڑے بڑے غیر مسلم مفکر قرآن مجید کی عظمت وشوکت کا کھلے دل سے اعتراف کرتے رہے۔

جارج سیل کے بقول ''قرآن بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور دنیا کی سب سے مستند کتاب ہے کسی انسان کا علم ایسی معجزانہ کتاب لکھنے سے قاصر ہے یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا معجزہ ہے۔''

برصغیر کا معروف گورنر سر ولیم میور لکھتا ہے ''ہم یہ حقیقت یقین واثق سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت اور ہر سورت زمانہ پیغمبر سے لے کر آج تک مکمل اصلی اور غیر محرف شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے اس میں کسی قسم کا تغیر رونما نہیں ہوا۔'' ایک اور مقام پر لکھا ہے ''قرآن کریم کا کوئی جزو کوئی فقرہ ایسا نہیں سنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا اور نہ کوئی لفظ اور فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ داخل کیا گیا ہے۔'' (لائف آف محمد ﷺ)

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں مشہور جرمن مفکر نولڈ یکے لکھتا ہے ''یورپ کے جن مفکرین نے بہت تگ و دو سے کام کیا ہے کہ تحریف قرآن ثابت کریں وہ اپنی اس جدوجہد میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔''

معروف مورخ مسٹر گبن کے بقول ''بحر اطلانٹک سے لے کر گنگا تک تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قرآن ایک اساسی دستور ہے یہ شریعت ہے جو اس عظیم فہم و فراست اور قانونی طور پر مرتب ہوئی ہے کہ جس کی دنیا میں مثال نہیں مل سکتی۔'' (سلطنت روما کا زوال)

نپولین نے ایک موقع پر کہا ''مجھے امید ہے کہ دنیا کے تمام دانا اور باشعور لوگوں کو یکجا کر کے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک لاثانی نظام قائم کروں گا کیونکہ صرف یہی تعلیمات ہی انسان کو مسرتوں سے روشناس کر سکتی ہیں۔ (بوناپارٹ اور اسلام)

ڈاکٹر آرنلڈ پریچنگ آف اسلام میں لکھتا ہے۔

''جو احکام قرآن میں موجود ہیں وہ اپنی جگہ پر مکمل ہیں۔''

کارلائل کے بقول ''قرآن کے احکام اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع

ہوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشمہ بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرسکتا ہے شریعت اسلام اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جوہر موجود ہے یہ کتاب سب سے اوّل اور سب سے آخر جو خوبیاں ہوسکتی ہیں اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ ہر قسم کی توصیف صرف اس سے ہوسکتی ہے۔''

پروفیسر آر۔ اے نکلسن لکھتا ہے کہ ''قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام اسلامی ممالک کی متبرک زبان بن گئی ہے اور بڑی سے بڑی یورپین سلطنت کی تعلیم و حکمت سے بڑھ گئی ہے۔''

فرانس کے مشہور مفکر ڈاکٹر موریس بوکائی کے بقول ''قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت وبلاغت ہے مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے قرآن کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت حاصل ہے۔''

سکھوں کے مذہبی رہنما بابا نانک نے کہا کہ ''اگر کوئی ایمان کی کتاب ہے تو وہ قرآن شریف ہے۔''

جرمنی کے مشہور شاعر اور فلسفی گوئٹے قرآن کریم کے صوتی ترنم وتغم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے ''قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر ایک تحیر آمیز رقت میں ڈال دیتی ہے۔''

قرآن کریم کے علوم و معارف اور فضائل کا احاطہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے تمام مذاہب کی کتابوں سے قرآن کریم اعلیٰ وارفع کتاب ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آج مسلمان دنیا میں اپنا مقام کھو چکے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کریم جو کہ مسلمانوں کی قانونی کتاب ہے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اسلاف کو دنیا میں بلند مقام اس لئے حاصل تھا کہ وہ اس پر عمل پیرا تھے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

دوسرے مقام پر فرمایا:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن



فصل اوّل

وحی ربانی کی روشنی میں تورات کی اہمیت

تورات کے حق ہونے اور الہامی کتاب تسلیم کیے جانے کا حکم ہمیں وحی الٰہی سے ہی نصیب ہوا ہے۔ ذیل میں قرآنی آیات سے تورات کی حقانیت اور اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) تورات کتاب ہدایت و رحمت ہے

(i) ومن قبله کتب موسٰی اماما ورحمة (۱)

''اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت۔''

(ii) ولقد اتینا موسٰی الهدی واورثنا بنی اسرائیل الکتب هدی وذکری لاولی الالباب (۲)

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا عقل مندوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔''

(iii) ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح وفی نسختها هدی ورحمة (۳)

''اور جب موسیٰ کا غصہ تھما تختیاں اُٹھا لیں اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے۔''

(iv) واتینا موسی الکتب وجعلنه هدی لبنی اسرائیل الا تتخذوا من دونی وکیلا (۴)

''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اُس کو بنی اسرائیل کے لئے

ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو۔"

(v) ولقد اتینا موسی الکتب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصآئر للناس وھدی ورحمۃ لعلھم یتذکرون (۵)

"اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی بعد اس کے پہلی اُمتوں کو ہلاک کر دیا۔ لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں ہدایت اور رحمت دی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔"

(vi) ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شئی وھدی ورحمۃ لعلھم بلقآء ربھم یومنون (۶)

"پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی پورا احسان کرنے کو اس پر جو نیکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں۔"

(۲) تورات کتاب نور ہے

(i) انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی و نور (۷)

"بے شک ہم نے تورات اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے۔"

(ii) ولقد اتینا موسٰی وھرون الفرقان وضیآء وذکرا للمتقین (۸)

"اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا اور اُجالا اور پرہیزگاروں کو نصیحت۔"

(۳) تورات منزل من اللہ ہے

(i) نزل علیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التورٰۃ والانجیل (۹)

”تم پر یہ سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے اس نے توارت اور انجیل نازل کی۔“

(ii) قل من انزل الکتب الذی جآء بہ موسٰی نورا وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا و تخفون کثیرا وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباؤکم قل اللّٰہ (۱۰)

”تم فرماؤ کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کے لیے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا لیے ظاہر کرتے ہو اور بہت سے چھپاتے ہو اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو کہو اللہ۔“

(iii) ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتب والحکم والنبوۃ ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی العلمین (۱۱)

”اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں ستھری روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانے والوں پر فضیلت بخشی۔“

(۴) تورات موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی

(i) واذ اتینا موسی الکتب والفرقان لعلکم تھتدون (۱۲)

”اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق اور باطل میں تمیز کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ۔“

(ii) ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہ بالرسل (۱۳)

”اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔“

(iii) ولقد اتینا موسی الکتب لعلھم یھتدون (۱۴)

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی کہ ان کو ہدایت ہو۔''

(iv) ولقد اتینا موسی الکتب وجعلنا معه اخاہ ھرون وزیرا (۱۵)

''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اسکے بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔''

(v) ولقد اتینا موسی الکتب فلا تکن فی مریة من لقآئه وجعلنه ھدی لبنی اسرائیل (۱٦)

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا۔''

(۵) تورات واضح کتاب ہے

(i) ولقد مننا علی موسٰی وھرون ونجینھما وقومھما من الکرب العظیم ونصرنٰھم فکانوا ھم الغلبین واتینٰھما الکتٰب المستبین (۱۷)

''اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا اور انہیں اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے نجات بخشی اور ان کی ہم نے مدد کی تو وہی غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی۔''

(٦) تورات میں ہر چیز کی تفصیل بیان کی گئی

(i) ثم اتینا موسی الکتٰب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیءٍ وھدی ورحمة لعلھم بلقآء ربھم یومنون (۱۸)

''پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی پورا احسان کرنے کو جو نیکو کار ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ اپنے ربّ سے ملنے پر ایمان لائیں۔''

(ii) قال یموسٰی انی اصطفیتك علی الناس برسلتی وبکلامی فخذ ما اتیتك وکن من الشکرین وکتبنا له فی الالواح من کل شیء موعظة

وتفصیلا لکل شیءٍ فخذھا بقوۃ وامر قومك یاخذوا باحسنھا ساوریکم دار الفسقین (۱۹)

''فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں سے ہو اور ہم نے اس کے لیے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں عنقریب میں تمہیں دکھا دوں گا بے حکموں کا گھر۔''

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات بھی سکھائی گئی

(i) عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا .... ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (۲۰)

''عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں .... اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل۔''

(ii) اذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلی والدتك .... واذ علمتك الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (۲۱)

''جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر............اور جب میں نے سکھائی تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل۔''

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات کی تصدیق فرمائی

(i) وقفینا علی اثارھم بعیسی ابن مریم مصدقا لمابین یدیہ من

التوراۃ واتینہ الانجیل فیه هدی ونور ومصدقا لما بین یدیه من التوراۃ وهدی وموعظة للمتقین (۲۲)

''اور جب ہم نے ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا تورات کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے تورات کی کہ اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو۔''

(ii) ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم (۲۳)

''اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔''

(iii) واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللّٰه الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ (۲۴)

''اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں۔''

(۹) قرآن کریم تورات کا مصدق ہے

(i) وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم (۲۵)

''اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اُتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے۔''

(ii) ولما جآء هم کتب من عند اللّٰه مصدق لما معهم (۲۶)

''اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی

کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی ہو۔"

(iii) واذا قیل لھم امنوا بما انزل اللّٰہ قالوا نومن بما انزل علینا ویکفرون بما ورآءہ وھو الحق مصدقا لما معھم (۲۷)

"اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اُتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا۔"

(iv) نزل علیك الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه وانزل التورٰىة والانجیل (۲۸)

"اس نے تم پر یہ سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اُس نے اس سے پہلے تورات اور انجیل اُتاری۔"

(v) یایھا الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم (۲۹)

"اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اُتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا۔"

(vi) وانزلنا الیك الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتب (۳۰)

"اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی۔"

(vii) ومن قبله کتٰب موسٰی اماما ورحمة وھذا کتٰب مصدق (۳۱)

"اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہی پیشوا اور مہربانی اور یہ کتاب تصدیق فرماتی ہے۔"

(۱۰) بنی اسرائیل کو تورات پر ایمان لانے اور عمل کرنیکا حکم

(i) یاھل الکتب لم تحاجون فی ابراھیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون (۳۲)

''اے کتاب والو ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو تورات اور انجیل تو نہ اُتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔''

(ii) کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صدقین (۳۳)

''سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا تورات اُترنے سے پہلے تم فرماؤ تورات لا کر پڑھو اگر سچے ہو۔''

(iii) ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم سآء ما یعملون (۳۴)

''اور اگر وہ قائم رکھتے تورات اور انجیل اور جو کچھ ان کے رب کی طرف سے اُترا تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ان میں کوئی گروہ اگر اعتدال پر ہے اور اُن میں سے اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔''

(iv) قل یاھل الکتب لستم علی شئی حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا فلا تاس علی القوم الکفرین (۳۵)

''تم فرما دو اے کتابیو تم کچھ بھی نہیں ہو جب تک نہ قائم کرو تورات اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا اور اے بے شک محبوب وہ جو

تمہاری طرف تمہارے ربّ کے پاس سے اُترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی۔"

(v) مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا بئس مثل القوم الذين كذبوا بايت الله والله لا يهدى القوم الظلمين (۳٦)

"ان کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اُس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اُٹھائے کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔"

(۱۱) تورات کی حفاظت بذمہ علمائے بنی اسرائیل

(i) انا انزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا والربنيون والاحبار بما استحفظوا من كتب الله وكانوا عليه شهداء (۳۷)

"بے شک ہم نے تورات اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی اور عالم اور فقیہہ کو ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے۔"

(۱۲) قرآن کریم میں تورات کے مختلف مضامین اور احکامات کا بیان

(i) وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظلمون (۳۸)

"اور ہم نے تورات میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ

کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرادے تو وہ اس کا گناہ اتار دے گا اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہ لوگ ظالم ہیں۔"

(ii) الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم فالذین امنوابہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون (۳۹)

"وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا اور ان پر سے بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں تو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔"

(iii) ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقًا فی التوراۃ والانجیل (۴۰)

"بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل۔"

(iv) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

تراھم رکعًا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورٰیۃ ومثلھم فی الانجیل (۴۱)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں۔''

(v) ام لم ینبا بما فی صحف موسٰی وابرٰھیم الذی وفی الاتزر وازرۃ وزر اخری وان لیس للانسان الاما سعٰی وان سعیہ سوف یری ثم یجزٰہ الجزآء الاوفٰی (۴۲)

''کیا اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسٰی کے اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجا لایا کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اُٹھاتی اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔''

(۱۳) مسلمانوں کے لئے تورات پر ایمان لانا ضروری ہے

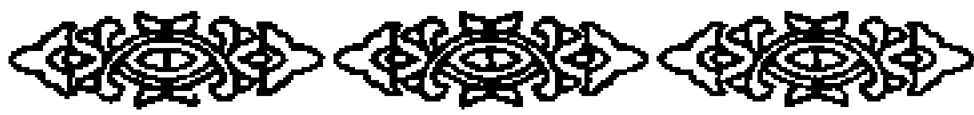
(i) قولوا امنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمعٰیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (۴۳)

''یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسٰی وعیسٰی اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے ربّ کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق

نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھتے ہیں۔"

(ii) یایها الذین امنوا امنوا باللّٰه ورسوله والکتٰب الذی نزل علی رسوله والکتٰب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللّٰه وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضللا بعیدا (۴۴)

"اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اُس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اُتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اُتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔"



فصل دوم

وحی ربانی کی روشنی میں قرآن کریم کی اہمیت

(۱) قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا

(i) لکن اللّٰہ یشهد بما انزل الیك انزله بعلمه والملئكة یشهدون وکفی باللّٰہ شهیدا (۴۵)

''لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اُتارا اور اس نے اپنے علم سے اُتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی۔''

(ii) وهذا کتب انزلنه مبرك فاتبعوه واتقوا لعلکم ترحمون (۴۶)

''اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیز گاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔''

(iii) المر تلك ایت الكتب والذی انزل الیك من ربك الحق ولكن اكثر الناس لا یؤمنون (۴۷)

''یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے ربّ کے پاس سے اُترا مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔''

(iv) قل نزله روح القدس من ربك بالحق لیثبت الذین امنوا وهدی و بشری للمسلمین (۴۸)

''تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح نے اُتارا تمہارے ربّ کی طرف سے ٹھیک

ٹھیک کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو۔"

(v) وانه لتنزيل رب العلمين (۴۹)

"اور بے شک یہ قرآن ربّ العالمین کا اتارا ہوا ہے۔"

(vi) والقرآن الحكيم انك لمن المرسلين على صراط مستقيم تنزيل العزيز الرحيم (۵۰)

"حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو عزت والے مہربان کا اُتارا ہوا۔"

(vii) كتب انزلنه اليك مبرك ليد بروا ايته وليتذكر اولوا الالباب (۵۱)

"یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں۔"

(viii) انا نحن نزلنا عليك القرٰان تنزيلا (۵۲)

"بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اُتارا۔"

(۲) قرآن مجید کتاب مبین ہے

(i) قد جآء كم من الله نور و كتٰب مبين (۵۳)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔"

(ii) ولقد انزلنا اليكم ايت مبينت (۵۴)

"اور بے شک ہم نے اُتاری تمہاری طرف روشن آیتیں۔"

(iii) تلك ايت القرٰان و كتاب مبين (۵۵)

"یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔"

(iv) وما علمنه الشعر وما ينبغي له ان هو الا ذكر و قرٰان مبين (۵۶)

''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔''

(v) حم والکتب المبین (۵۷)''روشن کتاب کی قسم۔''

(۳) قرآن مجید کتاب نور ہے

(i) یایها الناس قد جآء کم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا (۵۸)

''اے لوگو۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا۔''

(ii) فامنوا باللہ ورسوله والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر (۵۹)

''تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اُتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔''

(۴) قرآن مجید کتاب فرقان ہے

(i) شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینت من الهدی والفرقان (۶۰)

''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔''

(ii) تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا (۶۱)

''بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسنانے والا ہو۔''

(۵) قرآن کریم ذکر مبارک ہے

(i) وهذا کتٰب انزلنه مبٰرك فاتبعوه واتقوا لعلکم ترحمون (۶۲)

''اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔''

(ii) وما تسئلهم عليه من اجران هو الاذكر للعلمين (٦٣)

''اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت۔''

(iii) وهذا ذكر مبرك انزلنه افانتم له منكرون (٦٤)

''اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُتارا تو کیا تم اس کے منکر ہو۔''

(۶) قرآن پاک کتاب ہدایت و رحمت ہے

(i) هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين (٦٥)

''یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے۔''

(ii) اوتقولوا لوانا انزل علينا الكتب لكنا اهدى منهم فقد جاء كم بينة من ربكم وهدى ورحمة (٦٦)

''یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ان سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے تو تمہارے پاس تمہارے ربّ کی روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی۔''

(iii) ولقد جئنهم بكتب فصلنه على علم هدى ورحمة لقوم يؤمنون (٦٧)

''اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے بڑے علم سے مفصل کیا ہدایت و رحمت' ایمان والوں کے لئے۔''

(iv) يايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما فى الصدور وهدى ورحمة للمومنين (٦٨)

''اے لوگو تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی

صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔''

(v) وننزل من القراٰن ما هو شفآء ورحمة للمومنين (٦٩)

''اور ہم قرآن میں اُتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔''

(vi) تلك ايت الكتب الحكيم هدى ورحمة للمحسنين (٧٠)

''یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لئے۔''

(٧) قرآن پاک کتاب حکمت ہے

(i) الر تلك ايت الكتب الحكيم (٧١)

''یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔''

(ii) ذلك مما اوحٰى اليك ربك من الحكمة (٧٢)

''یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے ربّ نے تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں۔''

(٨) قرآن کریم بیان مفصل ہے

(i) وهو الذى انزل اليكم الكتب مفصلا (٧٣)

''اور وہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اُتاری۔''

(ii) ولقد جئنهم بكتب فصلنٰه علٰى علم هدى ورحمة لقوم يومنون (٧٤)

''اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے بڑے علم سے مفصل کیا ہدایت ورحمت ایمان والوں کے لئے۔''

(iii) ونزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئى وهدى ورحمة وبشرٰى للمسلمين (٧٥)

''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔''

(iv) کتب فصلت ایته قرانا عربیا لقوم یعلمون (۷۶)

''ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل بیان فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کے لئے۔''

(۹) قرآن مجید مثالوں کا خزانہ ہے

(i) ولقد صرفنا فی ھذا القراٰن للناس من کل مثل (۷۷)

''اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی۔''

(ii) ولقد ضربنا للناس فی ھذا القراٰن من کل مثل لعلھم یتذکرون (۷۸)

''اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو۔''

(۱۰) قرآن کریم عربی میں نازل کیا گیا

(i) انا انزلنه قرءٰنا عربیا لعلکم تعقلون (۷۹)

''بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔''

(ii) قراٰنا عربیا غیر ذی عوج لعلھم یتقون (۸۰)

''عربی زبان کا قرآن جس میں اصلاً کجی نہیں کہ کہیں وہ ڈریں۔''

(iii) وکذلك اوحینا الیك قرانا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها وتنذر یوم الجمع لا ریب فیه (۸۱)

''اور ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی

اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں اور تم ڈراوٗ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں۔"

(iv) انا جعلنه قرء'نا عربیا لعلکم تعقلون (۸۲)

"ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔"

(۱۱) قرآن کریم آسان کتاب ہے

(i) فانما یسرنه بلسانك لتبشر به المتقین وتنذر به قوما لدا (۸۳)

"اور ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا کہ تم اس سے ڈر والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈر سناوٗ۔"

(ii) ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر (۸۴)

"اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔"

(۱۲) قرآن کریم سراپا نصیحت ہے

(i) طٰهٰ ما انزلنا علیك القرآن لتشقی الا تذکرة لمن یخشی (۸۵)

"اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو ہاں اس کو نصیحت جو ڈر رکھتا ہے۔"

(ii) وانه لتذکرة للمتقین (۸۶)

"اور بے شک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے۔"

(iii) کلآ انه تذکرة (۸۷)

"ہاں ہاں بے شک وہ نصیحت ہے۔"

(iv) ان هذه تذکرة فمن شآء اتخذ الی ربه سبیلا (۸۸)

"بے شک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے ربّ کی طرف راہ لے۔"

(۱۳) قرآن کریم کی مثل کتاب بنانا ناممکن ہے

(i) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدآء کم من دون اللّٰہ ان کنتم صدقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین (۸۹)

"اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائیتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرما دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔"

(ii) قل لئن اجتمعت الانس والجن علٰی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (۹۰)

"تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔"

(۱۴) اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کا محافظ ہے

(i) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون (۹۱)

"بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

(۱۵) قرآن پاک کو پاکیزہ حالت میں چھونے کا حکم

(i) لا یمسہ الا المطھرون (۹۲)

"اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔"

(۱۶) تلاوت قرآن حکیم کو خاموشی سے سننے کا حکم

(i) واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون (۹۳)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔''

(۱۷) قرآن پاک بذریعہ وحی نازل ہوا

(i) والذی اوحینا الیك من الکتب هو الحق مصدقا لما بین یدیه (۹۴)

''اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی۔''

(۱۸) قرآن پاک لوح محفوظ میں ہے

(i) بل هو قران مجید فی لوح محفوظ (۹۵)

''بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔''

(۱۹) قرآن عزیز اختلاف سے پاک ہے

(i) افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا (۹۶)

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔''

(ii) الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجاً (۹۷)

''سب خوبیاں اللہ کی جس نے اپنے بندے پر کتاب اُتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی۔''

(۲۰) قرآن حکیم عالمی کتاب ہے

(i) ان هو الا ذکر للعلمین (۹۸)

''وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لئے۔''

(۲۱) قرآن کریم رحمٰن نے سکھایا ہے

(i) الرحمٰن علم القراٰن (۹۹)

''رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔''

(۲۲) قرآن حکیم کتاب کریم ہے

(i) انه القراٰن کریم (۱۰۰).

''بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔''

(۲۳) قرآن کریم عظمت والی کتاب ہے

(i) کلاانها تذکرة فمن شآء ذکره فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة(۱۰۱)

''یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ یہ عزت والے ہیں بلندی والے ہیں پاکی والے ہیں۔''

(۲۴) قرآن کریم عظمت و برکت والی رات میں نازل ہوا

(i) انا انزلنه فی لیلة مبرکة (۱۰۲).

''بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں نازل کیا۔''

(ii) انا انزلنه فی لیلة القدر (۱۰۳)

''بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا۔''

(۲۵) قرآن مجید سابقہ آسمانی کتب کا مصدق ہے

(i) وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر به ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون (۱۰۴)

''اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرو۔''

(ii) وما کان هذا القرآن ان یفتری من دون الله ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل الکتب لاریب فیه من رب العلمین (۱۰۵)

''اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بغیر اللہ کے اُتارے ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ لکھا ہوا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔''

(iii) والذی اوحینا الیک من الکتب هو الحق مصدقا لما بین یدیه ان الله بعباده لخبیر بصیر (۱۰۶)

''اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہوئی۔ بے شک اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا ہے۔''



فصل سوم

تورات کا تعارف اور مضامین کا سرسری جائزہ

تعارف تورات

''لفظ بائبل یونانی لفظ کی انگریزی صورت ہے۔ یونانی میں یہ لفظ ببلاس (Biblos) ہے جو کہ ببلیا (Biblia) سے مشتق ہے جس کے معانی ''کتاب'' ہے۔ یونانی لفظ ببلیون (Biblion) جمع Biblia ببلوس (Biblos) کا اسم تصغیر ہے جس کا عام مطلب ہر قسم کی تحریری دستاویز ہے لیکن شروع میں اس سے مراد وہ تحریر تھی جو پیپرس (Papyrus) پر لکھی گئی ہو۔''(۱۰۷)

کتاب مقدس کو Bible (بائبل) کا نام چوتھی صدی بعد از مسیح میں دیا گیا۔

"It was invented in the fourth century by John Chrysostom patriarch of Constatinople, who referred to the general collection of Holy Books of the Jews as the "Biblia" as the Books."(۱۰۸)

''اسے چوتھی صدی میں جان کرائسا سٹم جو کہ استنبول کا پیٹرارچ تھا نے دریافت کیا۔ اس نے یہودیوں کی مقدس کتابوں کے مجموعہ کو ''ببلیا'' یعنی کتب قرار دیا۔''

بائبل کے لئے مترادف اصطلاحات ''کتاب مقدس''، ''نوشتہ''، ''صحیفہ'' ہیں۔ کتاب مقدس یا کلام مقدس دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پرانا عہد نامہ/ نیا عہد نامہ۔ پہلے حصے کو عہد عتیق اور دوسرے حصے کو عہد جدید کہا جاتا ہے۔ لفظ ''عہد نامہ'' کا تعلق

لاطینی "Testamentum" اور یونانی "Diatheke" ہے۔ عہدنامہ عتیق یا Old Testament عبرانی بائبل تین حصوں میں منقسم ہے۔ (i) توراۃ (ii) انبیاء (iii) صحائف (توراۃ' نبیم' کتبیم)۔

تورات

اس میں پانچ کتابیں ہیں: (i) پیدائش (ii) خروج (iii) احبار (iv) گنتی (v) استثناء۔ رومن کیتھولک ترجمہ کے مطابق (i) تکوین (ii) خروج (iii) احبار (iv) عدد (v) تثنیہ شرع۔

توراۃ عربی لفظ ہے اس کو عبرانی میں تورہ کہا جاتا ہے۔ جس کے معانی شریعت (Law) کے ہیں۔

"The word which is most commonly used to refer to the content of Jewish religious traditions is Torah. The basic meaning of 'Torah' is "instruction, teaching" and it is usually used in the specific sense of authoritative or divine teaching." (۱۰۹)

''یہودی مذہبی روایات کے لیے جو لفظ عام طور پر استعمال کیا گیا وہ ''توراۃ'' ہے۔ ''توراۃ'' کے بنیادی معنی ''ہدایت''، ''تعلیم'' کے ہیں اور یہ ایک خاص طور پر الوہی تعلیمات ''تعلیم'' کے لیے استعمال ہوا ہے۔''

جبکہ تورات کو اسفارِ خمسہ یا پینٹا ٹیوک (Pentateuch) بھی کہتے ہیں۔ یہ یونانی لفظ ہے۔ اس کا مطلب ''پہلی پانچ کتب'' ہے۔ جب سامری تورات اور ہفتاوی ترجمہ منظر عام پر آیا تو اس کے بعد ان پانچ کتب کو Pentateuch کہا جانے لگا۔

"The antiquity of the five fold division is attested

by the Samaritan Pentateuch and the LXX, which gave the books their traditional name."(۱۱۰)

''پہلی پانچ کتب کی تقسیم کی جانچ پڑتال (تصدیق) سامری پینٹاٹیوک اور LXX نے کی۔ جنہوں نے کتابوں کو اُن کا روایتی نام دیا۔''

''Encyclopaedia Biblica'' کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"The date of the division of the Torah into five books cannot be made out it is probably older than the septuagint translation."(۱۱۱)

''''توراۃ'' کی پانچ کتب میں تقسیم کی تاریخ کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ شاید ہفتاوی ترجمہ سے بھی پرانی ہے۔''

یہاں پر یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ کچھ محققین کا یہ نقطہ نظر ہے کہ Pentateuch میں پانچ کتابیں نہیں بلکہ یہ چار یا چھ یا آٹھ کتب کا مجموعہ ہے۔ جن کا خیال ہے کہ اس میں چھ کتب شامل ہیں وہ اس کو (Hexateuch) ہیکساٹیوک کہتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ''یوشع'' کا موضوع و مضمون ''اسفار خمسہ'' کی پانچ کتابوں کے موضوع و مضمون سے مطابقت رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ اسی میں شامل ہے۔ بقول "Bernhard W. Anderson"۔

"The Hebrew word for these five books is Torah meaning "Law" or better "teaching". Scholars also refer to them as the Pentateuch, a word based on a Greek compound meaning "five scrolls" and frequently the first six books of the old Testament (Pentateuch plans Joshua) are considered as a unit called the Hexateuch". (۱۱۲)

''ان پانچ کتب کے لیے عبرانی لفظ ''توراۃ'' ہے جس کا مطلب ''شریعت'' یا ''اعلیٰ تعلیم'' کے ہے۔ علماء اسے پینٹا ٹیوک بھی کہتے ہیں۔ یہ لفظ جو کہ یونانی مجموعہ یعنی ''پانچ تہہ'' سے بنا ہے اور اکثر عہد نامہ عتیق کی پہلی چھ کتب کو ''ہیکسا ٹیوک'' سمجھا جاتا رہا۔''

"Encyclopaedia Biblica" کے مقالہ نگار نے بھی چھ کتب کا تذکرہ کیا ہے بلکہ اس انسائیکلوپیڈیا میں تورات کا ذکر پینٹا ٹیوک کی بجائے "Hexateuch" کے تحت ہے۔

"The Pentateuch and Joshua tegether have recently been named the Hexateuch."(۱۱۳)

''پینٹا ٹیوک اور یوشع کو حال ہی میں اکٹھا نام ''ہیکسا ٹیوک'' دیا گیا۔''

"The Jerome Biblical Commentary" میں لکھا ہے کہ یہ چھ یا آٹھ کتب کا مجموعہ ہے:

"Again it is possible to speak of a Hexateuch (six books) or an Octateuch (eight books) etc, since Jos-Kgs are considered by some to continue the traditions found in the preceding books."(۱۱۴)

''دوبارہ شش کتب یا ہشت کتب کے بارے میں بولنا ممکن ہے۔ کیونکہ جاس گس اور کچھ لوگوں کے نزدیک وہ روایات جاری رکھنے والے سمجھے جاتے ہیں جو پہلے آنے والی کتب میں پائی گئی تھیں۔''

"Encyclopaedia Biblica" کے مقالہ نگار نے آٹھ کتب کا مجموعہ بھی کہا ہے:

"The Pentateuch, together with Joshua, Judges and

Ruth with which it is usually united in Greek MSS makes up the Octateuch."(۱۱۵)

''پہلی پانچ کتب بمعہ یوشع' قاضی اور رتھ کے مل کر یونانی MSS میں اوکٹا ٹیوک بناتی ہیں۔''

جبکہ بعض کا خیال ہے کہ یہ چار کتب ہیں۔

" On the other hand Engnell has suggested the word "Tetrateuch" to separate Deuteronomy from the first four books."(۱۱۶)

''دوسری طرف اینگنل نے توریت کی پانچویں کتاب کے مؤلف کو پہلی چار کتب سے علیحدہ کرنے کے لیے لفظ ''ٹیٹرا ٹیوک'' تجویز کیا ہے۔''

بہرحال یہودی' پروٹسٹنٹ اور کیتھولک علماء و محققین کا یہ مسلمہ امر ہے کہ تورات پانچ کتابوں پر ہی مشتمل ہے۔ یہودی اور مسیحی روایات کے مطابق ان کا مصنف موسیٰ ہے اور ان کتابوں میں موسوی شریعت درج ہے۔ اس لئے اس کو شریعت یا Law کہا جاتا ہے۔

"Law is the conventional translation of Torah but perhaps 'revelation' would be nearer the mark. Torah means the instruction or teaching concerning God's purposes and demands which had been given to Israel, according to tradition through Moses."(۱۱۷)

''شریعت (قانون) ''توراۃ'' کا روایتی ترجمہ ہے لیکن شاید ''وحی'' زیادہ قریب تر ہے۔ تورہ کا مطلب ہے ہدایت یا تعلیم جس میں خدا کے مقاصد اور مطالبے شامل ہوں جو روایت کے مطابق موسیٰ کے ذریعہ اسرائیل کو بھیجی گئی۔''

تورات کی کتاب پیدائش کے مضامین کا سرسری جائزہ

(کتاب پیدائش کے کل پچاس (۵۰) ابواب اور ۱۵۳۳ آیات ہیں)

1۔ باب نمبر ۱ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ آسمان اور زمین کی پیدائش' روشنی اور تاریکی کا ذکر' پہلے اور دوسرے دن کا ذکر' نباتات کا بیان سورج اور چاند کی پیدائش' انسان کی پیدائش۔

2۔ باب نمبر ۲ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ ساتویں دن کا ذکر' باغ عدن کا تذکرہ' نیک و بد کے درخت کا بیان' عورت کی پیدائش اور شادی۔

3۔ باب نمبر ۳ تعداد آیات چوبیس (۲۴) موضوع سانپ کا حوا کو فریب دینا' پہلا گناہ' آدم حوا اور سانپ کی سزا کا بیان' آدم اور حوا کا باغ عدن سے خروج۔

4۔ باب نمبر ۴ تعداد آیات چھبیس (۲۶) موضوع۔ قائین اور ہابیل کی پیدائش ہابیل کا قتل' قائین کی لعنت کا ذکر' شیت اور انوش کا تذکرہ۔

5۔ باب نمبر ۵ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ آدم کے وصال کا ذکر' شیت سے نوح تک نسب نامہ اور عمروں کا بیان۔

6۔ باب نمبر ۶ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ انسانوں کی شرارت اور خدا کا غمگین ہونا نوح پر خدا کی رحمت' کشتی بنانے کا حکم۔

7۔ باب نمبر ۷ تعداد آیات چوبیس (۲۴) موضوع۔ نوح کا اہل خانہ اور جانداروں کے ہمراہ کشتی پر سوار ہونا' طوفان نوح کا بیان۔

8۔ باب نمبر ۸ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ طوفان کا خاتمہ اور نوح کا کشتی سے باہر آنا' نوح کی قربانیاں اور خدا کا عہد۔

9۔ باب نمبر ۹ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ خدا کا نوح کو برکت دینا' خدا

کا نوح اور اس کے بیٹوں سے عہد' نوح اور انگور کا باغ' نوح کی دُعا اور وصال۔

10۔ باب نمبر ۱۰ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ نوح یافت اور حام کی اولاد کا ذکر' سام کی اولاد کا تذکرہ۔

11۔ باب نمبر ۱۱ تعداد آیات (۳۲) موضوع۔ شہر بابل کی تعمیر' سام سے تارح تک کا نسب نامہ' تارح کی اولاد اور وصال۔

12۔ باب نمبر ۱۲ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ ابرام اور ملک کنعان کا سفر' ابرام کا اپنی بیوی کو بہن ظاہر کرنا' فرعون کا ابرام سے عمدہ سلوک۔

13۔ باب نمبر ۱۳ تعداد آیات اٹھارہ (۱۸) موضوع۔ ابرام کی مصر سے واپسی' خدا کا ابرام سے عہد۔

14۔ باب نمبر ۱۴ تعداد آیات چوبیس (۲۴) موضوع۔ بادشاہوں کی لڑائی' لوط کی گرفتاری اور ابرام۔

15۔ باب نمبر ۱۵ تعداد آیات اکیس (۲۱) موضوع۔ خدا کا ابرام سے فرزند کا وعدہ' ابرام کا رویا۔

16۔ باب نمبر ۱۶ تعداد آیات سولہ (۱۶) موضوع۔ ابرام کا ہاجرہ سے نکاح' فرشتہ کی ہاجرہ سے ملاقات' اسماعیل کی پیدائش۔

17۔ باب نمبر ۱۷ تعداد آیات ستائیس (۲۷) موضوع۔ ابرام کے نام کی تبدیلی' ختنہ کا عہد' سارائی کے نام کی تبدیلی اور بیٹے کی بشارت' ابراہیم اور اسماعیل کا ختنہ۔

18۔ باب نمبر ۱۸ تعداد آیات تینتیس (۳۳) موضوع۔ ابراہیم اور فرشتوں کی ضیافت' سدوم کی تباہی کا ارادہ اور ابراہیم کی سفارش۔

19۔ باب نمبر ۱۹! تعداد آیات اڑتیس (۳۸) موضوع۔ اہل سدوم اور لوط کے گھر کا محاصرہ' سدوم' عمورہ کی تباہی' لوط کا بچاؤ' لوط کی دو بیٹیوں کا اس سے ہم بستر ہونا۔

20۔ باب نمبر ۲۰ تعداد آیات اٹھارہ (۱۸) موضوع۔ ابراہیم کا ابی ملک کے پاس قیام' ابی ملک کا ابراہیم کو ملامت کرنا اور انعام دینا۔

21۔ باب نمبر ۲۱ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ اسحاق کی پیدائش' ہاجرہ اور اسماعیل کا گھر سے نکالا جانا' ابی ملک اور ابراہیم کا عہد۔

22۔ باب نمبر ۲۲ تعداد آیات چوبیس (۲۴) موضوع۔ اسحاق کی قربانی اور وعدوں کی تجدید' ناحور کی اولاد کا تذکرہ۔

23۔ باب نمبر ۲۳ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ سارہ کی وفات اور تدفین۔

24۔ باب نمبر ۲۴ تعداد آیات سرسٹھ (۶۷) موضوع۔ اسحاق کے لیے بیوی کی تلاش' رفقہ کا انتخاب اور اس کی اپنے وطن سے رخصتی۔

25۔ باب نمبر ۲۵ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ ابراہیم کا وصال اور تدفین' اسماعیل کی اولاد اور ان کے وصال کا ذکر' عیسو اور یعقوب کی پیدائش کا ذکر۔

26۔ باب نمبر ۲۶ تعداد آیات پینتیس (۳۵) موضوع۔ اسحاق کا اپنی بیوی کو بہن ظاہر کرنا اسحاق کے ساتھ خدا کا عہد' اسحاق اور ابی ملک کا عہد' عیسو کی ازواج کا ذکر۔

27۔ باب نمبر ۲۷ تعداد آیات چھیالیس (۴۶) موضوع۔ اسحاق کا عیسو کو برکت دینے کا ارادہ کرنا' رفقہ کی سازش اور یعقوب کو برکت کا ملنا' عیسو کا باپ سے شکایت کرنا' عیسو اور یعقوب کا باہمی اختلاف۔

28۔ باب نمبر ۲۸ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ یعقوب کا فدان ارام کی

جانب سفر' عیسو کی شادی' یعقوب کا رویا اور بیت ایل میں منت۔

29- باب نمبر ۲۹ تعداد آیات پینتیس (۳۵) موضوع۔ یعقوب کا لابن کے گھر جانا اور اُس کی بیٹی پر فریفتہ ہونا' یعقوب کی لیاہ اور راخیل سے شادی۔

30- باب نمبر ۳۰ تعداد آیات تینتالیس (۴۳) موضوع۔ یعقوب کی اولاد کا تذکرہ' یعقوب اور لابن کا عہد۔

31- باب نمبر ۳۱ تعداد آیات پچپن (۵۵) موضوع۔ یعقوب کا فرار اور لابن یعقوب کے تعاقب میں' لابن اور یعقوب کا عہد۔

32- باب نمبر ۳۲ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ یعقوب کی عیسو کے ہاں آمد' یعقوب کا خدا کی بارگاہ میں التجاء' یعقوب کا عیسو کے لئے ہدیہ بھیجنا' یعقوب کا کشتی لڑنا اور اسرائیل کا خطاب۔

33- باب نمبر ۳۳ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ عیسو اور یعقوب کا عہد' یعقوب کا مذبح تعمیر کرنا۔

34- باب نمبر ۳۴ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ یعقوب کی بیٹی کی بے حرمتی اولاد یعقوب کا اپنے عہد کی خلاف ورزی کرنا۔

35- باب نمبر ۳۵ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ بیت ایل میں خدا کا ظہور راخیل کی موت اور یعقوب کے بارہ بیٹوں کا ذکر' اسحاق کا وصال۔

36- باب نمبر ۳۶ تعداد آیات تینتالیس (۴۳) موضوع۔ عیسو کی ازواج اور اولاد کا بیان' ملک ادوم کے بادشاہوں کا ذکر۔

37- باب نمبر ۳۷ تعداد آیات چھتیس (۳۶) موضوع یوسف کے دو خواب' بھائیوں کا حسد اور یوسف کا بیچا جانا۔

38- باب نمبر ۳۸ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ یہودہ اور اس کی اولاد کا ذکر'

یہودہ کا اپنی بہو سے ہم بستر ہونا۔

39۔ باب نمبر ۳۹ تعداد آیات تئیس (۲۳) موضوع۔ یوسف کا اپنے آقا کے گھر کا مختار بننا' یوسف پر الزام اور گرفتاری۔

40۔ باب نمبر ۴۰ تعداد آیات تئیس (۲۳) موضوع۔ سردار ساقی اور سردار نان پز کے خواب اور تعبیریں' یوسف کی بیان کردہ تعبیریں درست نکلیں۔

41۔ باب نمبر ۴۱ تعداد آیات ستاون (۵۷) موضوع۔ فرعون کے دو خواب' یوسف کی رہائی اور فرعون کے خواب کی تعبیر' یوسف نائب السلطنت کے عہدے پر' غلہ کا ذخیرہ اور کال کی ابتداء۔

42۔ باب نمبر ۴۲ تعداد آیات اڑتیس (۳۸) موضوع۔ یوسف کے بھائیوں کا مصر کی طرف پہلا سفر' دس بھائی یوسف کی قید میں' بھائیوں کی مصر سے واپسی اور باپ کو حالات سے آگاہی۔

43۔ باب نمبر ۴۳ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ یعقوب کے بیٹوں کا مصر کی طرف دوسرا سفر' بھائیوں کا یوسف کے ہاں قیام۔

44۔ باب نمبر ۴۴ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ بھائیوں کی آخری آزمائش اور یہودہ کی یوسف سے التجاء۔

45۔ باب نمبر ۴۵ تعداد آیات اٹھائیس (۲۸) موضوع۔ یوسف کا خود کو بھائیوں پر ظاہر کرنا' یوسف کے بھائیوں کی مصر سے واپسی' یعقوب کو یوسف کے حالات سے آگاہی۔

46۔ باب نمبر ۴۶ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ یعقوب مع اہل خانہ مصر میں' یعقوب اور یوسف کی ملاقات۔

47۔ باب نمبر ۴۷ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ بنی اسرائیل کا مصر میں قیام'

کال کی سختی اور لوگوں کے حالات' یعقوب کی یوسف کو وصیت۔

48۔ باب نمبر ۴۸ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ یعقوب کا اولادِ یوسف کو برکت دینا۔

49۔ باب نمبر ۴۹ تعداد آیات تینتیس (۳۳) موضوع۔ یعقوب کا اپنے بیٹوں کو برکت دینا' یعقوب کا وصال۔

50۔ باب نمبر ۵۰ تعداد آیات چھبیس (۲۶) موضوع۔ یعقوب کی تدوین' یوسف کا اپنے بھائیوں سے عمدہ سلوک' یوسف کا وصال۔

کتاب خروج کے مضامین کا سرسری جائزہ

(کتاب خروج میں کل چالیس (۴۰) ابواب اور ۱۲۱۳ آیات ہیں)

1۔ باب نمبر ا تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ بنی اسرائیل پر مصر میں ظلم۔

2۔ باب نمبر ۲ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ موسیٰ کا بچپن' موسیٰ مدیان میں۔

3۔ باب نمبر ۳ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ حوریب کا ظہور' خداوند کا موسیٰ سے کلام۔

4۔ باب نمبر ۴ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ موسیٰ کی قوت معجزانہ' موسیٰ مدیان میں' خداوند کا ہارون سے کلام۔

5۔ باب نمبر ۵ تعداد آیات تیئیس (۲۳) موضوع۔ فرعون کا انکار اور اس کی سختی' قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ سے فریاد۔

6۔ باب نمبر ۶ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ خدا کے وعدوں کی تجدید' موسیٰ اور ہارون کا نسب نامہ۔

7۔ باب نمبر ۷ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ فرعون کے سامنے پہلا معجزہ، پہلی آفت پانی کا خون بن جانا۔

8۔ باب نمبر ۸ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ دوسری آفت مینڈک، تیسری آفت مچھر، چوتھی آفت مکھیاں۔

9۔ باب نمبر ۹ تعداد آیات پینتیس (۳۵) موضوع۔ پانچویں آفت مری، ساتویں آفت اولے۔

10۔ باب نمبر ۱۰ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ آٹھویں آفت ٹڈیاں، نویں آفت تاریکی۔

11۔ باب نمبر ۱۱ تعداد آیات دس (۱۰) موضوع۔ دسویں آفت کی دھمکی۔

12۔ باب نمبر ۱۲ تعداد آیات اکاون (۵۱) موضوع۔ دسویں آفت پہلوٹوں کا قتل، بنی اسرائیل کی روانگی، شرع فصح۔

13۔ باب نمبر ۱۳ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ شرع فطیر، بادل اور آگ کا ستون۔

14۔ باب نمبر ۱۴ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ بحر قلزم کا عبور۔

15۔ باب نمبر ۱۵ تعداد آیات ستائیس (۲۷) موضوع۔ موسیٰ کا نغمہ نصرت، موسیٰ کا بحر قلزم سے خروج۔

16۔ باب نمبر ۱۶ تعداد آیات چھتیس (۳۶) موضوع۔ بیٹرے، سبت کی عظمت، من۔

17۔ باب نمبر ۱۷ تعداد آیات سولہ (۱۶) موضوع۔ چٹان سے پانی کا خروج، عمالیق پر فتح۔

18۔ باب نمبر ۱۸ تعداد آیات ستائیس (۲۷) موضوع۔ کاھن یترو اور موسیٰ کی

ملاقات۔

19- باب نمبر ۱۹ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ کوہ سینا پر ظہور الٰہی۔

20- باب نمبر ۲۰ تعداد آیات چھبیس (۲۶) موضوع۔ دس احکام' موسیٰ کی خداوند سے گفتگو۔

21- باب نمبر ۲۱ تعداد آیات چھتیس (۳۶) موضوع۔ عدالت کے متعلق شریعت۔

22- باب نمبر ۲۲ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ عدالت کے متعلق شریعت۔

23- باب نمبر ۲۳ تعداد آیات تینتیس (۳۳) موضوع۔ عدالت کے متعلق شریعت' دینی قوانین۔

24- باب نمبر ۲۴ تعداد آیات اٹھارہ (۱۸) موضوع۔ عہد کی تصدیق' موسیٰ چالیس دن رات پہاڑ پر۔

25- باب نمبر ۲۵ تعداد آیات چالیس (۴۰) موضوع۔ صندوق شہادت' نان ظہور کی میز' شمعدان۔

26- باب نمبر ۲۶ تعداد آیات سینتیس (۳۷) موضوع۔ مسکن۔

27- باب نمبر ۲۷ تعداد آیات اکیس (۲۱) موضوع۔ قربان گاہ' صحن مسکن' شمعدان کا تیل۔

28- باب نمبر ۲۸ تعداد آیات تنتالیس (۴۳) موضوع۔ کاہنوں کے پاک لباس۔

29- باب نمبر ۲۹ تعداد آیات چھیالیس (۴۶) موضوع۔ کاہنوں کی تخصیص' روزمرہ کی قربانیاں۔

30- باب نمبر ۳۰ تعداد آیات اڑتیس (۳۸) موضوع۔ بخور کی قربان گاہ' موسیٰ سے خداوند کا کلام۔

31- باب نمبر ۳۱ تعداد آیات اٹھارہ (۱۸) موضوع۔ کاریگروں کا انتخاب' شرع

سبت کی تجدید۔

32۔ باب نمبر ۳۲ تعداد آیات پنتیس (۳۵) موضوع۔ لوگوں کی بت پرستی، موسیٰ کا قہر، موسیٰ کی سفارش۔

33۔ باب نمبر ۳۳ تعداد آیات تیئس (۲۳) موضوع۔ لوگوں کا پچھتاوا، خیمہ اجتماع۔

34۔ باب نمبر ۳۴ تعداد آیات پنتیس (۳۵) موضوع۔ شہادت کی نئی لوحیں، موسیٰ کی کوہ سینا سے واپسی۔

35۔ باب نمبر ۳۵ تعداد آیات پنتیس (۳۵) موضوع۔ سبت کی شریعت، مسکن کے لیے نذرانے۔

36۔ باب نمبر ۳۶ تعداد آیات اڑتیس (۳۸) موضوع۔ مسکن کے لیے کاریگروں کا تقرر۔ مسکن کے لیے غلاف اور تختے۔

37۔ باب نمبر ۳۷ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ صندوق شہادت اور اُس کی آرائش۔

38۔ باب نمبر ۳۸ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ مسکن کی باقی آرائش گاہ۔

39۔ باب نمبر ۳۹ تعداد آیات تنتالیس (۴۳) موضوع۔ کاہنوں کے لباس، مسکن کے لباس کی تکمیل۔

40۔ باب نمبر ۴۰ تعداد آیات اڑتیس (۳۸) موضوع۔ قیام مسکن، صندوق شہادت کا مسکن میں لانا، خداوند کا بادل مسکن پر۔

کتاب احبار کے مضامین کا سرسری جائزہ

(کتاب احبار میں کل ستائیس (۲۷) ابواب اور ۸۵۷ آیات ہیں)

1- باب نمبر ا تعداد آیات سترہ (۱۷) موضوع۔ سوختنی قربانی۔

2- باب نمبر ۲ تعداد آیات سولہ (۱۶) موضوع۔ طعام کی قربانی۔

3- باب نمبر ۳ تعداد آیات سترہ (۱۷) موضوع۔ سلامتی کی قربانی۔

4- باب نمبر ۴ تعداد آیات پینتیس (۳۵) موضوع۔ سہو کی قربانی۔

5- باب نمبر ۵ تعداد آیات انیس (۱۹) موضوع۔ خطاء کی قربانی۔

6- باب نمبر ۶ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ دائمی آگ کی شریعت۔

7- باب نمبر ۷ تعداد آیات اڑتیس (۳۸) موضوع۔ تقصیر اور سلامتی کی قربانیاں۔

8- باب نمبر ۸ تعداد آیات چھتیس (۳۶) موضوع۔ کاہنوں کی تقدیس۔

9- باب نمبر ۹ تعداد آیات چوبیس (۲۴) موضوع۔ ہارون کی پہلی قربانی۔

10- باب نمبر ۱۰ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ سزائے بے ادبی نشہ ممنوع۔

11- باب نمبر ۱۱ تعداد آیات سنتالیس (۴۷) موضوع۔ پاک و ناپاک حیوانات کی تمیز۔

12- باب نمبر ۱۲ تعداد آیات آٹھ (۸) موضوع۔ ولادت کی ناپاکی اور طہارت۔

13- باب نمبر ۱۳ تعداد آیات انسٹھ (۵۹) موضوع۔ برص کی ناپاکی۔

14- باب نمبر ۱۴ تعداد آیات ستاون (۵۷) موضوع۔ برص کی طہارت۔

15- باب نمبر ۱۵ تعداد آیات تینتیس (۳۳) موضوع۔ دیگر شرعی ناپاکیاں۔

16- باب نمبر ۱۶ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ یوم کفارہ۔

17- باب نمبر ۱۷ تعداد آیات پندرہ (۱۵) موضوع۔ ذبح کی شریعت، خون خوری

ممنوع۔

18۔ باب نمبر۱۸ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ ممنوع رشتے۔

19۔ باب نمبر۱۹ تعداد آیات سینتیس (۳۷) موضوع۔ اخلاقی اور رسمی شرائع۔

20۔ باب نمبر۲۰ تعداد آیات ستائیس (۲۷) موضوع۔ سزائے جرائم۔

21۔ باب نمبر۲۱ تعداد آیات چوبیس (۲۴) موضوع۔ کاھنوں کی پاکیزگی۔

22۔ باب نمبر ۲۲ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ پاک چیزیں کون کھائے' ناقابل نذر چیزیں۔

23۔ باب نمبر۲۳ تعداد آیات چوالیس (۴۴) موضوع۔ تنظیم اعیاد' سبت' عید فصح' عید خمیس' نوروز' یوم کفارہ' عید خیام۔

24۔ باب نمبر ۲۴ تعداد آیات تیئس (۲۳) موضوع۔ چراغوں کا تیل' نذر کی روٹیاں' کفر کی سزا۔

25۔ باب نمبر۲۵ تعداد آیات پچپن (۵۵) موضوع۔ سال سبت' سال رہائی۔

26۔ باب نمبر ۲۶ تعداد آیات چھیالیس (۴۶) موضوع۔ فرمانبرداری کی جزاء' نافرمانی کی سزا۔

27۔ باب نمبر۲۷ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ منتیں۔

مضامین کتاب عدد کا سرسری جائزہ

(کتاب عدد میں کل چھتیس (۳۶) ابواب اور ۱۲۸۸ آیات ہیں)

1۔ باب نمبر۱ تعداد آیات چون (۵۴) موضوع۔ پہلی مردم شماری' موسیٰ کے معاون' بارہ قبائل کی تعداد' لاوی خدمت کے لئے مخصوص۔

2۔ باب نمبر۲ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ ترتیب قبائل۔

3۔ باب نمبر ۳ تعداد آیات اکاون (۵۱) موضوع۔ بنی لاوی کی مردم شماری' لاوی کے گھرانوں کے فرائض۔

4۔ باب نمبر ۴ تعداد آیات انچاس (۴۹) موضوع۔ خداوند کا موسیٰ و ہارون سے کلام' لاویوں کا شمار۔

5۔ باب نمبر ۵ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ ناپاک اشخاص کا برتاؤ' غیرت کی شریعت۔

6۔ باب نمبر ۶ تعداد آیات ستائیس (۲۷) موضوع۔ نذارت کی شریعت' ضابطہ برکت۔

7۔ باب نمبر ۷ تعداد آیات انانوے (۸۹) موضوع۔ رئیسوں کی قربانیاں۔

8۔ باب نمبر ۸ تعداد آیات چھبیس (۲۶) موضوع۔ شمع دان کے سات چراغ' لاویوں کا تقرر۔

9۔ باب نمبر ۹ تعداد آیات تیئس (۲۳) موضوع۔ فسح کے حکم کی تجدید' خیمہ گاہ میں بادل کا ستون۔

10۔ باب نمبر ۱۰ تعداد آیات چھتیس (۳۶) موضوع۔ چاندی کے نرسنگے' سینا سے روانگی۔

11۔ باب نمبر ۱۱ تعداد آیات پینتیس (۳۵) موضوع۔ گوشت کیلئے کڑکڑاہٹ' ستر بزرگ۔

12۔ باب نمبر ۱۲ تعداد آیات پندرہ (۱۵) موضوع۔ مریم اور ہارون کی کڑکڑاہٹ' مریم کی سزا۔

13۔ باب نمبر ۱۳ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ ملک کنعان کا حال۔

14۔ باب نمبر ۱۴ تعداد آیات پینتالیس (۴۵) موضوع۔ لوگوں کی کڑکڑاہٹ اور

سزا۔

15- باب نمبر ۱۵ تعداد آیات اکتالیس (۴۱) موضوع۔ قربانی کی بعض ہدایات، سبت کو توڑنے والے کی سزا۔

16- باب نمبر ۱۶ تعداد آیات پچاس (۵۰) موضوع۔ قورح کا انقلاب۔

17- باب نمبر ۱۷ تعداد آیات تیرہ (۱۳) موضوع۔ ہارون کے عصاء میں پھول لگنا۔

18- باب نمبر ۱۸ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ کاھنوں اور لاویوں کے فرائض۔

- باب نمبر ۱۹ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ تطہیر کا پانی۔

-2 باب نمبر ۲۰ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ چٹان کا پانی، ہارون کی وفات۔

-2 باب نمبر ۲۱ تعداد آیات پینتیس (۳۵) موضوع۔ پیتل کا سانپ۔

-2 باب نمبر ۲۲ تعداد آیات چالیس (۴۰) موضوع۔ بلعام اور اُس کی گدھی۔

-2 باب نمبر ۲۳ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ بلعام کے تین سخن۔

-2 باب نمبر ۲۴ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ بلعام کا چوتھا سخن۔

-2 باب نمبر ۲۵ تعداد آیات اٹھارہ (۱۸) موضوع۔ اسرائیل کی بدکاری۔

-2 باب نمبر ۲۶ تعداد آیات پینسٹھ (۶۵) موضوع۔ موآب کے میدان میں مردم شماری۔

- باب نمبر ۲۷ تعداد آیات تئیس (۲۳) موضوع۔ وراثت کی شریعت، موسیٰ کا جانشین۔

- باب نمبر ۲۸ تعداد آیات اکتیس (۳۱) موضوع۔ مختلف قربانیاں۔

- باب نمبر ۲۹ تعداد آیات انتالیس (۳۹) موضوع۔ ساتویں مہینہ کی قربانیاں۔

30۔ باب نمبر ۳۰ تعداد آیات سترہ (۱۷) موضوع۔ منتیں اور قسمیں۔

31۔ باب نمبر ۳۱ تعداد آیات چون (۵۴) موضوع۔ مدیان سے جنگ، تقسیم غنیمت۔

32۔ باب نمبر ۳۲ تعداد آیات بیالیس (۴۲) موضوع۔ روبین اور جاد کی درخواست۔

33۔ باب نمبر ۳۳ تعداد آیات چھپن (۵۶) موضوع۔ منازل کوچ۔

34۔ باب نمبر ۳۴ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ حدود کنعان، تقسیم کنعان۔

35۔ باب نمبر ۳۵ تعداد آیات چونتیس (۳۴) موضوع۔ لاویوں کے شہر پناہ کے شہر۔

36۔ باب نمبر ۳۶ تعداد آیات تیرہ (۱۳) موضوع۔ ملکیت قبائل۔

کتاب تثنیہ شرع کے مضامین کا سرسری جائزہ

(کتاب تثنیہ شرع میں کل چونتیس (۳۴) ابواب اور ۹۳۵ آیات ہیں)

1۔ باب نمبر ۱ تعداد آیات چھیالیس (۴۶) موضوع۔ کوہ حوریب اور قادیش کے واقعات۔

2۔ باب نمبر ۲ تعداد آیات سینتیس (۳۷) موضوع۔ قادیش سے ارنون کا سفر شیحون پر فتح۔

3۔ باب نمبر ۳ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ عوج پر فتح، اردن کے پار کی تقسیم۔

4۔ باب نمبر ۴ تعداد آیات انچاس (۴۹) موضوع۔ وفاداری کے بارے میں

نصیحت۔

5- باب نمبر ۵ تعداد آیات تینتیس (۳۳) موضوع۔ دس احکام کا دہراؤ۔

6- باب نمبر ۶ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ خدا کی محبت اور تابعداری۔

7- باب نمبر ۷ تعداد آیات چھبیس (۲۶) موضوع۔ کنعانیوں کے ساتھ رفاقت ممنوع' وفاداروں کے لیے برکت۔

8- باب نمبر ۸ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ خدا کی مہربانیوں کی یاد آوری۔

9- باب نمبر ۹ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ قوم کی بے وفائی کی یاد آوری۔

10- باب نمبر ۱۰ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ خدا کے خوف کے بارے میں نصیحت۔

11- باب نمبر ۱۱ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ خدا کے احکام کی تابعداری۔

12- باب نمبر ۱۲ تعداد آیات بتیس (۳۲) موضوع۔ بت پرستی کا دور کرنا۔

13- باب نمبر ۱۳ تعداد آیات اٹھارہ (۱۸) موضوع۔ جھوٹے نبی کی سزا' بت پرست شہروں کی سزا۔

14- باب نمبر ۱۴ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ پاک اور ناپاک جانور۔

15- باب نمبر ۱۵ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ قرض کی معافی' غلاموں کی رہائی' پہلوٹوں کی نذر۔

16- باب نمبر ۱۶ تعداد آیات اکیس (۲۱) موضوع۔ تین سالانہ عیدیں۔

17- باب نمبر ۱۷ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ بت پرستوں کی سزا' بادشاہ کے فرائض۔

18- باب نمبر ۱۸ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ کاھنوں کی میراث' باطل پرستی اور انبیاء۔

19۔ باب نمبر ۱۹ تعداد آیات اکیس (۲۱) موضوع۔ پناہ کے شہر، جھوٹی گواہی کی سزا۔

20۔ باب نمبر ۲۰ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ احکام جنگ۔

21۔ باب نمبر ۲۱ تعداد آیات تئیس (۲۳) موضوع۔ مختلف قوانین۔

22۔ باب نمبر ۲۲ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ خلاف نکاح جرائم۔

23۔ باب نمبر ۲۳ تعداد آیات پچیس (۲۵) موضوع۔ متفرق شرائع۔

24۔ باب نمبر ۲۴ تعداد آیات بائیس (۲۲) موضوع۔ طلاق کی بابت، دردمندی کے فرائض۔

25۔ باب نمبر ۲۵ تعداد آیات انیس (۱۹) موضوع۔ راستی کے قوانین۔

26۔ باب نمبر ۲۶ تعداد آیات انیس (۱۹) موضوع۔ پہلے پھل کی نذر۔

27۔ باب نمبر ۲۷ تعداد آیات چھبیس (۲۶) موضوع۔ شریعت کا اعلان۔

28۔ باب نمبر ۲۸ تعداد آیات اڑسٹھ (۶۸) موضوع۔ وفاداری کے لیے برکت، بے وفائی پر لعنت۔

29۔ باب نمبر ۲۹ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ استحکام عہد۔

30۔ باب نمبر ۳۰ تعداد آیات بیس (۲۰) موضوع۔ تائب کے لیے رحم کا وعدہ۔

31۔ باب نمبر ۳۱ تعداد آیات تیس (۳۰) موضوع۔ یوشع موسیٰ کا قائم مقام۔

32۔ باب نمبر ۳۲ تعداد آیات باون (۵۲) موضوع۔ موسیٰ کا گیت۔

33۔ باب نمبر ۳۳ تعداد آیات انتیس (۲۹) موضوع۔ موسیٰ کی برکت۔

34۔ باب نمبر ۳۴ تعداد آیات بارہ (۱۲) موضوع۔ موسیٰ کی وفات۔



فصل چہارم

تورات کی زبان واسلوب

یہود ونصاریٰ کی مسلمہ روایت کے مطابق تورات کو سب سے پہلے جس زبان میں تحریر کیا گیا وہ عبرانی ہے۔

"The books of the Old Testament were written in Hebrew, with the exception of some isolated words or expressions (for instance, the name Jegar-sahadutha "the-heap-of-witness" in Genesis 31:47) one verse (Jeremiah 10:11) and a few chapters (Ezra 4:8 to 6:18, 7:12-26), Daniel 2:4 to 7:28 that were written in Aramaic."(۱۱۸)

''عہدنامہ عتیق کی کتب عبرانی میں لکھی گئیں سوائے چند ایک منفرد الفاظ اور محاوروں کے (مثال کے طور پر پیدائش 47:31 میں یجر ساہدوتا ''the-heap-of-witness'' ایک آیت (ریمیاہ 1:10) اور چند ابواب (عذرا 8:4 سے 18:6 ' 12:7 سے 26) دانیال 4:2 سے 28:7 جو کہ آرامی میں لکھے گئے۔''

بقول "Buckner B. Trawick"۔

"Except for five scattered passages in Aramaic, the Old Testament was written first in Hebrew."(۱۱۹)

''ماسوائے آرامی میں لکھے پانچ بکھرے ہوئے پیروں کے عہد نامہ عتیق پہلے عبرانی میں لکھا گیا تھا۔''

عبرانی سامی زبان کی ایک شاخ ہے۔ زبان کے اس قبیلہ کو "Semitic Family of the Language" اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ زبان اس علاقے کے لوگ بولا کرتے تھے جہاں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام (sam) کی نسل آباد ہوگئی تھی۔ یہ کوئی محدود علاقہ نہیں تھا بلکہ ایک وسیع خطہ تھا۔ سامی زبان کو تین علاقائی زبانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) شمال مغربی زبانوں کا گروہ جو کنعانی اور آرامی زبان پر مشتمل تھا۔ (۲) مشرقی یا اکادی زبانوں کا گروہ جو شامی اور بابلی زبانوں پر مشتمل تھا۔ (۳) جنوبی زبانوں کا گروہ جو عربی اور ایتھوپی زبانوں پر مشتمل تھا۔

"Every Man's Encyclopaedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"The semitic languages can be divided into the north-western group, consisting of two main branches, Canaanite (including Hebrew, Phoenician, and allied languages) and Aramaic (2) the eastern or Accadian group (including Assyrian and Babylonian) and (3) The Southern group (including Arabic and Ethiopic)" (۱۲۰)

''سامی زبانیں شمال مغربی گروپ میں تقسیم کی جا سکتی ہیں جو کہ دو بڑی شاخوں کنعانی (عبرانی، فونیشین اور متحدہ زبانیں)، آرامی پر مشتمل ہے۔ مشرقی یا اکادی زبانوں کا گروہ شامی اور بابلی زبانوں پر مشتمل ہے اور جنوبی زبانوں کا گروہ عربی اور ایتھوپی زبانوں پر مشتمل ہے۔''

پس معلوم ہوا کہ عبرانی سامی زبانوں کا ایک حصہ ہے۔

"The Hebrew, or modern Phoenician, as we may call it, belongs to the Shemitish family of languages, and is most closely connected with other members of that

family both in matter and in form."(۱۲۱)

''عبرانی یا جدید فونیشین جیسا کہ ہم اسے کہہ سکتے ہیں کہ زبانوں کے شامی خاندان سے ہے شکل اور مواد کے لحاظ سے اس خاندان کے دوسرے اراکین سے نزدیکی منسلک ہے۔''

عبرانی زبان آرامی زبان سے مشابہ ہے جس کو کنعان کے عبرانی لوگ بولا کرتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ تھوڑی بہت تبدیلیاں ہوئیں اور آرامی عبرانی زبان کہلانے لگی۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ عبرانی زبان حقیقت میں آرامی زبان کی دوسری شکل ہے۔

"Every argument leads to a belief, that the popular dialect of the Hebrews from a very early period was deeply tinged with Aramaic." (۱۲۲)

''ہر بحث (بات) یقین کی طرف جاتی ہے کہ عبرانی زبان کا اسلوب بہت پہلے کے دور میں آرامی سے رنگا ہوا تھا۔''

عبرانی لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابرام کہا جاتا تھا۔ اس طرح یہ لوگ جو زبان بولتے تھے اس کو عبرانی زبان کہا جانے لگا۔ اس پر تمام مورخین متفق ہیں کہ عبرانی' آرامی زبان سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن اس بات کا تعین کرنا مشکل ہے کہ یہ زبان کب عبرانی کہلانے لگی۔ ''دی انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بائبل انسائیکلوپیڈیا'' کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ اندازاً یہ زبان ۱۸ صدی قبل مسیح میں بولی جاتی تھی لیکن اس کو عبرانی نام ۱۳۰۰ ق م میں دیا گیا۔

"This would place spoken Hebrew in the 18th Century B.C. at the latest. One thousand years before we find Hebrew being called "Yhidit" or the "language of

Judah, it is called "the language of Canaan, "possibly because this was how the language first occurs in Bensira's prologue (c 130 B.C.)".(۱۲۳)

''اس طرح بولی جانے والی عبرانی زبان 18 صدی قبل مسیح میں موجود تھی۔ ایک ہزار سال قبل عبرانی زبان کو یادث یا یودھا کی زبان کہا جاتا تھا اور اسے کنعان کی زبان کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ممکنہ طور پر اسی طرح زبان سب سے پہلے Bensira's Prologue (C 130 B.C.) میں ملتی ہے۔''

جبکہ "The Illustrated Bible Dictionary" میں یہ تاریخ 180 قبل مسیح لکھی ہے:

"The designation "Hebrew" first occurs in the prologue to Ecclesiasticus (Bensira c 180 B.C.)".(۱۲۴)

''عبرانی زبان کا نام سب سے پہلے کلیسائی تعارف میں Bensira 180B.C. میں ملتا ہے۔''

تیسری صدی قبل مسیح میں قدیم عبرانی ترقی کر کے نئی شکل میں سامنے آئی۔

"Ancient Hebrew, the language of the Bible, was succeeded by an intermediary from Mishnaic Hebrew about the 3rd century B.C. Modern Hebrew the only vernacular tongue based on an ancient written from, was developed in the 19th and 20th centuries." (۱۲۵)

''قدیم عبرانی بائبل کی زبان ہے۔ تیسری صدی قبل مسیح میں یہ مثنائی عبرانی ثانوی صورت میں تبدیل ہوئی۔ جدید عبرانی ایسی مقامی زبان تھی جو کہ تحریر شدہ انداز میں تھی۔ اس نے انیسویں اور بیسویں صدی میں ترقی کی۔''

عبرانی زبان کو تاریخی لحاظ سے چار ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

"The History of the Hebrew language is usually divided into four major periods, Biblical or classical, Hebrew until C 3rd century B.C. in which most of the Old Testament is written, Mishnaic or Robbinic, Hebrew, the language of the Mishna (collection of Jewish traditions), written A.D. 200, Medieval Hebrew, from about the 6th to the 13th century A.D. when many words were borrowed from Greek, Spanish, Arabic and other languages and Modern Hebrew, the language of Israel in modern".(۱۲۶)

''عبرانی زبان کی تاریخ کو عام طور پر چار بڑے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

i- بلیاتی یا کلاسکی عبرانی تیسری صدی قبل مسیح تک تھی جس مین زیادہ تر عہد نامہ عتیق لکھا گیا۔

ii- مشنائی یا روبنائی عبرانی سے مشنہ کی زبان 200 صدی عیسوی کے درمیانی دور کی عبرانی میں لکھی گئی (یہودی روایات کا مجموعہ)۔

iii- وسطی عبرانی جس کا دور چھ صدی عیسوی سے 13 تیرہ صدی عیسوی تک ہے جبکہ اس کے بہت سے الفاظ یونانی، ہسپانوی، عربی اور دوسری بہت سی زبانوں سے لیے گئے۔

iv- جدید عبرانی جو کہ اسرائیل کی جدید زبان ہے۔''

عبرانی آج کل اسرائیل کی سرکاری زبان ہے جو یہود کی مکمل تاریخ پر مشتمل ہے۔ یہود کی اپنی زبان قدیم عبرانی تھی لیکن بابل سے مراجعت کے بعد ان کی زبان آرامی ہوگئی۔ عزرا نے عہد عتیق کی کتابوں کو کس زبان میں لکھا یہ باتحقیق معلوم نہیں اس

لئے کہ ان کی مرتب کردہ کتابوں کا دنیا میں کہیں وجود نہیں۔ دنیا جن کتابوں سے روشناس ہوئی وہ یونانی زبان میں تھیں کیونکہ یہود نے اسیری کے زمانے میں اپنی اصل زبان بھلا دی اور یونانیوں کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے ان کی زبان یونانی ہو گئی۔ تورات کا جو سب سے پہلے ترجمہ ہوا' وہ یونانی زبان میں تھا۔ پھر اس یونانی نسخہ سے عبرانی زبان میں ترجمہ کیا گیا آج اصل عبرانی تورات کا ملنا ناممکن ہے۔ لہٰذا ہم موجودہ عبرانی ترجمہ کو قدیم عبرانی نہیں کہہ سکتے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ قدیم عبرانی زبان کا مردہ ہو جانا اور یہود کا اپنی اصل زبان کو ترک کر دینا ہے۔

"The Old Testament, as you all know, was mainly written in the Hebrew, a Semitic language, but after the return from the captivity at Babylon in B.C. 536, that language ceased to be the vernacular of the people, and gave way to sister-language, the Aramaic in which part of the Books of Ezra and Daniel are written. Before the time of our Lord, Hebrew had become a dead language, and the Jews as well as the Samaritans when they read the Old Testament in their Synagogues, made use of Targums which were partly translations, and partly explanations."

(۱۲۷)

''عہدنامہ عتیق جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ زیادہ تر سامی زبان میں لکھا گیا۔ لیکن 536 قبل از مسیح میں بلان میں قید سے واپسی پر یہ زبان لوگوں کے ملک یا وطن کے لحاظ سے مقامی نہ رہی اور اس کی جڑواں زبان آرامی وجود میں آئی۔ جس میں عزرا اور دانیال کتابوں کے حصے لکھے گئے۔ ہمارے آقا کے وقت سے قبل عبرانی مردہ زبان

بن گئی اور یہودیوں اور سامریوں نے جب عہد نامہ عتیق اپنے عبادت خانہ میں پڑھے تو انہوں نے توریت کی تفسیر کا استعمال کیا۔ جو کہ کچھ تراجم اور وضاحتوں پر مشتمل تھیں۔"

اس بحث کا حاصل یہ کہ اصل عبرانی تورات موجود نہیں۔ سارا انحصار تراجم پر ہونے لگا۔ موجودہ عبرانی تورات بھی محض ایک ترجمہ ہے۔ کیونکہ اس کی اصل زبان مردہ ہو چکی ہے۔ پس اس کے اسلوب کو جاننے کے لئے موجودہ اردو ترجمہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء پیش نظر رکھتے ہیں جس کو مترجمین نے عبرانی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ میں عبرانی تورات کی جھلک بھی نظر آتی ہے جب کہ ہماری کتاب کی بنیاد بھی یہی ترجمہ ہے۔

تورات کا اسلوب

موجودہ تورات کے اسلوب پر نظر ڈالیں تو جو بات نمایاں نظر آتی ہے کہ اگرچہ یہ ایک ترجمہ ہے مگر مترجمین نے ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کو مدنظر رکھا کہ عبرانی زبان کے خصائص کو اس ترجمہ میں پوری طرح سے سمویا جائے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عبرانی زبان کا ترنم اور توازن بدرجہ اتم اس ترجمہ میں بھی موجود ہے۔ اس کی زیادہ تر مثالیں کتاب خروج میں ملتی ہیں جہاں واقعات کو نظمیہ انداز میں بیان کیا گیا ہے مثلاً:

"میں نغمہ گاؤں گا خداوند کا کہ جل جلالہ۔ دونوں گھوڑے اور گاڑی کو سمندر میں پھینک دیا۔ میری طاقت اور قوت خداوند ہے۔ وہ میرا مخلص ٹھہرا۔ یہی میرا خداوند ہے میں اس کی ثناء کروں گا۔ میرے باپ کا خدا یہی ہے میں اس کی حمد کروں گا۔ خداوند جنگجو ہے اس کا نام خداوند ہے۔" (۱۲۸)

کتاب پیدائش میں لکھا ہے:

"اس نے دیکھا کہ آرام خوب ترین ہے اور یہ سرزمین دل پسند ہے۔ وہ اپنا

کندھا بوجھ اُٹھانے کو جھکائے گا اور بار برداری کرے گا۔ دان اسرائیل کے قبیلوں میں سے ایک کی مانند۔ اپنے لوگوں کے حقوق ثابت کرے گا۔ دان راہ کا سانپ ہو گا۔ راہ گزر کا افعی۔ گھوڑے کے عقب کو ڈسے گا۔ اس کا سوار پچھاڑ کھا کر گر پڑے گا۔ اے خداوند میں تیری نجات کی راہ دیکھتا آیا ہوں۔ جاد پر حملہ آور حملہ کریں گے۔ انہی کے عقب میں وہ حملہ کرے گا۔"(۱۲۹)

تورات کے اس اسلوب کا ذکر "Encyclopaedia Britannica" کا مقالہ نگار یوں کرتا ہے:

"The origin of some leading peculiarities of Hebrew poetry has been recently referred by Assyrioloyists to Accadian models."(۱۳۰)

"کچھ قابلِ ذکر عبرانی شاعری کے ماخذ کے بارے میں حال ہی میں Assyrioloyists نے اکادی ماڈلز کو حوالہ دیا ہے۔"

جامع اسلوب

موسیٰ ایک ایسے رہنما تھے جو عام خاندان کے چشم و چراغ تو تھے لیکن ایک خاص وجہ سے آپ ابتدائی عمر میں بادشاہ وقت کے محل میں پہنچ گئے۔ وہاں آپ کی پرورش شاہی انداز میں ہوئی۔ اس تربیت کے دوران آپ نے وہ تمام اعلیٰ علوم حاصل کر لئے جو ایک شہزادہ اس وقت حاصل کرتا تھا لہٰذا لازمی طور پر ان علوم کا اثر آپ کی تحریروں میں بھی نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تورات ایک منفرد اور جامع اسلوب کی حامل ہے۔ اس کتاب میں ہمیں زندگی کے مختلف واقعات پڑھنے کو ملتے ہیں اور احکامات اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خدا انسانوں کے سامنے خود ان کو بیان کر رہا ہے۔ اس کے پراثر اسلوب کی بناء پر انسان ان احکامات پر

خود کو عمل کرنے کے لئے تیار کر لیتا ہے۔

"The Old Testament contains several types of literature: there are narratives combined with rules and instructions (Torah, or Pentateuch) and anecdotes of Hebrew persons, prophets, priests, kings and their women (Former Prophets)."(۱۳۱)

"عہدنامہ عتیق کئی قسم کے ادب پر مشتمل اور یہ بیانیہ طرز پر ہے۔ جس میں کچھ قوانین اور ہدایات (تورہ یا پانچ کتب) اور عبرانی لوگوں' نبیوں' پادریوں' بادشاہوں اور ان کی عورتوں کی حکایات بھی شامل ہیں۔"

بیان' دعا' انبیاء کے خطبات' نظمیں' قوانین وغیرہ نے اس کے اسلوب کو مزید نکھار دیا ہے:

"Incorporated in this narrative are various types of literature, including poems, laws, genealogical lists and ritual instructions."(۱۳۲)

"اس بیانیہ نظم میں مختلف قسم کا ادب شامل ہے۔ بشمول نظموں' قوانین' نسلی تفصیل اور مذہبی ہدایات کے۔"

واقعہ نگاری کا اسلوب

تورات کا جامع اسلوب اس کا واقعاتی اسلوب ہے۔ پوری کتاب واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ان واقعات اور کہانیوں کے ذریعے آدم زاد اپنے ماضی کے آدم زادوں کے رویوں اور طرز عمل کو بخوبی جانتا ہے۔ واقعات کی کڑیاں باہم ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں مثلاً جب ہم آدم اور حوا کا ذکر پڑھتے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں پہلے

انسان کی آمد اور پھر حوا کی پیدائش کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ ان کے ذکر کے ساتھ قائین اور ہابیل کا ذکر ہے۔ گویا داستانی انداز بیان اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ نظر آتا ہے۔ قائین اور ہابیل کا واقعہ مخاصمت کی پہلی مثال جو اس سلسلے میں ایک علامتی بیان ہے' اس کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان جب دوسرے انسان کی جان کے درپے ہو جائے تب کیا کیا کیفیتیں جنم لیتی ہیں۔ ہابیل اور قائین کے درمیان مخاصمانہ رویہ کی وجہ سے زمین پر پہلا قتل ہوتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے جس میں ایک آدم زاد دوسرے آدم زاد کی جان کا دشمن ہو کر اسے ختم کر دیتا ہے۔ خیر اور شر کی علامتیں وجود میں آتی ہیں اور یہ واقعہ سمجھاتا ہے کہ کون راستی پر ہے اور کون شیطانی قوتوں کا ساتھ دے رہا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ نوحؑ' ابرامؑ اسحاق سے ہوتا ہوا موسیٰؑ تک پہنچتا ہے۔ یہ سارے واقعات ایک ترتیب اور تسلسل کے ساتھ بڑے احسن انداز میں ملے ہوئے ہیں۔ بعض متعدد مرتبہ اور بعض کو تفصیلاً بیان کیا گیا کہیں صرف ایک مصرعہ بول کر پورے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اسے اردو ادب میں صنعت حسن تلمیح کہا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں تورات میں جا بجا موجود ہیں۔ مثلاً:

"اور موسیٰ نے لوگوں سے کہا اس دن کو یاد رکھو جس میں تم مصر کی جائے غلامی سے نکلے۔" (۱۳۳)

اس عبارت میں "تم مصر کی جائے غلامی سے نکلے" ایک فقرہ بول کر اس پورے واقعہ کی طرف اشارہ کیا جو حالات بنی اسرائیل کو مصر میں پیش آئے اور جن حالات میں موسیٰ قوم کو لے کر فرعون کے ملک مصر سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس ایک فقرہ میں خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ صرف اسی ذات نے تم کو ان مصائب و مشکلات سے نجات عطا کی۔ لہٰذا اس خدا کو ہمیشہ یاد رکھو۔

"میں نغمہ گاؤں گا خداوند کا کہ جل جلالہ دونوں گھوڑے اور گاڑی کو سمندر میں

پھینک دیا۔"(۱۳۴)

ایک فقرہ میں فرعون کی تباہی و بربادی کے سارے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے جس کو تحریر کرنے کے لئے کئی صفحات درکار ہیں۔ کتاب پیدائش میں نوح کے واقعہ میں لفظ ''کمان'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس ایک لفظ کو پڑھنے سے ذہن میں طوفان نوح اور خدا کا نوح کے ساتھ عہد والا سارا واقعہ آ جاتا ہے۔ اس کتاب کے قصص میں ہمیں حکمت و دانائی کی باتیں' احکامات و قوانین' قدیم دستاویزات' مذہبی باتیں' تاریخی کہانیاں' نصیحت آموز حکایتیں اور پرانے قصے بڑے عمدہ اسلوب میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔ "Harrington W" لکھتا ہے:

"Archaeology and the history of Near-Estern peoples have shown that many of the laws and institutions of the Pentateuch have extrabiblical parallels that are much earlier than the date attributed to the "documents". Furthermore, many narratives in the Pentateuch presuppose a milieu which is not that of the "documents" but is quite older." (۱۳۵)

''آرکیالوجی (آثار قدیمہ) اور مشرق قریب کے لوگوں کی تاریخ نے ظاہر کیا ہے کہ تورات کے کئی قوانین اور ہدایات اضافی بلیائی مثال ہے جو کہ اس تحریر سے منسوب کردہ تاریخ سے کہیں زیادہ پرانی ہیں۔ مزید برآں تورات کی بہت سی عبارتیں جو اس معاشرتی ماحول کو ظاہر کرتی ہیں وہ اس ''تحریر نامہ'' کا حصہ نہیں بلکہ اس سے بھی پرانی ہیں۔''

اسلوب امثال

تمثیل کے معنی تشبیہ دینا یا مشابہ ٹھہرانا یعنی ایک بات کو دوسرے پیرائے میں بیان کرنا۔ تمثیل ایک ایسا قصہ یا کہانی ہے جس کی مدد سے کوئی سبق سکھانا مقصود ہوتا ہے یعنی سامع کے سامنے ایسی دلنشیں مثالیں پیش کی جائیں جن سے وہ خود ہی اخلاقی اور دینی حقائق کو اخذ کر سکے۔ اس طریقہ تدریس کے دو فائدے ہیں۔ اول اس سے حقیقت کا سمجھنا اور قبول کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جس سے ایک قصے میں لپٹی ہوئی باتیں چپکے سے ذہن کے دروازوں سے گزر کر گھر بنا لیتی ہیں۔ دوئم اس طریقے سے سامع یا قاری مثال کے حقائق کو خود اخذ کرتا ہے۔ خود آموزی کے اس عمل کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ حقائق اس طرح ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں جو آسانی سے مٹ نہیں سکتے۔

تورات میں اکثر مقامات پر مشکل عبارت اور واقعات کو سمجھانے کے لئے بڑی آسان اور عام فہم مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم اور خدا کے میثاق کا ذکر کیا گیا جس کے مطابق آپ کو بہت زیادہ اولاد ملے گی۔ اس کثرت اولاد کو آسمان کے ستاروں اور سمندر کی ریت کے ذرات سے تشبیہ دی گئی: ''میں تیری اولاد زمین کی گرد کی مانند بناؤں گا اگر کوئی شخص زمین کی گرد گن سکے تو تیری اولاد کو بھی گن سکے گا۔''(۱۳۶)

''پھر وہ اس کو باہر لے گیا اور کہا کہ آسمان کی طرف نگاہ کر اور ستاروں کو گن اگر تو انہیں گن سکے اور اس نے اس سے کہا کہ تیری اولاد ایسی ہی ہو گی۔''(۱۳۷)

''میں تجھے برکت دوں گا اور تیری نسل بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے ستاروں اور سمندر کے ساحل کی ریت کی مانند بناؤں گا۔''(۱۳۸)

حضرت اسماعیل کی مکمل زندگی کو اس مثال سے یوں بیان کیا: ''وہ گورخر سا آدمی ہو گا اس کا ہاتھ سب آدمیوں کے خلاف ہو گا اور سب آدمیوں کا ہاتھ اس کے

خلاف اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔‘‘(۱۳۹)

روبین کی زندگی کو ان الفاظ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے: ’’روبین میرا پہلوٹھا ہے تو میری قوت اور شہ زوری کا شروع شان عزت شان طاقت مگر پانی کی طرح بے ثبات ہے۔‘‘(۱۴۰)

نظمیہ اسلوب

تورات کے اسلوب کو ہم بجا طور پر نظمیہ اسلوب کہہ سکتے ہیں۔ کئی واقعات نثر اور نظم میں بیان ہوئے ہیں جبکہ بعض واقعات کو نظمیہ رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے تورات کی عبارت میں بڑا عمدہ حسن پیدا ہوا ہے۔ نظمیہ انداز زیادہ تر خروج اور تثنیہ شرع کے آخری ابواب میں ملتا ہے۔ کتاب پیدائش میں حضرت یعقوب کے نبوت و برکت کے مضامین کو نظم کی صورت میں بیان کیا گیا ہے مثلاً:

’’نفتالی پھیلا ہوا بلوط ہے۔ اس کی شاخیں خوشنما ہیں۔ یوسف ایک پھلدار پودا۔ سوتے پر لگا ہوا پھلدار پودا۔ اس کی بیلیں دیوار پر چڑھ جاتی ہیں۔ تیراندازوں نے سے بہت چھیڑا اور مارا اور ستایا۔ اس کی کمان رہی پائیدار۔‘‘(۱۴۱)

کتاب خروج میں موسیٰ کے نغمہ نصرت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

’’تیرے قہر کے دم سے پانی انبار پر انبار ہوا
بہتا ہوا پانی تودے کی طرح کھڑا ہوا
سمندر کے درمیان بھنور میں جم گئیں
دشمن نے کہا میں پیچھا کروں گا جا پکڑوں گا
غنیمت بانٹ لوں گا تو میں ان سے سیر ہوں گا
اپنی تلوار میان سے کھینچوں گا میرا ہاتھ ان کو لوٹے گا

تو نے اپنی ہوا بھیجی تو سمندر نے انہیں چھپا لیا‘‘(۱۴۲)

"The Encyclopedia Americana" کا مقالہ نگار تورات کی نظموں کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:

"The Song of Lamech (Genesis 4:23,24) is addressed to his wives and boasts brutally of his savage excesses in avenging himself. It seems to reflect a Bedouin rather than a Palestinian background. Another desert song extols the digging of a well (Numbers 21:17,18) and may be an early example of a work song. Some of the war songs that are assigned to the time of Moses actually may belong to Israel's nomadic period. The most genuine and most magnificent is the Song of Miriam (Exodus 15:21) expanded several centries later in (Exodus 15:1-8)."(۱۴۳)

’’لامک کا گیت (پیدائش 24'23:4) اس کی بیویوں کو خطاب ہے۔ جس میں وہ اپنی وحشیانہ جرأت کو بڑھا کر بیان کرتا ہے۔ یہ فلسطینی کی بجائے خانہ بدوش (صحرائی) پس منظر کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک اور صحرائی گیت جو کہ کنواں کی کھدائی کی تعریف کے بارے میں ہے۔ (عدد 18'17:21) اور شاید گیت کی ابتدائی صورت ہو۔ کچھ جنگی گیت جو کہ موسیٰ کے وقت کے ساتھ منسوب کیے جاتے ہیں۔ دراصل اسرائیل کے بادیہ گرد دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس سے زیادہ حقیقی اور شاندار گیت مریم کا ہے۔ (خروج 21:15) جو کہ بعد کی کئی صدیوں تک پھیلا ہوا ہے (خروج 15:1-8)۔‘‘

صنائع و بدائع کا استعمال

ادب میں اکثر عجیب و غریب نکات اور باریکیاں عمداً پیدا کی جاتی ہیں یا از خود ظاہر ہوتی ہیں جس سے کلام میں حسن اور دلآویزی پیدا ہو جاتی ہے۔ صنائع صنعت کی جمع ہے اور بدائع بدیع کی جمع ہے۔ جس کے معانی خوب انوکھی اور نادر چیز کے ہیں۔ نظم ہو یا نثر دونوں کے اندر خوبصورتی دلکشی اور جاذبیت پیدا کرتی ہے اور نتیجتاً کلام میں نرمی، ستائش، خوش بیانی اور نزاکت و حسن نمایاں ہے۔ خیر اللہ خاں نے تورات میں صنائع و بدائع کے موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

''کلام پاک اپنی اصل زبانوں عبرانی اور یونانی میں اس خوبصورتی سے آراستہ و مزین ہے لیکن چونکہ لوگ اکثر ان زبانوں سے ناواقف ہیں۔ اس لئے اس حسن اور خوبصورتی کی داد دینے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ کلام مقدس کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ اس کا ترجمہ ہر زبان میں ہوسکتا ہے اور یہ اس کی سادہ بیانی اور فصاحت کا زندہ ثبوت ہے۔ تاہم وہ صنائع و بدائع جو عبرانی اور یونانی میں آئی ہیں۔ کلام مقدس کے گہرے معنی سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔''(۱۴۴)

کتاب پیدائش میں آسمان وزمین کی تخلیق کے ذکر میں ایک "Repeeting Phrase" استعمال کیا گیا ہے جس سے نثر کے حسن میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً چھ دنوں کے بیان میں گنتی بدل کر چھ بار یہ لائن دہرائی گئی ہے۔

''پس شام ہوئی اور صبح ہوئی یعنی پہلا دن۔''(۱۴۵)

بعض مقامات پر الفاظ کی تکرار سے بیان میں زور پیدا کیا گیا ہے مثلاً: ''اور انسان نے کہا اب یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے وہ ناری کہلائے گی کیونکہ نر سے نکالی گئی۔''(۱۴۶)

ہم قافیہ الفاظ سے نثر کو خوبصورت بنایا گیا اور یہ مثالیں جگہ جگہ ملتی ہیں:

''آدمی نے کہا جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کر دیا اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا تب خداوند نے عورت سے کہا تو نے کیا کیا عورت بولی کہ سانپ نے مجھے بہکایا اور میں نے کھایا۔'' (۱۴۷)

''کنعان ملعون ہو وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہو پھر کہا خداوند سام کا خدا مبارک ہو۔ کنعان اس کا غلام ہو خدا یافت کو پھیلائے کہ وہ سام کے خیموں میں لسے کنعان اس کا غلام ہو۔'' (۱۴۸)

بقول خیر اللہ خاں: ''عبرانی اور عربی میں (اس کا اثر اردو اور فارسی پر بھی ہوا ہے) حرف عطف ''واؤ'' کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ خصوصیت کلام پاک کے پہلے باب (پیدائش) کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے۔ ابتدائی جملے کے بعد ہی یہ لفظ آتے ہیں ''اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اُوپر اندھیرا تھا۔'' (۱۴۹)

عبرانی میں یوں ہے:

''وھا ارض حئی تاتوھم و وھو وخوشك عل پنیے تھوم ورواخ الوھیم مراخیفت عل پنیے ھامائیم''

کتاب پیدائش کے پہلے باب میں تقریباً ساٹھ (۶۰) جملے ہیں اور ہر جملہ (و) اور سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے عبرانی متن میں کل ۹۵ (واؤ) حرف عطف کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ جب دو سے زیادہ نام ہوں یا دو سے زیادہ باتوں کا ذکر ہو تو اردو میں اکثر آخری دو الفاظ کو حرف عطف سے جوڑا جاتا ہے۔ اس کے برعکس عبرانی، عربی اور فارسی میں تمام الفاظ حرف عطف سے جوڑے جاتے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں ایسا ہی کیا گیا ہے۔'' (۱۵۰)

صنعت کی ایک قسم کسی کے نام پر تلازمہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی

مثالیں بھی تورات میں موجود ہیں مثلاً جب خدا ابرام سے عہد باندھتا ہے تو اس کا نام ابرام (بزرگوار) کی بجائے تبدیل کر کے ابرہام (قوموں کا باپ) کر دیا ہے۔ الغرض کتاب پیدائش سمیت تورات کی تمام کتابوں میں صنائع و بدائع کا استعمال اتنا عمدہ انداز سے کیا گیا کہ عبرانی متن سے اُردو ترجمہ کرتے ہوئے بھی اس کا حسن برقرار ہے۔ صنائع و بدائع کی تمام اقسام خواہ وہ صنعت لفظی ہو یا معنوی، تجنیس قلب ہو یا توشیح سب کا استعمال بڑی عمدگی سے ہوا ہے۔

مجاز مرسل کا استعمال

اس سے وہ صفت بیانیہ مراد ہے جس میں سبب سے مسبب، کل سے جزو، لازم سے ملزوم، ذکر سے صاحب ذکر اور ظرف سے مظروف یا ان کے اُلٹ مراد لئے جائیں۔ تورات میں اس کی بھی مثالیں موجود ہیں مثلاً بیج کے لفظ سے نسل انسانی اور عصا سے مراد قوم ہے: ''یعقوب سے ایک ستارہ نکلے گا، اسرائیل سے ایک عصا اُٹھے گا۔'' (۱۵۱)

''وہ ملک جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔'' (۱۵۲)

اس سے مراد سہولت اور خوشحالی ہے حالانکہ کسی ملک میں دودھ اور شہد نہیں بہتا۔

''وہی تیری مدد کی سپر اور تیری حشمت کی تلوار ہے۔'' (۱۵۳)

''جب خداوند نے دیکھا کہ زمین بگڑی ہوئی ہے اس لئے کہ ہر بشر نے اپنا طریق بگاڑا۔'' (۱۵۴)

''زمین بگڑی ہوئی ہے'' سے مراد زمین پر رہنے والے لوگ راہ راست پر نہیں ہیں جب کہ لفظ ''طریق'' پوری زندگی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

''تب اس نے کہا خداوند خفا نہ ہونا، اگر میں ایک دفعہ اور عرض کروں اگر

وہاں دس (۱۰) پائے جائیں وہ بولا میں دس کی خاطر اسے نیست نہ کروں گا۔'' (۱۵۵)

دس بول کر جزو سے کل مراد لیا گیا ہے اس جیسی بے شمار مثالوں نے نثر کے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اسلوب دُعا

دُعا ایک عبادت ہے جس میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جو انسانی روح خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اختیار کرتی ہے۔ خدا کی تعریف و تمجید کرنا اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا خدا سے التجا کرنا ایک دعائیہ عبادت ہے۔ کتاب پیدائش میں آدم سے لے کر یوسف تک بزرگوں کے جو حالات بیان ہوئے ہیں اس زمانے میں خدا کا نام لینا دُعا تھا مثلاً:

''اور شیت سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے انوش رکھا اور یہی خداوند کا نام لینے لگا۔'' (۱۵۶)

''اس نے خداوند کے لئے ایک قربان گاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا۔'' (۱۵۷)

''ابراہیم نے بیر شابع میں جھاؤ کے درخت لگائے اور وہاں خداوند خدائے قیوم کا نام لیا۔'' (۱۵۸)

گویا کہ خداوند کا نام لینا دعا ہے اُس میں خدا سے مدد کی درخواست کی جاتی ہے تورات میں جو دعائیں مذکور ہیں ان میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ دعا میں سادگی ہونی چاہیے۔ دعا کا قربانی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ قربانی کے سلسلے میں دُعا انسان اور خدا کی مرضی کی ہم آہنگی ظاہر کرتی ہے کیونکہ انسان خدا کے سامنے سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔ تورات میں اسلوب دُعا کی بہترین مثالیں کتاب پیدائش، خروج اور تثنیہ شرع کا باب ۲۶ ہیں۔

اسلوب احکامات

تورات کی پانچوں کتب میں احکامات کسی نہ کسی شکل میں ضرور بیان ہوئے ہیں جب کہ احکامات کی ایک مستقل کتاب ''احبار'' ہے اس کے ستائیس (۲۷) ابواب احکامات پر مشتمل ہیں۔ ان احکامات میں سب سے قابل ذکر ''احکام عشرہ'' ہیں جن کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا ہے۔ احکامات کو بیان کرنے کے لئے ایسا عمدہ اسلوب اپنایا گیا ہے کہ سامع اور قاری خود بخود ان پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کیونکہ احکامات کو بیان کرتے وقت ان کے منفی اور مثبت پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یعنی تصویر کے دونوں رُخ آمنے سامنے کر دیئے گئے ہیں۔ دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ احکامات بیان کرتے ہوئے محض اجمال سے کام نہیں لیا بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی جزئیات کو بھی تفصیلاً بیان کیا ہے جیسا کہ خروج باب بیس (۲۰) اس کی واضح مثال ہے۔ جس میں قربانی کے احکامات بڑی وضاحت سے لکھے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات احکامات کو ان کی اہمیت اُجاگر کرنے کے لئے بار بار بیان کیا ہے جیسا کہ احکام عشرہ خروج اور احبار کی کتابوں میں پوری وضاحت سے دو بار بیان ہوئے ہیں۔

مجموعی طور پر تورات کے اسلوب پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تورات کے قصص کا اسلوب انتہائی دلکش ہے اس کے کرداروں اور ان کے آپس کے تعلق کو اس طرح بیان کیا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ قاری کی نظروں کے سامنے ہو رہا ہے۔ واقعہ نگاری کے اسلوب میں منظر کشی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس منظر نگاری کی وجہ سے کلام کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے۔ مشکل باتوں کو مثالوں نے آسان کر دیا ہے۔ تشبیہات واستعارات، صنائع و بدائع، مجاز مرسل اور دیگر صنعتوں کے استعمال سے نثر بڑی عمدہ خوبیوں سے مزین ہو گئی ہے۔

فصل پنجم

قرآن کریم کی زبان واسلوب

قرآن کریم کو یہ شرف حاصل ہے کہ جس طرح اس کے معانی اور مطالب کا ذخیرہ ربوبیت کبریٰ کی فیض رسانیوں کا کرشمہ ہے اسی طرح اس کے الفاظ وحروف اور کلمات کی ترتیب وساخت کا تعلق بھی براہ راست ربوبیت کبریٰ کی ارزانیوں سے ہے۔ کلام ومعنی دونوں کی اہمیت یکساں ہے۔ دونوں وحی ہیں یا یوں کہیے دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں، نہ الفاظ مستقل بالذات اور معانی سے تہی اور بے نیاز ہیں اور نہ معانی الفاظ و حروف کی منت پذیری سے آزاد ہیں۔ قرآن کریم کی فضیلت واعجاز کی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی وجہ اعجاز ہے۔ قرآن کریم کی زبان میں جو خصائص پائے جاتے ہیں وہ دنیا کی دیگر کسی زبان میں موجود نہیں ہیں۔ قرآن کریم کی بدولت عربی زبان کو ابدیت اور لاثانی حیثیت حاصل ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ''عروس الالسنہ'' کہلانے کی حق دار ٹھہری ہے۔ قرآن کریم کی زبان کے تمام خصائص کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ جوں جوں علماء ومحققین اس پر غور کر رہے ہیں۔ اس کے اعجاز نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ ذیل میں قرآن کریم کی زبان کے چند ایک خصائص کو بیان کیا جاتا ہے۔

اعجاز لفظی

قرآن کریم کا فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اتنا اعلیٰ معیار ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

حتّٰی اذا اتوا علی واد النمل قالت نملة یایها النمل ادخلوا

مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنودہ وھم لا یشعرون (۱۵۹)

''یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی۔ اے چیونٹیوں اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔''

اس ایک آیت کریمہ میں ندا' تنبیہ' امر' تسمیہ' نصیحت' تحذیر' تخصیص' تعیم' اشارہ' عذر سب آ گئے ہیں۔ معارف القرآن میں لکھا ہے:

''الفاظ قرآن کریم کے اعجاز کا ایک پہلو یہ ہے کہ قرآن کریم نے قیامت کے لئے کثیر ناموں کا ذکر کیا ہے جو تقریباً ۲۱۰ (دوسو دس) آیات میں پائے جاتے ہیں تا کہ اس سے قیامت کی حقیقت عظمت اور اہمیت واضح ہو مثلاً: یوم القیمه' یوم التغابن' یوم الحق' یوم الآخر' الیوم الموعود' یوم الآزف' یوم عسیر' یوم عظیم' یوم عصیب' یوم البعث' یوم التلاق' یوم التناد' یوم الحسرۃ' یوم الجمع' یوم الحساب' یوم الخروج' یوم الفصل' یوم الدین' البناء العظیم' الحاقۃ' الواقعۃ' الطامۃ الکبریٰ' الوعد الحق' امر اللّٰه' الصاخۃ' الأخرۃ'' (۱۶۰)

قرآن کریم کا طرہ امتیاز ہے کہ اکثر جگہوں پر تھوڑے سے الفاظ میں بے شمار معانی کو اس طرح سمو لیتا ہے جیسے سمندر کو کوزے میں اس جامعیت کے ساتھ اس کی حلاوت اور شرینی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات انسان اپنے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے غیر فصیح الفاظ کا سہارا لیتا ہے جبکہ قرآن کریم کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ بعض اوقات مروجہ الفاظ سے ہٹ کر ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو تمام مقاصد و مفہوم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عبارت میں ایک عجیب حسن بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ علامہ زرقانی قرآن کریم کے لفظی اعجاز کے متعلق لکھتے ہیں:

ونريد بنظام القرآن الصوتي اتساق القرآن وائتلافه في حركاته وسكناته ومداته وغناته واتصالاته وسكتاته، اتساقا عجيبا، وائتلاقا رائعا، يسترعي الاسماع، ويستهوى النفوس، بطريقة لايمكن ان يصل اليها اى كلام آخر من منظوم ومنثور (١٦١)

"اور ہم قرآن مجید کے صوتی نظام سے مراد لیتے ہیں قرآن مجید کی ترتیب اور اس کے حرکات سکنات، مدات، غنے حروف کو ملانے اور اس کے سکتوں کو عجیب ترتیب سے جوڑنا اور شاندار ترتیب کا خیال رکھنا ہے۔ جس میں سنانے کا لحاظ اور نفوس کی پسندیدگی ہو ایسے طریقے سے جو کسی دوسری کلام میں خواہ نظم ہو یا نثر پہنچنا ممکن نہ ہو۔"

انسانی لغت تغیر پذیر ہے۔ ماہرین لغت اپنے خاص زمانے کو مدنظر رکھ کر رائج الوقت معانی کو مرتب کر کے لغت تیار کرتے ہیں۔ پھر جوں جوں انسانی اعمال اور محسوسات میں تغیر آتا جاتا ہے۔ الفاظ کے پہلے متعین کردہ معانی بدل جاتے ہیں لیکن قرآن مجید تغیر پذیر لغت سے بے نیاز ہے اس پر انسانی لغت کی تغیر پذیرائی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلمته وهو السميع العليم (١٦٢)

"اور پوری ہے تیرے ربّ کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہی ہے سننے جاننے والا۔"

موقع ومحل کے مطابق الفاظ کا استعمال

قرآن مجید کے اعجاز زبان کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ قرآن مجید الفاظ کو اس طرح موقع ومحل کے مطابق استعمال کرتا ہے کہ اگر اس جگہ کوئی اور مترادف لفظ آئے تو

صحیح نہیں ہوگا۔ محمد وفا الامیری لکھتے ہیں:

هذا ولقد اتفق جميع العرب على استقلال تراكيب القرآن الكريم وصوابها وعلى وضعه' لكل كلمة او حرف فيه في موضعه المناسب باحكام واتقان تامين فمثلا قال تعالى "يايها الذين امنوا ما لكم اذا قيل لكم انفروا في سبيل الله اثاقلتم الى الارض" (۱۶۳) فلو ادرنا لسان العرب كله على ان يوجد لنا لفظة احسن من لفظه "اثاقلتم" لما استطاع ان ياتي باحسن منها في هذا المكان (۱۶۴)

"یہ وہ ہے جس پر تمام عرب قرآن مجید کی تراکیب کے مستقل ہونے' اس کے درست ہونے اور اس کی بناوٹ پر متفق ہیں۔ ہر کلمہ یا حرف احکام اور پختگی کے اعتبار سے مناسب جگہ پر ہے پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کوچ کرو تو تم زمین کی طرف بوجھل ہو جاتے ہو۔ پس اگر ہم تمام عربی زبان پر نظر دوڑائیں کہ: "اثاقلتم" سے بہتر لفظ پائیں تو اس جگہ اس "اثاقلتم" لفظ سے بہتر پانے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔"

قتل فی سبیل اللہ کے لئے شہادت کا لفظ پہلے سے موجود نہ تھا۔ قرآن مجید نے اسے اس محل میں لا کر ایک بڑی حقیقت پر متنبہ کیا ہے۔ اس سے زیادہ اوفی بالمقام اور کوئی کلمہ نہیں ہوسکتا تھا۔ عورت انسان کے لئے غائب اتصال' پردہ پوشی' دفع مضرت' آبرو اور زینت میں ایک نسبت رکھتی ہے۔ اسے ایک لفظ میں بیان کر دیا یہاں اس سے بہتر اور کوئی لفظ نہیں ہوسکتا تھا۔"

هن لباس لكم وانتم لباس لهن (۱۶۵)

"وہ تمہاری لباس ہیں اور تم اُن کے لباس۔"

قرآن مجید نے الفاظ کے استعمال کے عمدہ اسلوب سے فصحائے عرب اور

بڑے بڑے عقلا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ ایسا انداز کسی کے کلام میں ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن پاک کا اسلوب اتنا انوکھا ہے کہ واحد کے لفظ کو جمع کی جگہ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً لفظ ارض قرآن مجید میں ان جگہوں پر بھی جہاں جمع کی ضرورت تھی مفرد آیا ہے اگرچہ عرب والے اس کی جمع ارضوان اور اراضی سے واقف تھے اور ثقیل ہونے کے باوجود اس کو استعمال کرتے تھے مگر قرآن مجید نے اپنی عبارت میں اس ثقل کو پیدا نہیں ہونے دیا۔

ایک کلمہ کے متعدد معانی

قرآن مجید نے عربی زبان کو جو بلاغت اور دوام بخشا ہے۔ یہ اُس کا اپنا ایک منفرد اعجاز ہے۔ قرآن پاک میں ایسے کلمات ہیں کہ ان کے معانی علیحدہ علیحدہ آیات میں الگ اُلگ مراد ہیں مثلاً:

(۱) امام

(i) راستہ کے معنی ہیں۔

فانتقمنا منهم وانهما لبامام مبين (١٦٦)

''تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا اور بے شک یہ دونوں بستیاں کھلے راستہ پر پڑتی ہیں۔''

(ii) پیشوا اور رہنما کے معنی ہیں۔

قال انى جاعلك للناس اماماً (١٦٧)

''فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔''

(۲) امة

(i) گروہ، جماعت كان الناس امة واحدةً (١٦٨)

"لوگ ایک دین پر تھے۔"

(ii) مدت عمر — وقال الذی نجا منھما وادکر بعد امۃٍ (۱۶۹)

"اور بولا وہ جوان دونوں میں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اُسے یاد آیا۔"

(۳) امر

(i) دین اسلام — حتّٰی جاء الحق وظھر امر اللّٰہ (۱۷۰)

"یہاں تک کہ حق آیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا۔"

(ii) حکم — حتّٰی اذا جاء امرنا وفار التنور (۱۷۱)

"یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور اُبلا۔"

(iii) عذاب — قال لاعاصم الیوم من امر اللّٰہ (۱۷۲)

"کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں۔"

(iv) بدر میں کفار کا قتل — ولکن لیقضی اللّٰہ امرا کان مفعولا (۱۷۳)

"لیکن یہ اُس کے لیے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔"

(v) فتح مکہ — حتّٰی یاتی اللّٰہ بامرہ (۱۷۴)

"یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔"

(vi) قیامت — اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ (۱۷۵)

"اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو۔"

(vii) وحی — یدبر الامر من السمآء الی الارض (۱۷۶)

"کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک۔"

(viii) گناہ — لیذوق وبال امرہ (۱۷۷)

"کہ اپنے گناہ کا وبال چکھے۔"

(۴) ثانی

(i) دوسرا — ثانی اثنین اذھما فی الغار (۱۷۸)

”صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔“

(ii) پھیرنے والا — ثانی عطفه لیضل عن سبیل اللّٰہ (۱۷۹)

”حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے تاکہ اللہ کی راہ سے بہکاوے۔“

(۵) زوج

(i) بیوی — وقلنا یادم اسکن انت وزوجك الجنة (۱۸۰)

”اور ہم نے فرمایا اے آدم اور تیری بیوی اس جنت میں رہو۔“

(ii) خاوند — حتّٰی تنکح زوجاً غیره (۱۸۱)

”یہاں تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔“

(iii) جوڑا — فیھا من کل زوج بھیج (۱۸۲)

”اس میں ہر بارونق جوڑا اُگایا۔“

محاورات قرآنی

قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب تھے لہٰذا قرآن مجید نے ایسی مثالیں بیان کیں جن کو اہل عرب بخوبی جانتے تھے مثلاً سب پھلوں میں خداوند کی صفت صانع جلوہ نما ہے لہٰذا اجمالی طور پر لفظ ثمر ارشاد فرمایا:

انظروا الی ثمره اذا اثمر وینعه (۱۸۳)

”اس کا پھل دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا۔“

لیکن جب مشاہدہ کے لئے پھلوں کے نام لینے کا وقت آیا تو اس کی تشریح میں

رمان، عنب، نخل کا ذکر فرمایا ایسے پھلوں کا ذکر بھی کیا جن سے دوسرے ممالک کے بعض لوگ ناواقف تھے مثلاً تین، زیتون وغیرہ۔ تمام چار پائے خدا کی مخلوق ہیں اور اس کی صفت خالقیت کے مظہر ہیں فرمایا:

وان لکم فی الانعام لعبرة (۱۸۴)

''اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے۔''

مگر تفصیلی مشاہدہ کے لئے اونٹ کو پیش کیا:

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت (۱۸۵)

''تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا۔''

سواری کے لئے ان جانوروں کا ذکر کیا جن سے عرب مانوس تھے:

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة (۱۸۶)

''اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے۔''

قرآن مجید نے وہ محاورات بیان فرمائے جن سے اہل عرب واقف تھے چونکہ قرآن مجید عالمگیر کتاب ہے لہٰذا ایسے محاورات بھی ملتے ہیں جن سے دیگر اقوام عالم مانوس ہیں۔ قرآن مجید کے ان محاورات کو دیکھ کر اہل زبان بھی حیران ہو گئے۔ انہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآنی محاورات محض عبارت کو جاذب نظر بنانے کیلئے بیان نہیں ہوئے بلکہ قرآن مجید کے پیش نظر دین کو مخاطب کے دل میں اتارنا مقصود ہے۔ قرآن مجید کے چند ایک محاورات وضرب الامثال مندرجہ ذیل ہیں:

لويعمر الف سنة(۱۸۷)	صبغة اللّٰه (۱۸۸)
حبة انبتت سبع سنابل (۱۸۹)	تلك الايام نداولها(۱۹۰)
ان الحكم الا للّٰه (۱۹۱)	فخلف من بعدهم خلف(۱۹۲)
ثاني عطفه(۱۹۳)	حمالة الحطب(۱۹۴)

خدا کی عطا کردہ زبان

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر فرمایا ہے کہ یہ زبان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے:

وانه لتنزيل ربّ العلمين نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين (۱۹۵)

''اور بے شک یہ قرآن ربّ العالمین کا اُتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر اترے تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ روشن عربی زبان میں۔''

ولو جعلنه قرانا اعجميًا لقالوا لولا فصلت ايته ءاعجمي و عربي(۱۹۶)

''اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں کیا کتاب عجمی اور نبی عربی۔''

انا انزلنه قرءٰنا عربيا لعلكم تعقلون (۱۹۷)

''بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اُتارا کہ تم سمجھو۔''

آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک پر فقط قرآنی علوم و معارف نہیں اُتارے گئے کہ آپ نے انہیں اپنے الفاظ کا جامہ پہنایا ہو بلکہ قرآن مجید کی پوری عبارت آپ کے قلب مبارک پر نازل کی جاتی تھی۔

یہ قرآن کریم کی تعلیم کا فیضان ہے کہ آج عربی زبان دنیا کے علوم و افکار سے

بھری پڑی ہے۔ عربی زبان و ادب کا محور قرآن مجید ہے۔ ادب جاہلی کا جو سرمایہ آج محفوظ شکل میں مل رہا ہے وہ سب قرآن مجید کی زبان کو محفوظ کرنے اور سمجھنے کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ تاریخ ادب عربی کا مطالعہ کرنے والا دیکھے گا کہ یہ زبان جن نازک مرحلوں سے معجزانہ طور پر جان بچا کر نکل آئی ہے یہ محض قرآن مجید کی قوت کا نتیجہ ہے ورنہ دنیا کی بے شمار زبانیں اس سے کمتر صدمات کی تاب نہ لا کر زندگی کھو بیٹھیں اور لوگ آج ان کا نام بھی نہیں جانتے۔

قرآن مجید اور عربی زبان

قرآن مجید نے الفاظ و معانی کے ضمن میں عربی زبان کی امکانی وسعتوں کو آشکار کیا۔ اثر آفرینی میں حقائق پسندی، نفع بخشی اور افادی ہمہ گیری کو ملحوظ رکھنے کا درس دیا۔ قرآن مجید نے عربی ادب میں حقائق کا اس طرح خمیر اُٹھایا کہ اس کے بعد جس زبان میں بھی عربی ادب پہنچا۔ اس خمیر کی تاثیر نے اس زبان کو بھی فکر و معنوی بلندیوں سے ہمکنار کر دیا۔ آج دنیا کے ادب میں وحدت عالم، وحدت انسانیت، آزادی اور اخلاق کی جو حوصلہ افزائی ہو رہی ہے وہ قرآنی ادب کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید عربی ادب کی سب سے بلند ترین کتاب ہے۔ بقول احمد حسن الزیات:

لم يكن للغة بدّمن الخضوع له والتاثر به فاتسعت مادتها وتشعبت اغراضها بالتعبير عن عقائد الدين، وانظمة الملك، ومقتضيات الحضارة، ومصطلحات العلوم، وتهذيب الفاظها ورقت اساليبها بما اثر في طباع القوم من بلاغه القرآن (١٩٨)

”زبان کے لیے ضروری ہے کہ اس میں عاجزی کے کلمات موجود ہوں اور قوت تاثیر ہو تو پھر اس کا موضوع وسیع ہو جاتا ہے۔ دینی عقائد کی وضاحت، ملک کا

انظام' تہذیب کے تقاضے۔ علوم کی اصطلاحات پر سیر حاصل بحث کر سکتی ہے۔ عربی زبان کے الفاظ میں جو شائستگی اور اس کے اسالیب میں جو نرمی۔ جس کا اثر لوگوں کی طبیعتوں میں بھی ہے۔ یہ قرآنی بلاغت کے باعث ہے۔"

اسلام سے قبل عرب میں زبان کے مختلف لب و لہجے تھے مگر قرآن مجید کی بدولت زبان قریش کی ایسی اشاعت ہوئی کہ دوسرے قبائل کے لب ولہجہ کی کوئی حقیقت نہ رہی۔ قبل از اسلام عربی ذخیرہ عرب کے جزیرہ کی چار دیواری میں محدود تھا مگر اسلام کی بدولتِ دیگر ممالک تک پہنچا۔ اسلام کے بعد عربی زبان کے اغراض و مقاصد وسیع ہو گئے۔ قرآن مجید کی بدولت عربی الفاظ و اسالیب میں بڑا تغیر و تبدل ہوا اور عربی ادب نے ترقی کی۔ عبدالعزیز عبدالمعطی رقمطراز ہیں:

من اجل ذلك قام علماء المسلمين بجهود محمودة تجاه "القرآن الكريم ولغته" ففسروا تركيبه' ودرسوا اسلوب بيانه' ووضحوا مجمله وبينوا اسباب نزوله و اوجه قرأته كماشرحوا فيه وقاموا بوضع علم النحو واللغة (۱۹۹)

"اسی وجہ سے مسلمان علماء نے اپنی بہترین کوشش قرآن مجید اور اس کی لغت میں صرف کی پس انہوں نے اس کی ترکیب کی تفسیر کی۔ اس کے اسلوب بیان کو پڑھا اس کے مجمل کی وضاحت کی۔ نزول کے اسباب کی وضاحت کی۔ اس کی قرأت کی توجیہہ کی جیسا کہ انہوں نے شرح کی ہے اور علم نحو اور لغت کی بنیاد رکھی۔"

قرآن کریم کا اسلوب

اسلوب کے معانی ومفہوم کے بارے میں "لسان العرب" میں لکھا ہے:

الاسلوب. الطريق والوجه والمذهب يقال انتم فى اسلوب سوءٍ

ویجمع اسالیب. والاسلوب الطریق تاخذ فیه والاسلوب بالضم الفن یقال اخذ فلان فی اسالیب من القوم ای افانین منه' وان أنفه یعنی اسلوب اذا کان متکبرًا قال:

انوفهم بالفخر فی اسلوب ونشعر الا ستاہ بالجبوب

(۲۰۰)

''اسلوب کا معنیٰ ہے راستہ' سمت اور چلنے کی جگہ کہا جاتا ہے کہ تم بُرے اسلوب پر ہو۔ اور اس کی جمع اسالیب ہے اور اسلوب راستہ ہے جس پر تو چلتا ہے اور اُسلوب ضمہ (پیش) کے ساتھ اس کا معنیٰ فن ہے کہا جاتا ہے کہ فلاں نے قوم سے فن یعنی فنون حاصل کیے اور بے شک اس کا انف یعنی اسلوب جب کہ وہ اچھوتا ہو۔ ان کا فن فخر ومباھات میں اچھے اسلوب پر ہے اور ہم سریں کو گریبانوں سے سمجھتے ہیں''

محمد عبد العظیم زرقانی اسلوب کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کے متعلق لکھتے ہیں:

یطلق الاسلوب فی لغة العرب اطلاقات مختلفة فیقال للطریق بین الاشجار' وللفن' وللوجه' وللشموخ بالانف' ولعنق الاسد' ویقال لطریقة المتکلم فی کلامه ایضا وانسب هذه المعانی بالاصطلاح الاتی هو المعنی الا خیرا وهو الفن او المذهب لکن مع التقیة. الاسلوب فی الاصطلاح. تواضع المتادبون وعلما العربیة علی ان الاسلوب هو الطریقة الکلامیة التی یسلکها المتکلم فی تالیف کلامه واختیار الفاظه (۲۰۱)

''عربی زبان میں اسلوب کے مختلف (اطلاقات) پہلو ہیں۔ پس کہا جاتا ہے درختوں کے درمیان راستہ فن کے لیے اور چہرے کے لیے اور ناک سے سونگھنے کیلئے اور

شیر کی گردن کے لیے اور متکلم کے اپنے کلام میں طریقہ کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح میں ان معانی کو دوسرے معنوں سے منسوب کیا ہے یا وہ فن یا وہ چلنے کا راستہ لیکن احتیاط سے۔ اصطلاح میں اسلوب کا مطلب ہے عرب علماء اور ادیبوں کی تواضع اس انداز میں کہ بے شک اسلوب وہ کلام کا طریقہ ہے جس پر متکلم اپنے کلام کی تالیف (ترکیب) اور الفاظ کو اختیار کرتے ہیں۔"

اسلوب قرآن کے بارے میں لکھا ہے:

وعلی هذا فاسلوب القرآن الكريم هو طريقة التي انفرد بها في تاليف كلامه واختيار الفاظه ولا غرابة ان يكون للقرآن الكريم اسلوب خاص به فان لكل كلام الهي او بشرى اسلوبه الخاص به (۲۰۲)

"پس قرآن کریم کا یہ اسلوب وُہ طریقہ ہے جو کلام کی ترکیب اور الفاظ کے انتخاب میں منفرد ہے اور کوئی غرابت نہیں ہے۔ قرآن کریم کے لئے خاص اسلوب ہے کیونکہ ہر کلام کے لئے اس نے خاص اسلوب اختیار کیا ہے۔"

علماء بلاغت نے اسلوب کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ خطابی، ادبی، علمی۔ ایک ہی عبارت میں ان تینوں کو جمع کر دینا ممکن نہیں لیکن قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ وہ ان تینوں کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔

قرآن کریم کا معجزانہ اسلوب

قرآن مجید کے اعجاز کا سب سے روشن پہلو اس کا اسلوب ہے جس کا مشاہدہ ہر کس و ناکس کر سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید ایک ایسی نثر پر مشتمل ہے جس میں شعر کے قواعد و ضوابط ملحوظ نہ ہونے کے باوجود ایک ایسا لذیذ اور شیریں آہنگ پایا جاتا ہے جو شعر سے کہیں زیادہ حلاوت و لطافت کا حامل ہے۔ نثر ہونے کے باوجود اس میں وہ

جمالیاتی لذت اور ذوق موجود ہے جو اوزان و قوافی کی جکڑ بندیوں میں بھی نہیں پایا جاتا۔ قرآن مجید کا انداز بیان دیگر فصحا و بلغا کے طریق بیان سے بالکل مختلف اور نرالا ہے۔ آیات کے مقاطع اور فواصل بالکل نئی قسم کے ہیں جو اس کلام سے پہلے اور نہ بعد کے کلام میں ملتے ہیں۔ مصطفیٰ صادق قرآن کریم کے اس اعجاز کے متعلق لکھتے ہیں:

وقد استيقين بلغا العرب كل ذلك فاستياء سوا من حق المعارضة اذ وجدوا من القرآن ما يغمر القوة ويحيل الطبع ويخاذل النفس مصادمة لاحيلة ولاخدعة وانما سبيل المعارضة الممكنة التي يطمع فيها ان يكون لصاحبها جهة من جهات الكلام لم توخذ عليه (۲۰۳)

''ان سب باتوں کا عرب کے بلیغ لوگوں (بلاغت دانوں) کو یقین ہو گیا ہے پس معارضہ کے حق کے سوا ان کے قدم رُک گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے قرآن میں وہ چیز پائی ہے جو قوت کو توڑ دیتی ہے' طبیعت میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ قرآن نفس کو حیلے اور دھوکے کے بغیر چوٹ لگا کر (حق کی مخالفت میں) رسواء کرتا ہے۔ معارضہ کی جو شکل ممکن ہے وہ یہ ہو سکتی ہے جس کی وہ اُمید رکھتے ہیں کہ وہ کہیں گے کہ صاحبِ کلام کے پاس کلام کی وہ قسم ہے جو کسی دوسرے (انسان) کی طرف سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔''

قرآن مجید میں اس قدر مختلف الانواع مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا دشوار ہے ترغیب ہو یا ترہیب' وعدہ ہو یا وعید' وعظ و نصیحت ہو یا امثال و قصص' عقائد کا بیان ہو یا احکام کا' ہر مقام پر اس کا بیان بلاغت کے اعلیٰ ترین معیار کو پہنچا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے اسلوب اعجاز کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

ان سألوا عن اعجاز القرآن من اى وجه هو؟ قلنا المحقق عندنا

انہ لوجوہ کثیرۃ‘ منھا الاسلوب البدیع لان العرب کانت لھم میادین معلومۃ یرکضون فیھا جواد البلاغۃ ویحرزون قصبات السبق فی مسابقۃ الاقران بالقصائد والخطب والرسائل والمحاورات‘ وما کانوا یعرفون اسلوباً غیر ھذہ الاوضاع الاربعۃ ولا یمکنون من ابداعہ‘ فابداع اسلوب غیر اسالیبھم علی لسان حضرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو امی عین الاعجاز (۲۰۴)

”ایک سوال ہے کہ قرآن کس اعتبار سے معجزہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی وجوہِ اعجاز کثیر ہیں۔ ان میں سے ایک اسلوب بدیع ہے کیونکہ اہل عرب چند مخصوص میدانوں میں اپنی جولانی طبع کا مظاہرہ کرتے تھے اور انہی میدانوں میں ایک دوسرے پر فوقیت اور برتری کے بھی طلب گار ہوتے تھے۔ یہ مخصوص میدان قصائد‘ خطبات‘ مکتوبات اور محاورات کے میدان تھے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان چار اسالیب کے علاوہ نہ تو کسی اسلوب سے واقف تھے اور نہ کوئی نیاء اسلوب پیدا کر سکتے تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر آنحضرت ﷺ کا جو عربوں کے نزدیک ناخواندہ مشہور تھے‘ ان کے معینہ اور معلومہ اسالیب سے مختلف ایک نیاء اسلوب پیدا کر لینا بلاشبہ ایک معجزہ تھا۔“

اسلوب استدلال

قرآنی طرز استدلال باقی تمام طرز ہائے استدلال کے مقابلہ میں انسان کی سمجھ کے قریب اور عقل انسانی میں تیزی کے ساتھ جگہ پانے والا ہے۔ قرآنی دلائل کی اصل غرض و غایت مجادلہ اور مناظرہ نہیں بلکہ عقائد کو دلوں کے اندر راسخ کرنا مقصود ہے اس کے لئے یہی طرز استدلال قوی اور مؤثر ہے۔ قرآن مجید کا عمومی اسلوب بیان کائنات میں موجود ترتیب‘ تنظیم‘ منصوبہ بندی اور ذہانت کو اپنے وجود اور توحید کے

اثبات پر بطور حجت پیش کرتا ہے۔ بطور مثال چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں جن سے قرآن مجید کے طرز استدلال کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

(۱) وجود باری تعالیٰ اور قرآن مجید کا طرز استدلال

وترى الجبال تحسبها جامدة وهى تمر مر السحاب صنع الله الذى اتقن كل شىء انه خبير بما تفعلون (۲۰۵)

''اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادلوں کی چال یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بے شک خبر ہے تمہارے کاموں کی۔''

اَللّٰه الذى خلق السمٰوٰت والارض وانزل من السمآءِ ماءً فاخرج به من الثمرٰت رزقالكم وسخرلكم الفلك لتجرى فى البحر بامره وسخرلكم الانٰهر وسخرلكم الشمس والقمر دائبين وسخر لكم اليل والنهار (۲۰۶)

''اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کو پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے اور تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے۔''

نحن خلقنكم فلولا تصدقون افرء يتم ماتمنون ء انتم تخلقونه ام نحن الخالقون نحن قدرنا بينكم الموت وما نحن بمسبوقين (۲۰۷)

''ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے تو بھلا دیکھو تو جو وہ منی گراتے ہو کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہم نے تمہیں میں مرنا ٹھہرایا

اور ہم اس سے ہارے نہیں۔''

(۲) تصور رسالت اور قرآنی طرز استدلال

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (۲۰۸)

''جیسا ہم نے بھیجا تم میں ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔''

رسلاً مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل و کان اللہ عزیزاً حکیمًا (۲۰۹)

''رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

(۳) تصور آخرت اور قرآنی استدلال

واللہ الذی ارسل الریٰح فتثیر سحابا فسقنہ الٰی بلدمیت فاحیینا بہ الارض بعد موتھا کذلک النشور (۲۱۰)

''اور اللہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل ابھارتی ہیں ہم اسے کسی مردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں تو اس کے سبب ہم زمین کو زندہ کرتے ہیں اس کے مرے پیچھے یونہی حشر میں اُٹھنا ہے۔''

قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیھم (۲۱۱)

''تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔''

افعیینا بالخلق الاول بل هم فی لبس من خلق جدید (۲۱۲)

''تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں۔''

اسلوب یمین

بعض مقامات پر قرآن کریم اپنے مضمون و مدعا کو قسم کے ساتھ بیان کرتا ہے۔قسم کو مدعا کے لئے بطور گواہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ قسم اپنے مضمون پر ایک شہادت ہوتی ہے۔اس قسم کی قسمیں اعلیٰ ادب میں بکثرت ملتی ہیں۔قرآن مجید میں جن آیات میں قسمیں پائی جاتی ہیں ان پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ پہلے کسی بات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پھر انسان کو عقل کے استعمال پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ بعد میں اصل دعویٰ کی طرف نہایت لطافت و تدریج کے ساتھ رہنمائی کی جاتی ہے۔مثلاً سورۃ الذریت میں پہلے قسم کھائی:''والذریٰت ذرواً'' (۲۱۳)اور پھر فرمایا''انما توعدون لصادق'' (۲۱۴)

سورۃ مرسلت میں فرمایا:''والمرسلٰت عرفاً'' (۲۱۵) پھر فرمایا''فالملقیٰت ذکراً عذراً اونذراً''(۲۱۶)

اگر شروع میں ذکر ہوتا کہ ہوا نیکوکاروں اور بدکاروں میں فرق کرنے والی ہے تو ہوسکتا تھا مخاطب اس کا انکار کردیتے۔

عربی زبان میں حروف قسم تین ہیں: واؤ تا اور با۔قرآن مجید میں ان تینوں کا ذکر ہے۔

''والقرآن الحکیم''(۲۱۷) ''قالوا تاللّٰہ''(۲۱۸) ''قال فبعزتک''(۲۱۹)

قرآن مجید میں لفظ قسم، یمین اور حلف تینوں آئے ہیں۔

(i) هل فی ذلك قسم لذی حجر (۲۲۰)

''کیوں اس میں عقلمند کے لیے قسم ہوئی۔''

(ii) ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا (۲۲۱)

''اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو۔''

(iii) ولا تطع کل حلاف مھین (۲۲۲)

''اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا۔''

قرآن مجید میں لام کا حرف بھی قسم کے لئے آیا ہے۔

لعمرك انھم لفی سکرتھم یعمھون (۲۲۳)

''اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔''

سورتوں کے شروع میں قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ ان قسموں نے انہیں حسن وخوبی کا ایک عنوان جمال بخش دیا ہے۔ سورتوں کے اوائل میں یہ قسمیں اس طرح چمکتی ہیں جس طرح انگشتری میں نگینہ بعض سورتوں کے بیچ میں بھی قسمیں آئی ہیں لیکن بہت کم مگر جہاں کہیں آئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلع بیچ میں آ گیا ہے۔ قسم کا مقصود زیبائش کلام یقیناً نہیں لیکن یہ حقیقت محتاج اظہار نہیں کہ تمام اسالیب کلام میں سے مصوری کے لئے قسم سے زیادہ موزوں کوئی اور اسلوب نہیں ہے۔

فطری حقائق کا بیان

قرآن مجید نے اپنے مقاصد ونصب العین کی وضاحت کے لئے جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ عین فطری حقائق پر مشتمل ہے۔ قرآن پاک جو دلائل پیش کرتا ہے وہ بھی فطری حقائق اور عام صداقتوں سے بیان کیے گئے ہیں۔ انسان کی مختلف کیفیات کو بیان کرتے ہوئے اس کی اصل حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔ مثلاً انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے۔ حزن وغم میں مبتلا ہو کر اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے لیکن جب خوشی ملتی ہے تو اس کو اپنی ذات کی قابلیت سمجھتا ہے۔ خدا کو یاد نہیں کرتا جبکہ

مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے۔ فرمایا:

واذا مس الانسان ضر دعا ربه منيبا اليه ثم اذا خوله نعمة منه نسي ماكان يدعوا اليه من قبل وجعل لله اندادا ليضل عن سبيله (۲۲۴)

''اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے ربّ کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا۔ پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لئے پہلے پکارتا تھا اور اللہ کے لئے برابر والے ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ اُس کی راہ سے بہکا دے۔''

واذا انعمنا على الانسان اعرض ونابجانبه واذا مسه الشركان يؤسا (۲۲۵)

''اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے بُرائی پہنچے تو نا اُمید ہو جاتا ہے۔''

قرآن مجید ہمیشہ فطرت کے عین مطابق بات کرتا ہے جس کا کوئی ذی شعور انسان انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید کا یہ معجزانہ اسلوب اپنی مثال آپ ہے۔

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين ثم جعلنه نطفة في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فكسونا العظم لحمًا ثم انشانٰه خلقا اخر فتبٰرك الله احسن الخالقين (۲۲۶)

''اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون پھٹک کیا پھر خون پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت بنایا پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تاكلون ولكم فيها جمال حين تريحون وحين تسرحون (۲۲۷)

''آدمی کو ایک نتھری بوند سے بنایا تو جبھی کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔''

تصویر کے دونوں رُخ پیش کرنا

قرآن مجید کا یہ اسلوب بھی بڑا نرالا ہے کسی چیز کے بیان میں اُس کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے جہاں مومن کا ذکر کرتا ہے' ساتھ ہی کافر کا ذکر ملے گا۔ جنت کے ساتھ جہنم کا' دنیا کے ساتھ آخرت کا بیان ہے۔ اچھے اور برے دونوں راستے ظاہر فرما دیئے ہیں۔ ذیل کی مثالوں سے اس عمدہ اسلوب کی حقانیت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

الله ولى الذين امنوا يخرجهم من الظلمت الى النور والذين كفروا اوليئهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمت اولئك اصحب النار هم فيها خلدون (۲۲۸)

''اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔''

من كان يريد حرث الاخرة نزدله فى حرثه ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وما له فى الاخرة من نصيب (۲۲۹)

''جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اُس کے لئے اُس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔''

اسلوب دعا

قرآن مجید نے مختلف دعاؤں کے بیان کے ساتھ اپنے خالق سے دُعا مانگنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ فرمایا:

ادعوا ربکم تضرعا وخفیه انه لا یحب المعتدین (۲۳۰)

''اپنے ربّ سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔''

انسانی کیفیت کو بیان فرمایا کہ مشکل حالات میں انسان جھک کر اپنے خالق سے دُعا کرتا ہے۔

ھو الذی یسیر کم فی البر والبحر حتٰی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبة وفرحوا بھا جاء تھاریح عاصف وجاء ھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم دعوا اللّٰه مخلصین له الدین لئن انجیتنا من ھٰذہ لنکونن من الشکرین (۲۳۱)

''وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ اچھی ہوا سے لے کر ان میں چلیں اور اس پر خوش ہوئے ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف لہروں نے انہیں آلیا اور سمجھ گئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں صرف اُس کے بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں بچا لے تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔''

مصیبت میں جب اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی جاتی ہے تو وہ اپنے بندے کی

دُعا کو قبول فرمالیتا ہے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السّوء (۲۳۲)

''یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے وہ دور کر دیتا ہے برائی۔''

ذیل کی قرآنی دعاؤں سے پتہ چلتا ہے کہ انسان ''ربّ العالمین'' سے کس طرح کی دُعائیں مانگے۔

(۱) انبیاء کرام کی دُعائیں

نوح علیہ السلام کی دُعا:

قال ربّ انی اعوذبك ان اسئلك ما لیس لی به علمؕ والا تغفرلی وترحمنی اکن من الخٰسرین (۲۳۳)

''عرض کی اے میرے ربّ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاکار ہو جاؤں۔''

ابراہیم علیہ السلام کی دُعا:

ربنا علیك توکلنا والیك انبنا والیك المصیر (۲۳۴)

''اے ہمارے ربّ ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔''

لوط علیہ السلام کی دُعا:

رب نجنی واھلی مما یعملون (۲۳۵)

''اے میرے ربّ مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا۔''

یوسف علیہ السلام کی دُعا:

رب قد اتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلمًا والحقنی بالصّٰلحین (۲۳۶)

''اے میرے ربّ بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمان اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اُٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں:

رب زدنی علما (۲۳۷)

''اے میرے ربّ مجھے علم زیادہ دے۔''

وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیراً (۲۳۸)

''اور یوں عرض کرو کہ اے میرے ربّ مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔''

اہل ایمان کی دُعا:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (۲۳۹)

''اے ہمارے ربّ ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔''

اسلوب خطاب

قرآن پاک اتنے عمدہ انداز میں مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ فوراً

اس کی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ ایک عالمگیر کتاب ہے۔ لہٰذا کہیں تو یہ تمام بنی نوع انسان سے مخاطب ہوتی ہے اور کہیں اس میں خطاب خاص ہے۔ بعض مقامات پر عام کو مخاطب کر کے خاص مراد ہے اور کبھی خاص کو مخاطب کر کے عام مراد ہوتا ہے۔ کبھی واحد سے جمع اور کبھی جمع کو مخاطب کر کے واحد مراد لیا جاتا ہے۔ ایسا عمدہ اسلوب خطاب کسی اور کتاب میں نہیں ملتا چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

عام انسانوں کو خطاب:

"یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثٰی" (۲۴۰)

خطاب خاص:

"یایھا الذین امنوا" (۲۴۱)، "یایھا الذین کفروا" (۲۴۲)

خطاب عتاب:

"یایھا الانسان ماغرك بربك الکریم" (۲۴۳)

خطاب عزت وکرامت:

"یایھا الرسول" (۲۴۴) "یایھا النبی" (۲۴۵)

خطاب تحریص:

"یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی" (۲۴۶)

خطاب خاص مراد عام:

"یایھا النبی اذا طلقتم النساء" (۲۴۷)

خطاب عام مراد خاص:

"یایھا الناس اتقوا ربکم" (۲۴۸)

خطاب واحد بلفظ جمع:

"یایھا الرسل کلوا من طیبٰت"(۲۴۹)

خطاب جمع بلفظ واحد:

"یایھا الانسان ما غرك بربك الكريم" (۲۵۰)

واقعہ نگاری کا اسلوب

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں واقعات وقصص بیان ہوئے ہیں۔ ان واقعات وقصص کو بیان فرمانے کا انداز پرکشش ہے۔ جب ان کو پڑھا جاتا ہے تو انسان انہی میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ بعض واقعات کو کئی بار مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے کہیں اجمال کہیں تفصیل سے ذکر فرمایا۔ ایک مقام پر کسی واقعہ کا ایک حصہ ملتا ہے تو دوسرے مقام پر دوسرا حصہ' قرآن مجید کا یہ ایک معجزانہ اسلوب ہے جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ قرآن مجید جس طرح دینی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے دیگر وسائل بروئے کار لاتا ہے وہاں واقعہ نگاری بھی ان ذرائع میں سے ایک ہے۔ واقعہ نگاری دعوت دین لوگوں تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ ذیل کے واقعات میں قرآنی اسلوب واقعہ نگاری کے اعجاز کی جھلک نظر آئے گی۔

طوفان نوح علیہ السلام کا واقعہ:

"وھی تجری بھم فی موج کالجبال" (۲۵۱)

اس موقعہ پر حضرت نوح علیہ السلام میں جذبہ پدری بیدار ہوتا ہے اور وہ اپنے کافر

بیٹے کو پکارتے ہیں۔

"ونادٰی نوح ٭ابنه وکان فی معزل یبنی ارکب معنا ولا تکن مع الکفرین" (۲۵۲)

نافرمان بیٹا جواب دیتا ہے:

"قال ساوی الی جبل یعصمنی من المآء" (۲۵۳)

پریشان باپ آخری دفعہ پکارتا ہے:

"لاعاصم الیوم من امر اللّٰه الا من رحم"(۲۵۴)

اور یکا یک ایک تباہ کن لہر آتی ہے:

"وحال بینهما الموج فکان من المغرقین"(۲۵۵)

اس واقعہ میں ایسے خوفناک منظر کے ساتھ انسان پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اسے بڑے عمدہ انداز میں بیان فرمایا ہے جس سے ہر ذی شعور متاثر ہوتا ہے۔

بعض واقعات کی طرف قرآن کریم پہلے اشارہ فرماتا ہے بعد میں جا کر اس کی تفصیل بیان فرماتا ہے مثلاً:

واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم (۲۵۶)

''اور جب اُٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اور اسمٰعیل یہ کہتے اے ہمارے ربّ ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے۔'' اس واقعہ میں پہلے خبر دی گئی پھر ان کی دُعاؤں کا ذکر ہے یہاں سارا فنی حسن و جمال اور اعجاز پایا جاتا ہے کہ حکایت یکا یک ایک دُعا میں بدل گئی۔

واقعہ نگاری میں قرآن کریم بڑی عمدگی کے ساتھ منظر کشی کرتا ہے۔ آخری سورتوں میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

موضوع کی طرف آخر میں جا کر پھر لوٹنا

قرآن مجید کے اسلوب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پاک جب کسی موضوع کو بیان فرماتا ہے تو سورت کے آخر میں جا کر پھر اس بات کو دوبارہ بیان فرماتا ہے جہاں سے سلسلہ کلام شروع ہوتا ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

(i) سورہ حشر کی ابتداء میں فرمایا:

سبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (۲۵۷)

''اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔''

اور سورۃ کے آخر میں فرمایا:

یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض (۲۵۸)

''اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔''

(ii) سورہ مومنون میں ایک مقام پر فرمایا:

الذین ھم فی صلاتھم خشعون (۲۵۹)

''جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔''

آگے چل کر دوسرے مقام پر فرمایا:

والذین ھم علی صلوتھم یحافظون (۲۶۰)

''اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

(iii) سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:

لا تجعل مع اللہ الھا آخر فتقعد مذموما مخذولًا (۲۶۱)

''اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا جاتا بیکس۔''

آگے جا کر ارشاد فرمایا:

ولا تجعل مع اللّٰہ الھا اخر فتلقی فی جھنم ملوما مدحورا (۲۶۲)

''اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ کھاتا دھکے پاتا۔''

اسلوب تنذیر و تبشیر

قرآن مجید جب لوگوں کو نصیحت فرماتا ہے تو عمل کرنے کے لئے دلائل کے ساتھ ساتھ اعمال کی جزا و سزا سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ ذیل کی مثالوں سے قرآنی اسلوب تنذیر و تبشیر کی وضاحت ہوتی ہے۔

اسلوب تنذیر:

بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللّٰہ بغیا ان ینزل اللّٰہ من فضلہ علی من یشاء من عبادہ فباء و بغضب علی غضب وللکفرین عذاب مھین (۲۶۳)

''کس برے مالوں سے انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اُتارے سے منکر ہوں اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اُتارے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔''

ومن الذین اشرکوا یود احدھم لو یعمر الف سنۃ وما ھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر (۲۶۴)

''اور مشرکوں میں سے ایک کی تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس زندہ رہے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا۔''

قرآن مجید میں عذاب کے لئے بشارت کا لفظ بھی آیا ہے۔

بل الذین کفروا یکذبون واللّٰہ اعلم بما یوعون فبشرھم بعذاب الیم (۲۶۵)

''بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں تو تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو۔''

اسلوب تبشیر:

وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر (۲۶۶)

''اور خوشخبری دو انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔''

وبشر المومنین بان لھم من اللّٰہ فضلا کبیرا (۲۶۷)

''اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

الا الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم اجر غیر ممنون (۲۶۸)

''مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔''

عوام وخواص کو مطمئن کرنے والا اسلوب

قرآن مجید کے مخاطب دیہاتی' پڑھے لکھے لوگ اور اعلیٰ درجے کے ماہرین علوم وفنون ہیں لیکن اس کا ایک اسلوب بیک وقت تینوں طبقوں کو متاثر کرتا ہے۔ ایک طرف ان پڑھ آدمی کو سادہ حقائق ملتے ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ قرآن مجید میرے لئے ہے۔ دوسری طرف علماء ومحققین اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کو علمی نکات ملتے ہیں۔

پھر وہ بے ساختہ پکار اُٹھتے ہیں کہ قرآن مجید علم وفن کے باریکیوں پر مشتمل ہے۔ اس کے سادہ حقائق میں ایسے علمی وعقلی دلائل موجود ہیں جو عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ قرآن پاک کے اس معجزانہ اسلوب کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف جاہل سے جاہل شخص اس کے بنیادی اُصولوں کو بے تکلف سمجھ لیتا ہے تو دوسری طرف رازی وآلوسی بھی اس کے علوم ومعارف کا احاطہ کرنے سے عاجز نظر آتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی آیت کے لئے دفتر کے دفتر بھی لکھ ڈالے جائیں تو اس کے اسرار وحکم منضبط نہیں ہو سکتے اور اگر معنی بیان کرنا ہو تو سادہ ترجمہ ہی دلوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے۔

اسلوب تبلیغ

قرآن مجید کا اسلوب تبلیغ بھی اپنی جگہ ایک معجزہ ہے۔ قرآن مجید مبلغ کے اوصاف، تبلیغ کے لیے کن باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور مبلغ کا انداز بیان کیسا ہونا چاہئے وغیرہم سب باتوں کو تفصیلاً بیان فرماتا ہے۔ تبلیغ کے دوران ثبوت حق کے لئے مخاصمہ اور مناظرہ کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ قرآن مجید نے اس ضمن میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ ذیل کی آیات سے قرآنی اسلوب تبلیغ کی وضاحت ہوتی ہے:

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر و اولئك هم المفلحون (۲۶۹)

"اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ہیں۔"

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر (۲۷۰)

''تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئی بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے۔''

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین (۲۷۱)

''اپنے ربّ کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ سے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بے شک تمہارے ربّ خوب جانتا ہے جو ان کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔''

اذهبا الی فرعون انه طغٰی فقولا له قولا لیّنا لعله یتذکرا ویخشٰی (۲۷۲)

''دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اُس نے سر اُٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا اس اُمید پر کہ وہ دھیان دے یا کچھ ڈرے۔''

اسلوب مخاصمہ

قرآنی اسلوب مخاصمہ و مناظرہ کی مثال کسی کتاب میں نہیں مل سکتی۔ قرآن مجید کے اسلوب مخاصمہ کی جہاں کئی خوبیاں مثلاً عقلی بات کرنا' عام سادہ فہم میں دلائل بیان کرنا اور فطری حقائق کو مدنظر رکھنا' وہاں اسلوب مخاصمہ کا عمدہ انداز بیان یہ ہے کہ مخاصمہ میں الزامی جواب نہیں دیتا۔ جس طرح لوگوں کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ مخاصمہ و مناظرہ میں جب ایک فریق دوسرے فریق پر کوئی الزام لگاتا ہے تو دوسرا فریق بھی اس پر الزامات کی بارش کر دیتا ہے مگر قرآن مجید مخالفین کا رد ان کے عقائد سے کرتا ہے۔ دوسرا ان کے استدلال کو منطقی انداز سے رد فرماتا ہے۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ ؒ:

قد وقع فی القرآن المجید المخاصمة مع الفرق الا ربع الضالة' المشرکین والمنافقین والیهود والنصاری وهذه المخاصمة علی

قسمين الاول ان تذكرة العقيدة الباطلة مع التنصيص على شناعتها ويذكر انكارها لاغير والثانى أن تقرر شبهاتهم ويذكر حلها بالادلة البرهانية او الخطابية (۲۷۳)

''تحقیق قرآن مجید میں چار گمراہ کن گروہوں کے جھگڑے کا تذکرہ ہے' مشرکین' منافقین' یہود اور نصاریٰ اور یہ جھگڑا دو قسموں کا ہے پہلا باطل عقیدے کا رسوائی کے ساتھ ذکر اور اس کے انکار کا ذکر اور دوسرا ان کے شبہات کا ثابت ہونا اور دلیل و براہین سے اس کے جائز ہونے کا ذکر کرنا ہے۔''

قرآن کریم مخالفین کا رد ان کے اپنے عقائد سے کرتا ہے مثلاً

قل لمن الارض ومن فيها ان كنتم تعلمون سيقولون لله قل افلا تذكرون قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظيم سيقولون لله قل افلا تتقون قل من بيده ملكوت كل شىء وهو يجير ولا يجار عليه ان كنتم تعلمون سيقولون لله قل فانّٰى تسحرون بل اتينهم بالحق وانهم لكذبون (۲۷۴)

''تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے کہ اللہ کا تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے۔ تم فرماؤ پھر کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے کہ یہ اللہ کی ہی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے تم فرماؤ پھر کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اُس کے خلاف کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو اب کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بے شک جھوٹے ہیں۔''

قرآن مجید مخالفین کا رد منطقی انداز سے فرماتا ہے۔ مثلاً جب کفار نے کہا کہ

آپ ﷺ اپنے پاس سے قرآن کریم بناتے ہیں تو اس الزام کے بارے میں فرمایا:

وما کنت تتلوا من قبله من کتٰب ولا تخطه بیمینك اذا لارتاب المبطلون (۲۷۵)

''اور اس سے پہلے نہ تم کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔''

اس الزام کے جواب کے لئے دوسرا منطقی انداز یہ اختیار فرمایا کہ تم اس کی مثل بنا کر دکھاؤ۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله (۲۷۶)

''اور اگر تم کو کچھ شک ہو تو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اُتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ۔''

قرآن کریم کے اسلوب مخاصمہ کی جھلک ان مناظروں اور مجادلوں میں نظر آتی ہے جو انبیاء کرام نے لوگوں سے کیے اور قرآن کریم نے ان کو عمدہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔

اسلوب مثال

قرآن مجید مضمون کو عام فہم کرنے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ غیر مرئی حقیقت کو عام ذہن کے قریب لانے کے لئے ایسی مثال دی جاتی ہے جس کا تعلق روزمرہ کے مشاہدے سے ہوتا ہے۔ جن حقائق تک عوام کی نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں، تمثیلات کے ذریعے ان کا مشاہدہ کرا دیا جاتا ہے۔ ان مثالوں کا مقصد محض کلام میں حسن پیدا کرنا نہیں بلکہ ان پر غور و فکر کر کے حقائق معلوم کرنا ہے۔

وتلك الا مثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون (۲۷۷)

''اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔''

ان عام سادہ مثالوں کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جو علم سے مالا مال ہو اور ان پر غور کرے۔

وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون (۲۷۸)

''اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔''

یہ ضروری ہے کہ مثال ایسی ہو جسے ہر شخص سمجھ سکے۔ اسی لئے قرآن کریم نے جمادات' نباتات اور حیوانات کی مثالیں بیان فرمائیں۔ کفار نے جب ان پر اعتراض کیا تو فرمایا:

ان الله لا يستحي ان يضرب مثلاً ما بعوضة فما فوقها (۲۷۹)

''بے شک اللہ اس سے حیاء نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر۔''

قرآنی مثالوں کا مقصد اطاعت و نیکی کی ترغیب' نافرمانی اور بدی سے نفرت' اعمال بد پر ملامت اور تنبیہ وغیرہ ہے۔ قرآن مجید نے اپنی مثالوں کا مقصد یوں بیان فرمایا:

ويضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون. (۲۸۰)

''اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں۔''

حق اور باطل کی مثال

الم تر كيف ضرب الله مثلا كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السمآء توتي اكلها كل حين باذن ربها ويضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون ومثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار (۲۸۱)

''کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے

پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں اور گندی بات کی مثال جیسا ایک پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں ہے۔"

منافقوں کی مثال:

مثلهم كمثل الذى استوقد نارًا فلما اضآء ت ما حوله ذهب الله بنورهم وتركهم فى ظلمت لا يبصرون (۲۸۲)

"اُن کی کہاوت اس طرح کی ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اُس سے آس پاس جگمگا اُٹھا اللہ اُن کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا۔"



فصل ششم

تورات و قرآن کریم کی زبان و اسلوب کا تقابل

ہم نے اس سے قبل تورات اور قرآن کریم کے اسلوب کو بیان کیا۔ تورات کے اسلوب کو بیان کرتے ہوئے غیر مسلم محققین کے حوالہ سے تورات کے اسلوب کی انفرادیت اور عمدگی کو تفصیلاً بیان کیا ہے جس سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ یہ کتاب اعلیٰ اسلوب کی حامل ہے۔ لیکن جب ہم تقابلی نقطہ نظر سے بات کریں تو یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ باتیں حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔ تورات کی زبان و اسلوب کا قرآنی زبان و اسلوب سے تقابل کرنا چراغ کا سورج کے ساتھ موازنہ کرنے کے مترادف ہے۔

قرآن مجید وہ آخری الہامی کتاب ہے جس کے کلام اللہ ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں جبکہ تورات اپنی اصلی حالت کھو چکی ہے اور اس کے محرف ہونے میں کسی دانا کو شک نہیں۔ قرآن کریم کی زبان آج بھی زندہ ہے لیکن تورات کی زبان کے متعلق حتمی طور پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی اصل زبان کیا تھی، جبکہ تورات کی عبرانی زبان کو مردہ ہوئے کئی صدیاں گزر چکی ہیں۔

آج دنیا میں جتنی بھی قدیم کتب پائی جاتی ہیں ان میں قرآن مجید کو ایک حیرت انگیز امتیاز حاصل ہے۔ عربی زبان کی تاریخ میں کوئی تعطل نہیں آیا۔ ہر دور میں لاکھوں ہزاروں لوگوں کی یہ زبان رہی ہے۔ اس کی شکل، لہجے اور پوری کی پوری زبان وہی ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ یہ بات قرآن مجید کا ناقابل تردید معجزہ ہے کہ دنیا میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں کہ جس نے اپنی اصلی زبان کو اسی شکل میں بعد کے

زمانوں میں باقی رکھنے میں کامیابی حاصل کی ہو۔ انجیل قرآن مجید کے بعد سب سے قریب العہد کتاب ہے۔ اس کتاب کی حالت یہ ہے کہ ابھی تک قطعیت کے ساتھ یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون سی زبان بولتے تھے۔ قیاس آرائی کے طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ ''آرامی'' زبان بولتے تھے۔ انجیل کی شکل میں آپ کی تعلیمات کا جو بالواسطہ ریکارڈ آج ہمیں ملتا ہے اس کا قدیم ترین نسخہ یونانی زبان میں ہے۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات و ارشادات ہمارے پاس صرف ترجمہ شدہ حالت میں پائے جاتے ہیں۔ پھر یہ قدیم یونانی زبان بھی بالکل مختلف ہے۔ حقیقت میں یہ قرآن مجید کا معجزاتی ادب ہی ہے جس نے عربی زبان کو تبدیلی کے اس عام تاریخی قانون سے مستثنیٰ رکھا جس سے دوسری تمام زبانیں متاثر ہوتی ہیں۔

جرجی زیدان کے الفاظ میں:

وبالجملة فان للقرآن تاثیرا فی آداب اللغة العربیة لیس الکتاب دینی مثله فی اللغات الاخرٰی (۲۸۳)

''مختصر یہ کہ قرآن مجید عربی زبان میں اثر رکھتا ہے۔ دوسری زبانوں میں اس جیسی کوئی دینی کتاب نہیں ہے۔''

دنیا کی تمام زبانیں تبدیلی کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ کوئی بھی ایسی زبان نہیں سوائے عربی کے جس کا کوئی عالم چند سو برس پہلے کی کتاب کو لغت اور شرح کی مدد کے بغیر سمجھ سکے۔ اس تبدیلی کے عام طور پر دو اسباب ہیں (i) اجتماعی انقلاب (ii) ادبی ارتقاء۔ عربی زبان کے ساتھ پچھلی صدیوں میں یہ دونوں واقعات پوری شدت کے ساتھ پیش آئے جیسے کہ دوسری زبانوں کے ساتھ پیش آئے مگر وہ اس زبان کے لسانی ڈھانچے میں کوئی تبدیلی نہ کر سکے۔ ان تمام تر واقعات و حوادث کے باوجود عربی زبان اب بھی وہی ہے جو نزول قرآن مجید کے وقت تھی۔

اجتماعی انقلاب کے حوالہ سے دیکھیں تو مسلمانوں نے عراق کو فتح کیا جو ایک قدیم تمدن کا حامل تھا۔ ایران کو زیرنگیں کیا جو عظیم سلطنت تھی۔ شام اور مصر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ جہاں مشرق و مغرب کے فلسفے ملتے تھے۔ ان علاقوں میں گئے جہاں فارسی' قبطی' عبرانی' سریانی' یونانی اور لاطینی زبانیں بولی جاتی تھیں۔ ان کے ساتھ مل کر عربی زبان کو ایک نئی شکل اختیار کر لینی چاہیے تھی مگر قرآن کریم کی عربی زبان کسی بڑی سے بڑی تبدیلی سے متاثر نہ ہو سکی۔

عباسیوں نے عربی تشخص کو غالب کرنے کی بجائے عجمیوں کو زیادہ مقام دیا۔ مصر و شام سے فاطمین اور اندلس سے مسلمانوں کے خاتمے سے عربی زبان و تمدن کو زبردست دھچکا لگا۔ عربوں میں غیر عربی الفاظ استعمال ہونے لگے۔ عالم عرب پر ساڑھے پانچ سو سال ایسے گزرے کہ ان پر عجمی لوگوں کی حکومت تھی۔ اندلس میں عربی زبان و ادب کو جو نقصانات پہنچے۔ وہ عربی زبان کے خاتمے کے لئے کافی تھے۔ مصر پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ ایک سو برس تک عربی زبان پر فرانسیسی زبان کا غلبہ رہا مگر قرآن مجید کی عربی پر ذرا سا اثر بھی نہیں پڑا۔ زبان کی تبدیلی کا دوسرا سبب ادبی ارتقاء ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے پہلے ہی دن ادب کا وہ معیار دے دیا تھا کہ کوئی بڑے سے بڑا بھی اس کے چیلنج کے باوجود اس کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ گویا کوئی دوسرا قرآن نہ لکھا جا سکا۔ پس اس قسم کی نوبت ہی نہیں آئی کہ قرآن کریم کی زبان کو بدلا جا سکتا۔ قرآن کریم کی زبان میں کوئی ارتقاء نہیں ہوا کیونکہ یہ پہلے ہی دن سے ارتقاء کی بلندیوں پر ہے۔

قومی اختلاف' تہذیبی تصادم' سیاسی انقلاب اور زمانی تبدیلی جیسے امور جب بھی کسی زبان کے ساتھ پیش آئے ہیں تو وہ بدل کر کچھ ہو گئی۔ ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سوچ سکتے ہیں کہ وہ زبان جو ابھی تک محفوظ ہے اس کی حفاظت کا کوئی خصوصی خدائی نظام ضرور ہو گا۔ عقل کہتی ہے کہ قدرت نے اس کتاب کی زبان کو اسی لئے محفوظ

کیا کہ اس کتاب کی حفاظت مقصود تھی اور وہی کتاب محفوظ ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے جس کی زبان محفوظ ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری کے الفاظ میں:

''وید کی زبان' ژند داستان کی زبان' توراۃ کی زبان' انجیل کی زبان' کیا آج دنیا میں کسی جگہ بولی جاتی ہیں یا کوئی شہر' کوئی قریہ' کوئی کوچہ بھی ایسا ہے جہاں ان السنہ میں سے کسی کا استعمال بطور زبان ہوتا ہے؟ جواب میں ہر راست گو کو قطعاً خاموش ہونا پڑے گا۔ نتیجہ صاف ہے کہ علم الٰہی نے جو ماضی و حال و استقبال پر حاوی ہے اپنی آخری کتاب کے لئے ایسی زبان کو اختیار نہ فرمایا جو پردہ عالم سے جلدتر مردہ و ناپید ہونے والی تھی یا مردہ و ناپید بن چکی تھی۔ بلکہ ایسی زبان کو حق وترجیح عطا فرمائی جس میں حیات اور نمو اور قیام کی صفات موجود تھیں۔'' (۲۸۴)

تورات کی زبان اپنا وجود ختم کر بیٹھی ہے بلکہ اس کی اصل زبان کے متعلق کوئی حتمی رائے آج تک قائم نہیں ہو سکی۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ عذرا نے اس کتاب کو دوبارہ مرتب کرتے وقت کس زبان میں لکھا۔ موجودہ تورات ترجمہ در ترجمہ ہوتے ہوئے ہم تک پہنچی ہے جس کی وجہ سے اس میں انسانی عمل دخل کا انکار کوئی ذی شعور نہیں کر سکتا۔ لٰہذا عبرانی زبان کی جو چند خصوصیات تھیں وہ بھی ہم تک نہ پہنچ سکیں۔

چونکہ قرآن مجید الٰہی کتاب ہے لٰہذا اس کی زبان بھی خدا کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ اس طرح اس الہامی زبان میں ہر طرح کے خصائص اور اوصاف موجود ہیں جو تورات کی زبان میں نہیں ملتے۔

تقابل اسلوب تورات وقرآن کریم

(۱) تورات کا اسلوب واقعاتی اسلوب ہے یعنی یہ کتاب مختلف قصوں اور کہانیوں سے بھری پڑی ہے۔ احکامات وقوانین کو بیان کرنے کے لئے بھی قصص کا سہارا لیا گیا

ہے۔تورات کے اسلوب قصص کا قرآنی اسلوب سے موازنہ کیا جائے تو اس میں زمین و آسمان کا فرق نمایاں نظر آتا ہے۔مثلاً قرآن مجید نے قصص کو محض قصہ کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف عبرت کے پہلو بیان فرمائے ہیں تا کہ یہ باتیں آنے والی قوموں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں جبکہ تورات کے قصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں محض جنوں اور پریوں کی کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔"کیتھولک بائبل کنٹری" میں لکھا ہے:

"The forms distinguished are myths, fairy tales, Sages, legends, anecdotes, tales (Novels) dreams-stories, etc. all parts of the literary composition of the biblical history from the beginning to Moses and Joshua.'(۲۸۵)

"جن اسلوب کو علیحدہ کیا گیا اُن میں کہانیاں (خیالی) پریوں کی کہانیاں' دانشمندانہ' روایتی افسانے' حکایتیں' ناول اور خوابی کہانیاں وغیرہ شامل ہیں۔ بائبل کی تاریخ سے لے کر موسیٰ اور یوشع کے اوائل تک کا تمام ادبی مجموعہ شامل ہے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو دونوں کتابوں نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن دونوں کے انداز بیان میں بہت زیادہ فرق ہے۔قرآنی قصہ سے حضرت یوسف علیہ السلام مصائب پر صبر کرنے والے' عفت وعصمت کے پیکر' شکر کے جذبہ سے لبریز' جیل میں بھی دعوت وتبلیغ جاری رکھی' آپ کے خواب کی تعبیر کس طرح پوری ہوئی۔اس میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ تھیں وغیرہ سب کچھ معلوم ہوتا ہے جب کہ تورات کا بیان کردہ قصہ سوائے طوالت کے اپنے دامن میں اور کچھ نہیں رکھتا۔ الٹا موصوف پر الزام تراشیوں کی بارش کرتے ہوئے اس واقعہ کے درمیان ایسے قصے بیان کئے گئے ہیں جن کا اس واقعہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔تورات کے واقعات میں اکثر مقامات پر

واقعہ کی اصل روح کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ان واقعات میں اس قدر تضادات ہیں کہ ان کو دور کرنا ممکن نہیں ہے۔

قرآن کریم کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں کہ وہ واقعات کو اول سے آخر تک بیان کرے۔ قرآن کریم کا اسلوب ہر جگہ انوکھا ہے' موقع بہ موقع کوئی واقعہ بیان کرتا ہے۔ اکثر پورا واقعہ بھی ایک جگہ بیان نہیں کرتا بلکہ جتنے حصے کا اس جگہ مقصد ہوتا ہے' صرف وہی حصہ وہاں بیان کیا جاتا ہے۔ اس اچھوتے انداز میں بیان کرنے کے باوجود واقعہ کی اصل حقیقت اور اس کی متانت و سنجیدگی میں ادنیٰ سا فرق نہیں آتا۔

مولانا سیّد ابوالحسن ندوی دونوں کے اسلوب میں فرق کے متعلق لکھتے ہیں:

"قرآن مجید اور قدیم آسمانی صحیفوں کے اسلوب بیان' مضامین کی اہمیت کے درجات اور مرکز میں بین فرق ہے۔ دونوں کا انداز بالکل جدا ہے۔ ایک میں وحی کی تاثیر' کتاب الٰہی کی ابدیت کی شان اور وحی کے انوار نظر آتے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان واقعات کا موضوع تاریخی نہیں بلکہ ہدایت اور عبرت و موعظت ہے۔ اس میں سنین نہیں ہیں اس میں اعداد نہیں۔ اشخاص کی تعداد اور ہر قسم کی وہ تفصیلات جن کا تعلق تاریخ و انساب سے ہے' اس میں نہایت مناسبت اور حسن کے ساتھ محذوف ہیں۔ واقعات کے سلسلے کی وہی کڑیاں منتخب کی گئی ہیں جو ہر زمانے میں انسانوں کے لئے ہدایت اور عبرت کا سبق بن سکیں۔" (۲۸۶)

(۲) قرآن مجید نے لوگوں کو اطاعت و فرمانبرداری اور نیکی کی ترغیب دینے کے لئے بڑی عام فہم مثالیں بیان کی ہیں تاکہ اعلیٰ حقائق اور عظیم اُصول وضوابط ان مثالوں کے ذریعے ہر ذہن میں اُتر جائیں۔ یہ مثالیں محض عبارت کو خوشنما بنانے کے لئے بیان نہیں ہوئیں بلکہ اپنے دامن میں بہت سے مقاصد لئے ہوئے ہیں۔

قرآنی اسلوب مثال گواہ ہے کہ قرآن مجید نے بارش' جمادات' نباتات اور

جانوروں تک کی مثالیں بیان کیں اور پھر لوگوں کو ان پر غور وفکر کی دعوت دی تاکہ وہ ان میں چھپے ہوئے حقائق کو جان سکیں۔ اس کے برعکس تورات کی مثالوں کو دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ انہیں محض عبارت کو خوشنما بنانے کے لئے بیان کیا گیا ہے اور ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مثلاً کتاب پیدائش میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کثیر اولاد دینے کا وعدہ کیا تو کہا: ''میں تجھے برکت دوں گا اور تیری نسل بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے ستاروں اور سمندر کے ساحل کی ریت کی مانند بناؤں گا۔'' (۲۸۷)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی اس مثال کے متعلق لکھتے ہیں:

وعد یعقوب علیہ السلام بان نسلك یکون مثل رمل الارض .... لم یبلغ مقدارهم عدد رطل رمل فی الدنیا وفی وقت من الاوقات فضلاً عن مقدار رمل شاطئ البحر اورمل الارض (۲۸۸)

''یعقوب علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ تیری نسل زمین کی ریت کی مثل ہوگی۔ ان کی مقدار دنیا میں ریت کی رطل کی تعداد تک نہیں پہنچی اور کسی وقت بھی سمندر کے کنارے کی ریت یا زمین کی ریت کی مقدار سے زیادہ ہوئی۔''

خدا نے بنی اسرائیل کو جو زمین دینے کا وعدہ فرمایا کتاب خروج میں اس سر زمین کی تعریف کے متعلق لکھا ہے: ''جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔'' (۲۸۹)

حالانکہ روئے زمین پر کوئی بھی ایسا خطہ نہیں ہے جس میں دودھ اور شہد کی نہریں ہوں۔ اس مثال میں انتہائی مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔

''ان کے شہر بڑے ہیں اور ان کی فصیلیں آسمان تک اونچی ہیں۔'' (۲۹۰)

اس مثال میں بھی مبالغہ آرائی اپنی انتہاء کو ہے کیونکہ قدیم زمانے کی فصیلیں ہرگز اتنی اونچی نہیں ہوں گی کہ انہیں آسمان کی بلندی سے تشبیہ دی جا سکے۔ قرآنی مثالیں

اس مبالغہ آرائی سے پاک ہیں کیونکہ اس سے مثال بیان کرنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا (۲۹۱)

"بے شک اللہ اس سے حیاء نہیں کرتا کہ مثال سمجھانے کو کہ کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر۔"

(۳) تورات کے اسلوب کو "نظمیہ اسلوب" کہا جاتا ہے کیونکہ نثر کے درمیان نظمیں بھی ہیں بعض واقعات نظم و نثر کا مجموعہ ہیں۔ جبکہ کئی واقعات اشعار میں بیان ہوئے ہیں لیکن جب قرآن کریم پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے اندر نہ تو شاعری ہے اور نہ ہی شاعر کا کلام ہے۔

وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکر و قران مبین (۲۹۲)

"اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔"

قرآن مجید نے کفار عرب کا یہ مقولہ نقل کیا ہے:

بل افتراہ بل ھو شاعر (۲۹۳)

"بلکہ ان کی گھڑت ہے بلکہ یہ شاعر ہیں۔"

مگر قرآنی آیات کے اندر ایسا ربط، صوتی حسن اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے کہ بوقت تلاوت خود بخود نظم کا انداز پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ یہ نظم نہیں نثر ہے۔ نثر کی یہ یگانہ و منفرد خصوصیت کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔ سیّد قطب شہید رقمطراز ہیں:

"علی ان النسق القرآنی قد جمع بین مزایا النثر والشعر جمعیا فقد امضی التعبیر من قیود القافیۃ الموحدۃ والتفعیلات التامۃ فنال بذلک حریۃ التعبیر الکاملۃ عن جمیع اعراضہ العامۃ واخذ فی الوقت

ذاتہ من خصائص الشعر' الموسیقی الداخلیة' والفواصل المتقاربة فی الوزن التی تغنی عن التفاعیل والتقضیة التی تغنی عن القوافی' وضم ذلك الی الخصائص التی ذکرنا فشان النثر والنظم جمعیا (۲۹۴)

"قرآن مجید کے خط نسق نے شعر اور نثر دونوں کی خوبیوں کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ قرآن کسی ایک قافیہ کی پابندی اور تفعیلات تامہ (وزن) کی پابندی سے آزاد ہے تاہم اس کی تمام عام رکاوٹوں کے باوجود اظہار مفہوم کی مکمل آزادی حاصل کر لی ہے اس کے ساتھ ساتھ قرآن نے شعری خصوصیات حاصل کر لی ہیں مثلاً داخلی موسیقی' وزن میں فواصل و متقارب الفاظ جنہوں نے اسے تفاعیل کے وزن سے بے نیاز کر دیا ہے قافیہ نما الفاظ کے ہوتے ہوئے اصل قافیہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔"

قرآن مجید کا قاری جوں جوں اس کی تلاوت کرتا جاتا ہے اسے ایک نیا لطف محسوس ہوتا ہے۔ الفاظ و معانی کا تطابق و توافق' نظم و ترتیب کا حسن و جمال' شیریں بیان و جادو نگاری' اسلوب و انداز کا متنوع و تفنن غرض وہ کون سی خوبی ہے جس سے قرآن بہرہ ور نہیں۔

(۴) قرآن مجید جیسا اسلوب خطاب کسی بھی الہامی و غیر الہامی کتاب میں نہیں ملتا۔ اس کے اسلوب خطاب پر تفصیلاً بحث گزر چکی ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تورات کے اسلوب خطاب کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف مخصوص قوم یعنی بنی اسرائیل کو ہی مخاطب کرتی ہے مثلاً:

"اور خداوند نے موسیٰ سے کلام کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ۔" (۲۹۵)

"اور موسیٰ نے سارے بنی اسرائیل کو بلایا اور ان سے کہا۔" (۲۹۶)

"اے اسرائیل سن تو آج کے دن اردن کے پار جانے والا ہے۔" (۲۹۷)

تورات میں خدا کے لئے بھی مخصوص الفاظ خطاب ہیں' مثلاً "بنی اسرائیل کا خدا"'

''ابرہام کا خدا''

''اور یعقوب نے کہا اے میرے باپ ابرہام کے خدا اور میرے باپ اسحاق کے خدا۔''(۲۹۸)

غرضیکہ تورات میں اسی طرح کے خطابات ہیں۔ اس اسلوب کا قرآنی اسلوب خطاب سے کسی طرح بھی موازنہ نہیں جا سکتا کیونکہ قرآنی اسلوب اس سے بدرجہا بہتر اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۵) قرآن کریم نے فطری حقائق کو اتنے عمدہ انداز میں بیان فرمایا ہے کہ ایسا انداز بیاں تورات کی کتابوں میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ اس قرآنی اسلوب کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ قرآن کریم نے مختلف انسانوں کی فطرت کی تصویر کشی کرتے ہوئے انسانی فطرت کی مختلف صورتیں مصلحت شناس' بزدل افراد' فقط ڈیل ڈول کے انسان' تعریف کے بھوکے' ہرجائی لوگ' مذاق و تمسخر کے مظہر' ڈرنے والے' بے حیاء' کمزور' منافق' عزم کے پست' وعدہ خلافی کے عادی' زندگی کے طالب' جامد اور غیر متحرک' جھوٹے یا سچے' ہر حال میں جھگڑالو' بخل و امساک کی تصویر' ظاہر و باطن کا تضاد' کم فہم لوگ' اصحاب الایمان' خدا سے ڈرنے والے' جودوکرم کے پیکر' صابرین' ایثار پیشہ حضرات وغیرہ ہم جیسے صفات کے حامل لوگوں کا ذکر کر کے ان کی اصل حقیقت کو واضح کیا ہے۔ اس طرح کے فطری حقائق کو تورات میں تلاش کرنا محض وقت برباد کرنا ہے کیونکہ وہاں صرف قصے کہانیاں ہیں' نتیجہ خیزی نہیں۔

(۶) قرآن کریم نے انبیاء کے حالات کو بیان فرمایا لیکن انہیں محض تاریخی رنگ نہیں دیا۔ سابقہ قوموں کے صرف وہ واقعات بیان فرمائے جن میں آنے والی نسلوں کے لئے عبرت و نصیحت کے پہلو موجود ہیں۔ ان چیزوں کو بیان کرنے کے لئے ایسا انداز اختیار کیا کہ قاری ان سے ضرور سبق حاصل کرتا ہے۔ جبکہ تورات ایسے عمدہ

اسلوب سے بالکل خالی ہے۔ وہاں پر انبیاء کرام کے نسب ناموں' عمروں اور سفروں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملتا حالانکہ ان حضرات کی دنیا میں آمد کا اصل مقصد دعوت و تبلیغ ہے۔ ایسے پہلوؤں کو تورات نے یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب طویل قصوں سے بھری پڑی ہے جن کے دامن میں سوائے تضادات اور الزام تراشیوں کے کچھ نہیں ہے۔ پس کسی طور پر بھی اسلوب تورات کا قرآنی اسلوب کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قرآن الہامی کتاب ہے جبکہ تورات محرف ہو چکی ہے۔

الغرض قرآن کریم کا اسلوب استدلال' یمین' دُعا' واقعہ نگاری' تنذیر و تبشیر' تبلیغ' مخاصمہ اور دل و دماغ کو مطمئن کرنے والا اسلوب اتنا جامع وعمدہ اور حقائق سے لبریز ہے کہ کسی اور کتاب میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ قرآن کریم نے عربوں سمیت پوری دنیا کو چیلنج کیا۔ کہ وہ قرآن مجید کے اسلوب و انداز کی نظیر پیش کریں مگر آج تک کوئی بھی اس کی مثل نہیں لا سکا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک ایسی الہامی کتاب ہے کہ جس کا انداز بیان دنیا کی تمام کتب سے اور تمام فصحا و بلغا کے طریق سے بالکل مختلف اور نرالا ہے۔

اسلوب تورات کے سلسلے میں اس کے جو خصائص بیان کئے گئے ہیں وہ اس سے بدرجہا بہتر انداز میں قرآن مجید کے اندر موجود ہیں۔ بعض ادبی قسم کے ایسے خصائص بیان ہوئے ہیں جو ایک عام ادبی کتاب کے اندر بھی مل جاتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ قرآن کریم کی زبان واقعی ''عروس الالسنہ'' ہے۔ جس نقطہ نظر سے بھی اس کو دیکھا جائے یہ بے مثل نظر آئے گی اور اسلوب اتنا جامع اور عمدہ ہے کہ اس جیسا اسلوب قیامت تک بھی نہیں تلاش کیا جا سکتا۔ یہی قرآن کریم کا سب سے بڑا اعجاز اور کلام الٰہی ہونے کا ثبوت ہے۔

فصل ہفتم

تدوین تورات

اس فصل کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) تورات کی تدوین عہد عتیق کی روشنی میں۔

(۲) تورات کا مصنف کون؟

(۳) تدوین تورات اور آثار قدیمہ۔

(۴) تدوین تورات اور مغربی مفکرین کے نظریات۔

طوفان نوح کے بعد ایک دفعہ پھر دنیا کی رونقیں وجود میں آنے لگیں۔ پرانے لوگ، پرانے شہر، پرانے زمانے کے ساتھ ہی دفن ہو گئے۔ طوفان کے بعد دنیا میں نئی نئی سلطنتیں اور قبائل ظہور میں آئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد نے مختلف شہروں کو آباد کیا۔ چنانچہ جی۔ ٹی منیلی ان ابتدائی حالات کے متعلق رقمطراز ہے:

"As real history emerges we find two races established in the Mesopotamian plan, the Accadians, who were Semites, to the North, and the Sumerians, a non-Semitic race to the South and amognst their most ancient cities Accad (Agade), Erech, Ur and Babel (or Babylon). From graves at Ur dated soon after the flood, have been recovered beautifully worked ornaments of gold and precious stones, some apparently brought from distant India. There is evidence also of skill in music a knowledge

of astronomy, and the widespread use of writing." (۲۹۹)

”جونہی اصل تاریخ سامنے آتی ہے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دو نسلیں میسوتامیہ کے میدان میں آباد ہوئیں۔(۱) اکادی جو کہ سامی ہے شمال میں (۲) سامری جو کہ غیر سامی تھے۔ جنوب میں قدیم ترین علاقے اجیڈ' اریک' اُر اور بلون شامل ہیں۔ اُر کی قبروں سے سیلاب کے فوراً بعد سونے اور قیمتی پتھروں کے نوادرات بڑی خوبصورتی سے دریافت کئے گئے۔ جو کہ بظاہر انڈیا بعید سے لائے گئے تھے۔ اس کے علاوہ موسیقی میں مہارت' علم فلکیات اور خطاطی کے وسیع استعمال کی بھی شہادت ملتی ہے۔“

ابراہیم کا مسکن ”اُر“ تھا بعد میں آپ کنعان چلے آئے۔ ابراہیم کو اس قبیلے کا جد امجد (Father of Hebrew) کہا جاتا ہے جسے خدا نے تورات دینے کے لئے چنا تھا۔ ابراہیم' اسحاق اور یعقوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے تعلق کا اظہار موسیٰ کی وحی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ "Bernhard W. Anderson" رقمطراز ہے:

"But it is important to realize that the history of God's dealings with the partriach-Abraham, Isaac, and Jacobis understood in the light of his revelation to Moses."(۳۰۰)

”لیکن یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ خدا کے ابراہیم' اسحٰق اور یعقوب کے ساتھ معاملات کا پتہ موسیٰ کی وحی کے ذریعے چلتا ہے۔“

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ اس طرح بارہ اسرائیلی نسلیں وجود میں آئیں۔ بنی اسرائیل سیاسی لحاظ سے پس ماندہ تھے۔ ان پر مختلف لوگ حکومت کرتے رہے جنہوں نے ان کو غلام بنا لیا تھا۔ ان پر حکومتیں کرنے والوں کو بڑے بڑے تعمیراتی منصوبے مکمل کرنے کے لئے مزدوروں کی

ضرورت پڑی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو بطور مزدور جن کو وہ اپیرو (Apiru) یا ہبیرو (Habiru) کہتے تھے، بھرتی کیے۔ موسیٰ کا تعلق بھی انہی لوگوں سے تھا۔

"Under the exactions of ruthless Egyptian tribute collectors, an increasing proportion of the people are said to be joining the "bandits" also called the "Apiru" a name which may be the source of our "Hebrew". (۳۰۱)

''ظالم (بے رحم) مصری کی خراجِ تحسین کی جبری وصولی کے تحت لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد راہزنوں سے منسلک ہوتی نظر آتی ہے۔ جن کو ''اپیرو'' بھی کہا گیا یہ ہماری عبرانی کا ذریعہ بھی ہوسکتا ہے۔''

تدوین تورات عہد عتیق کی روشنی میں

خداوند نے موسیٰ کو جو احکامات عطا کیے ان کو محفوظ کرنے کے لئے ایک صندوق تیار کیا گیا جس کو ''صندوق شہادت'' کا نام دیا۔ اس صندوق کی تیاری کے متعلق کتاب خروج میں لکھا ہے:

''اور خداوند نے موسیٰ سے کلام کر کے فرمایا............اور وہ سنط کی لکڑی کا ایک صندوق بنائیں جس کی لمبائی اڑھائی ہاتھ اور چوڑائی ڈیڑھ ہاتھ اور اونچائی ڈیڑھ ہاتھ ہو اور تو اس کو اندر اور باہر سے خالص سونے سے مڑھ اور اس کے اوپر سونے کا کلس اس کے گردا گرد بنا اور تو اس کے لئے سونے کے چار حلقے ڈھال کر چاروں کونوں پر لگا۔ دو حلقے ایک طرف اور دو حلقے دوسری طرف اور تو سنط کی لکڑی کی دو چوبیں بنا اور ان کو سونے سے مڑھ اور دونوں چوبیں صندوق کے ہر دو جانب کے حلقوں میں ڈال تاکہ صندوق اٹھایا جا سکے اور دونوں چوبیں حلقوں میں ہمیشہ رہیں اور کبھی ان سے نکالی نہ جائیں اور جو شہادت میں تجھے دوں گا اس صندوق میں رکھ اور تو خالص سونے کا ایک

رحم گاہ بنا جس کی لمبائی اڑھائی ہاتھ اور چوڑائی ڈیڑھ ہاتھ ہو اور تو گھڑے ہوئے سونے کے دو کروبی رحم گاہ کے دونوں طرف بنا۔ ایک کروبی ایک طرف اور ایک کروبی دوسری طرف۔ رحم گاہ کے بنا اور دونوں سروں کے کروبیوں کو ایک ہی ٹکڑے سے بنا اور دونوں کروبی اوپر کی طرف پر پھیلائے ہوئے ہوں کہ دونوں کے پروں سے رحم گاہ ڈھنپ جائے اور دونوں آمنے سامنے ہو کر رحم گاہ کی طرف دیکھیں اور وہ شہادت جو میں تجھے دوں گا صندوق میں رکھ۔" (۳۰۲)

موسیٰ کو احکامات الواح کی شکل میں ملے

"اور جب خداوند کوہ سینا پر موسیٰ سے کلام کر کے فارغ ہوا تو اسے شہادت کی دو لوحیں دیں۔ پتھر کی وہ لوحیں جو خدا کی انگلی سے لکھی گئی تھیں۔" (۳۰۳)

الواح کا توڑنا۔

"تب خداوند نے موسیٰ سے کہا' جا نیچے اُتر کیونکر تیرے لوگ جن کو تو مصر سے باہر نکال لایا بگڑ گئے ہیں۔ اس راہ پر سے جس پر چلنے کا میں نے انہیں حکم دیا وہ جلد پھر گئے .... تب موسیٰ پھرا اور پہاڑ سے اُترا اور شہادت کی دو لوحیں اس کے ہاتھ میں تھیں .... جب وہ خیمہ گاہ کے نزدیک پہنچا تو بچھڑا اور ناچ دیکھا اور موسیٰ کا غصہ بھڑکا تو اس نے اپنے ہاتھوں سے دونوں لوحیں پھینک دیں اور ان کو پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالا۔" (۳۰۴)

شہادت کی نئی لوحیں

"پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اپنے لئے پہلی لوحوں کی طرح دو لوحیں پتھر کی تراش تو میں ان پر وہ کلام لکھوں گا جو پہلی لوحوں پر تھا جن کو تو نے توڑ دیا اور صبح کے

لئے تیار ہو جا اور کوہ سینا پر صبح کو چڑھ اور وہاں پر میرے آگے پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہرا رہ اور تیرے ساتھ کوئی اور نہ چڑھے اور سارے پہاڑ پر کوئی نظر نہ آئے۔ یہاں تک کوئی بھیڑ بکری یا گائے بیل اس کے سامنے چرنے نہ پائے تب اس نے پہلی لوحوں کے مطابق پتھر کی دو لوحیں تراشیں اور جیسا خداوند نے اس سے فرمایا تھا۔ موسیٰ صبح سویرے اُٹھ کر دونوں پتھر کی لوحیں اپنے ساتھ لے کر کوہ سینا پر چڑھا۔"(۳۰۵)

"اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ تو ان باتوں کو اپنے لئے لکھ کیونکہ ان کے موافق میں نے تیرے اور اسرائیل کے ساتھ عہد باندھا ہے اور موسیٰ خداوند کے پاس چالیس دن اور چالیس رات رہا نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا اور اس نے عہد کا کلام دس احکام دو لوحوں پر لکھے اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ کوہ سینا سے نیچے اُترا اور شہادت کی لوحیں پہاڑ سے اُترتے وقت موسیٰ کے ہاتھ میں تھیں اور موسیٰ نہیں جانتا تھا کہ خداوند کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اس کا چہرہ چمکدار ہو گیا۔"(۳۰۶)

موسیٰ نے تورات سے بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا

"یہ وہ باتیں ہیں جو موسیٰ نے اردن کے پار عرابہ میں بحیرہ قلزم کے مقابل فاران اور توفل اور لابان اور حصیرت اور دی ذہب کے درمیان بنی اسرائیل سے کہیں۔ حوریب سے قادیش برنیع کی طرف جبل سعیر کے راستے گیارہ دن کی مسافت پر چالیسویں سال کے گیارہویں مہینے کی پہلی تاریخ موسیٰ نے وہ سب باتیں بنی اسرائیل کو بتا دیں جو خداوند نے اس سے ان کی بابت فرمائی تھیں۔"(۳۰۷)

"اور موسیٰ نے سارے اسرائیل کو بلایا اور ان سے کہا اے اسرائیل یہ قوانین اور قضائیں سن لو جو آج کے دن میں تمہارے کانوں میں پہنچاتا ہوں تم ان کو سیکھ لو اور ان پر عمل کرنے کے مشتاق ہو۔"(۳۰۸)

موسوی شریعت (تورات) کو صندوق شہادت میں رکھ دیا گیا

''تب میں لوٹ کر پہاڑ سے اُترا اور جیسا خداوند نے مجھے فرمایا تھا لوحوں کو اس صندوق میں رکھا جسے میں نے بنایا تھا چنانچہ وہ وہیں ہیں۔'' (۳۰۹)

''اور صندوق شہادت جو چاروں طرف سے سونے سے منڈھا ہوا تھا' اس میں سونے کا وہ برتن تھا جس میں من تھا اور ہارون کا وہ عصا جس میں شاخیں پھوٹی تھیں اور عہد کی لوحیں۔'' (۳۱۰)

صندوق شہادت اور یوشع

''پھر موسیٰ نے یوشع کو بلایا اور سارے اسرائیل کے سامنے اس سے کہا کہ مضبوط ہو جا اور دلاور بن کہ تو ان لوگوں کے ساتھ اس ملک میں داخل ہو گا جس کی بابت خداوند نے ان کے باپ دادا سے قسم کھائی کہ ان کو عطا کرے گا اور تو ان کو اس کا وارث بنائے گا اور خداوند تیرے آگے آگے چلے گا۔ وہ تیرے ساتھ ہو گا تجھ کو نہ چھوڑے گا اور نہ تجھ کو ترک کرے گا۔ پس تو خوف نہ کر اور بے دل مت ہو اور موسیٰ نے اس شریعت کو لکھا اور بنی لاوی کاہنوں کے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اُٹھاتے تھے اور اسرائیل کے تمام بزرگوں کے حوالے کیا اور موسیٰ نے ان کو حکم دے کر کہا کہ ہر ساتویں برس کے آخر میں سال رہائی میں عید خیام کے وقت جب تمام اسرائیل خداوند تیرے خدا کے حضور اس جگہ میں جس کو وہ چن لے گا حاضر ہونے کے لئے آئے تو تو سب اسرائیل کے آگے اس شریعت کو پڑھ کر سنانا۔'' (۳۱۱)

''اور یوشع نے کاہنوں سے کلام کر کے کہا کہ تم عہد کے صندوق کو اُٹھاؤ اور لوگوں کے آگے آگے چلو تب انہوں نے عہد کا صندوق اُٹھایا اور لوگوں کے آگے آگے چلے۔'' (۳۱۲)

''اور خداوند نے یوشع سے کلام کر کے فرمایا کہ ان کاہنوں کو جو شہادت کا صندوق اُٹھائے ہوئے ہیں حکم کر کہ اردن میں سے باہر نکل آئیں تب یوشع نے کاہنوں کو حکم دے کر کہا کہ اردن سے باہر نکل آؤ اور ایسا ہوا کہ جب وہ کاہن جو خداوند کے عہد کا صندوق اُٹھائے ہوئے تھے اردن کے درمیان سے باہر نکلے اور ان کے پاؤں کے تلوے خشکی پر پہنچے تو اردن کا پانی اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور جیسے پہلے بہتا تھا اپنے سب کناروں پر سے بہنے لگا اور پہلے مہینے کی دسویں تاریخ تھی کہ لوگ اردن میں سے نکل کر اوپر آئے اور یریحو کی مشرقی سرحد جلجال میں ڈیرہ کیا۔'' (۳۱۳)

صندوق شہادت اور سموئیل

جلجال سے عہد کا صندوق بیت ایل لے جایا گیا تھا لیکن قضات کے زمانے میں یہ سیلا یا شیلو میں تھا۔ ''اور خداوند کا فرشتہ جلجال سے بیت ایل کو آیا اور کہا میں تم کو مصر سے نکال لایا اور اس ملک میں تم کو داخل کیا جس کی بابت میں نے تمہارے باپ دادا سے قسم اُٹھائی تھی اور میں نے کہا کہ میں اپنا عہد تمہارے ساتھ کبھی نہیں توڑوں گا۔'' (۳۱۴)

''اور ایک دن ایسا ہوا عالی اپنی جگہ میں لیٹا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں دھندلی ہونی شروع ہو گئی تھیں اور وہ دیکھ نہ سکتا تھا اور خدا کا چراغ ابھی بجھا نہ تھا اور خداوند کے ہیکل میں جہاں کہ خداوند کا صندوق تھا' سموئیل لیٹا ہوا تھا۔'' (۳۱۵)

''ان دنوں فلسطینی اسرائیل سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے اور اسرائیل نے ان کے خلاف جنگ کے لئے نکل کر عابن عازر کے پاس ڈیرہ کیا .... تو اسرائیل نے فلسطینیوں سے شکست کھائی .... اور اسرائیل کے بزرگوں نے کہا کہ خداوند نے ہم کو فلسطینیوں کے سامنے کیوں شکست دی۔ آؤ ہم خداوند کا صندوق شہادت شیلو

سے اپنے پاس لے آئیں ....تو لوگوں نے شیلو میں آدمی بھیجے اور وہ وہاں سے رب الافواج کروبین نشین کا صندوق شہادت اُٹھا لائے ....اور فلسطینی لڑے تو اسرائیل کو شکست ہوئی اور وہ سب اپنے اپنے خیمے کو بھاگے اور نہایت بڑی خونریزی ہوئی اور اسرائیل میں سے تیس (۳۰) ہزار آدمی مارے گئے اور خداوند کا صندوق پکڑ لیا گیا۔"(۳۱۶)

صندوق شہادت اور فلسطینی

"اور فلسطینیوں نے خدا کے صندوق کو لیا اور عابن عازر سے اس کو اشدود میں لے گئے اور فلسطینی خدا کے صندوق لیکر داجون کے مندر میں لائے۔"(۳۱۷)

اس کے بعد فلسطینی اس صندوق کو جت وہاں سے عقرون اور پھر بیت شمش میں لے گئے۔"جب اشدود کے رہنے والوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ اسرائیل کے خدا کا صندوق ہمارے پاس نہ ٹھہرے ....تو انہوں نے جواب دیا کہ اسرائیل خدا کے صندوق کو لے گئے۔"(۳۱۸)

"تب انہوں نے خدا کا صندوق عقرون میں بھیجا۔"(۳۱۹)

"اور خداوند کا صندوق فلسطین کے ملک میں سات مہینوں تک رہا۔"(۳۲۰)

یہ صندوق بیت شمس سے قریت یعاریم پہنچا دیا گیا جہاں یہ بیس (۲۰) سال تک رہا۔

"تب قریت یعاریم کے لوگ آئے اور خداوند کے صندوق کو لے جا کر ابی ناداب کے گھر میں جو ٹیلے پر ہے رکھا اور اس کے بیٹے الی عازار کو مخصوص کیا تا کہ خداوند کے صندوق کی نگہبانی کرے اور ایسا ہوا کہ اس وقت سے کہ خداوند کے صندوق نے قریت یعاریم میں قیام پایا۔ بہت دن ہو گئے اور بیس برس گزر گئے۔"(۳۲۱)

صندوق شہادت اور داؤد

''اور داؤد نے اسرائیل میں سے تیس (۳۰) ہزار منتخب جوان جمع کئے اور داؤد اٹھا اور سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے لے کر یہودہ کے بعلہ کو روانہ ہوا تا کہ وہاں سے خداوند کا صندوق لے آئے جس پر نام ربّ الافواج کروبی نشین، پکارا جاتا ہے' سو انہوں نے خدا کا صندوق ایک نئی گاڑی پر رکھا اور ابی ناداب کے گھر سے جو پہاڑی میں تھا' نکالا اور عزا اور اخیو ابی ناداب کے بیٹے اس نئی گاڑی کو ہانکتے تھے اور جب وہ اسے ابی ناداب کے گھر سے جو پہاڑی میں تھا' بمع خدا کے صندوق کے نکال لائے۔'' (۳۲۲)

''اور داؤد نے نہ چاہا کہ خداوند کا صندوق داؤد کے شہر میں اپنے پاس رکھے تو داؤد اس کو ایک طرف جت کے رہنے والے عوبیدا دوم کے گھر لے گیا تو خداوند کا صندوق جتی عوبیدا دوم کے گھر تین مہینے تک رہا اور خداوند نے عوبیدا دوم کو اور اس کے سارے گھرانے کو برکت دی۔ تب داؤد بادشاہ کو خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا کہ خداوند نے عوبیدا دوم کو اور اس کی ہر ایک چیز کو خدا کے صندوق کے سبب برکت دی ہے۔ تب داؤد گیا اور خداوند کے صندوق کو عوبیدا دوم کے گھر سے داؤد کے شہر میں خوشی خوشی لے آیا۔'' (۳۲۳)

''اور اس نے داؤد کی شہر میں اپنے لئے گھر بنائے اور خدا کے صندوق کے لئے ایک مقام تیار کیا اور اس کے لئے ایک خیمہ لگایا۔'' (۳۲۴)

''اور وہ خدا کے صندوق کو اندر لائے اور اس خیمے کے بیچ میں رکھا جو داؤد نے اس کے لئے کھڑا کیا تھا۔'' (۳۲۵)

صندوق شہادت اور ہیکل سلیمانی

''تب سلیمان بادشاہ نے اسرائیل کے بزرگوں اور تمام قبائل کے رئیسوں اور

بنی اسرائیل کے آبائی خاندانوں کے سرداروں کو اپنے پاس یروشلم میں جمع کیا تا کہ خداوند کے عہد کا صندوق داؤد کے شہر صیہون سے لے آئیں۔ تب اسرائیل کے سب آدمی ایتانیم مہینہ کی عید کے لئے جو ساتواں مہینہ ہے، سلیمان بادشاہ کے پاس جمع ہوئے اور اسرائیل کے سب بزرگ آئے اور کاہنوں نے صندوق کو اُٹھایا اور وہ خداوند کے صندوق کو لے آئے .... اور کاہنوں نے خداوند کے عہد کا صندوق اس کی جگہ اس گھر کی الہام گاہ یعنی قدس الاقداس کے اندر کروبیوں کے پروں کے نیچے رکھا............ اور صندوق میں کچھ نہ تھا۔ سوائے پتھر کی دو تختیوں کے جنہیں موسیٰ نے حوریب میں اس کے اندر رکھا جبکہ خداوند نے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد کیا جس وقت کہ وہ ملک مصر سے نکلے۔" (۳۲۶)

یوسیاہ بادشاہ کے دور میں یہ صندوق ہیکل میں ہی پڑا ہوا تھا۔

"اور اس نے لاویوں سے جو تمام اسرائیل کو تعلیم دیتے تھے اور جو خداوند کے لئے مخصوص تھے، کہا کہ مقدس صندوق کو اس گھر میں رکھو جو شاہ اسرائیل سلیمان بن داؤد نے بنایا اور پھر تم اسے کندھوں پر نہ اُٹھاؤ گے۔" (۳۲۷)

ارمیا نبی نے پیشین گوئی دی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ اس صندوق کے بغیر ہوں گے۔

"اور ان دنوں میں جب تم زیادہ ہو گے اور ملک میں بڑھو گے۔ خداوند فرماتا ہے تو وہ پھر نہ کہیں گے کہ "خداوند کے عہد کا صندوق" اور وہ دل میں اپنے لئے خیال کریں گے اور اس کا ذکر نہ کریں گے اور نہ اس کو یاد کریں گے اور وہ پھر بنایا نہ جائے گا۔" (۳۲۸)

شریعت (تورات) کا دوبارہ دستیاب ہونا

ایک عرصہ دراز تک صندوق کا کچھ پتہ نہ چلا۔ یوشی شاہ بادشاہ نے یروشلم پر اکتیس (۳۱) برس حکومت کی۔ اس کے دور میں جب ہیکل سلیمانی کی تعمیر و مرمت ہوئی تو اس دوران انہیں شریعت کی کتاب مل گئی۔

''اور سردار کاہن حلقی یاہ نے شافان کاتب سے کہا کہ میں نے خداوند کے گھر میں شریعت کی کتاب پائی ہے اور حلقی یاہ کاہن نے وہ کتاب شافان کو دی تو اس نے پڑھی۔ تب شافان کاتب بادشاہ کے پاس آیا اور بادشاہ کو اس بات کی خبر دی اور کہا کہ جو نقدی گھر میں پائی گئی۔ وہ تیرے خادموں نے شمار کی اور مختار کاروں کی ہاتھ میں جو خدا کے گھر پر متعین ہیں' دے دی اور شافان کاتب نے بادشاہ کو خبر دے کر کہا کہ حلقی یاہ کاہن نے مجھے ایک کتاب دی اور شافان بادشاہ کے آگے بڑھی۔ جب بادشاہ نے شریعت کی کتاب کی باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے اور بادشاہ نے حلقی یاہ کاہن اور اخی قام بن شافان اور عکبور بن میکا اور شافان کاتب اور بادشاہ کے خادم عسایاہ کو حکم دے کر کہا تم جاؤ اور میرے لئے اور لوگوں کے لئے اور سب یہودہ کے لئے اس کتاب کی باتوں کی بابت جو پائی گئی ہے خداوند سے دریافت کرو کیونکہ خداوند کا بڑا غضب ہم پر بھڑکا ہے۔ اس لئے کہ ہمارے باپ دادا نے اس کتاب کی باتوں کو نہ سنا تا کہ جو کچھ اس میں ہمارے لئے لکھا ہے اس پر عمل کرتے۔''(۳۲۹)

یوشی یاہ تورات پر عمل کرتا رہا چنانچہ لکھا ہے: ''اور اس سے پہلے اس کی مانند کوئی بادشاہ نہ ہوا جس نے اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری طاقت سے موسیٰ کی تمام شریعت کے مطابق خداوند کی طرف دھیان لگایا ہو اور نہ اس کے بعد کوئی اس کی مانند برپا ہوا۔''(۳۳۰)

عزرا نے لوگوں کو اس کتاب کی تعلیم دی۔ چنانچہ لکھا ہے: ''دوسرے دن سب لوگوں کے آبائی رئیس اور کاہن اور لاوی عزرا فقیہ کے پاس جمع ہوئے تاکہ شریعت کی باتیں سمجھیں اور انہوں نے شریعت میں وہ لکھا ہوا پایا جس کا خداوند نے موسیٰ کی زبان سے حکم دیا۔''(۳۳۱)

تورات کا مصنف کون ہے؟

تورات (اسفار خمسہ) کو کس نے مرتب کیا؟ اس کا مصنف کون ہے؟ یہ موجودہ شکل میں کیسے آئی؟ اس کے مصنف نے یہ باتیں جو اس کتاب میں درج ہیں' کہاں سے لیں؟ یہ اور اس طرح کے بہت سے سوالات تورات کے ہر قاری کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان تمام سوالات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) کیا تورات کا مصنف موسیٰ ہے؟

(۲) کیا تورات ان دستاویزات کا مجموعہ ہے جو موسیٰ کے زمانے سے قبل اور بعد کی ہیں؟

(۱) کیا تورات کا مصنف موسیٰ ہے؟

''کلام مقدس کی پہلی پانچ کتابیں ''تورۃ'' یا ''توریت'' کے نام سے مشہور ہیں جن کے معنے ''شریعت'' ہیں کیونکہ ان میں موسوی شریعت درج ہے اور ان میں تقریباً تمام قوانین درج ہیں جن پر عمل کرنے سے اسرائیلی قوم خدا کی مہربانیوں کے لائق بن جاتی تھی۔ یہودی اور مسیحی روایات کے مطابق ان پانچ کتابوں کا مصنف خود موسیٰ ہے اور خود خداوند یسوع مسیح اور رسولوں نے ان کی اصلیت تسلیم کی۔''(۳۳۲)

یہودی مسیحی مسلمہ روایات کے مطابق تورات موسیٰ کی تصنیف ہے۔ اس سلسلے میں ان کے محققین کی آراء درج ذیل ہیں۔ "Merit Students

"Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"The Jews traditionally believe that the Pentateuch was written by Moses, who probably lived in the 13th century B.C. and they regard it as the most sacred part of Bible."(۳۳۳)

''یہودیوں کا روایتی یقین ہے کہ پانچ کتب موسیٰ نے لکھیں جو کہ غالباً 13 صدی قبل از مسیح میں تھے اور وہ اسے بائبل کا مقدس ترین حصہ سمجھتے ہیں۔''

"The New Bible Dictionary" میں لکھا ہے:

"For centuries both Judasim and Christianity accepted without question the biblical tradtion that Moses wrote the Pentateuch."(۳۳۴)

''صدیوں تک یہودیت اور عیسائیت نے بلیاتی روایت کو بغیر سوال کے قبول کیا ہے کہ موسیٰ نے پانچ کتب لکھیں۔''

"Peake S. Arthur" کے بقول موسیٰ نہ صرف تورات کے مصنف ہیں بلکہ اس کے قوانین آپ پر وحی کیے گئے۔

"To the later Jews Moses was, and is author of the whole of the Pentateuch, and the revealer of all the laws contained therein."(۳۳۵)

''بعد کے یہودیوں کے نزدیک موسیٰ' تمام پانچ کتب کے مصنف اور اس میں موجود تمام قوانین کے واضح کرنے والے تھے۔''

"The Encyclopedia Americana" کا مقالہ نگار رقمطراز ہے:

"Orthodox Jews and many Christians have

maintained the traditional views, according to which Moses wrote the whole Pentateuch under divine inspiration."(۳۳۶)

''(روایتی) قدامت پسند یہودیوں اور کئی عیسائیوں نے بھی یہی روایتی نقطہ نظر اپنا رکھا ہے۔ جس کے مطابق' موسیٰ نے مکمل پانچ کتب الوہی اثر کے تحت لکھیں۔''

مندرجہ بالا آراء سے معلوم ہوا کہ موسیٰ تورات کے مصنف ہیں۔ یہاں پر غور طلب بات یہ ہے کہ موسیٰ نے اس کتاب کو کن ذرائع سے لکھا۔ آیا یہ ساری کتاب وحی و الہام کے ذریعے لکھی یا کچھ حصہ الہام اور باقی حصہ قدیم دستاویزات اور حقائق کو پیش نظر رکھ کر لکھا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ موسیٰ نے یہ بات الہام الٰہی سے لکھی تو اس پر تورات سے بہت سے دلائل ملتے ہیں کہ آپ کوہ سینا پر خداوند سے ہم کلام ہوئے اور آپ کو احکامات ملے جو الواح کے اوپر لکھے ہوئے تھے۔ آپ نے خدا سے ہم کلام ہونے کے بعد اسے لکھا۔ تورات سے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) ''اور خدا نے ہارون سے کہا کہ بیابان میں جا کر موسیٰ کی ملاقات کر تو وہ گیا اور خدا کے پہاڑ پر اسے ملا اور اسے چوما اور موسیٰ نے خدا کا سارا کلام جس کے ساتھ اس نے اسے بھیجا اور سب معجزات جن کا اس نے حکم دیا تھا' ہارون سے بیان کیے تب موسیٰ اور ہارون گئے اور بنی اسرائیل کے سب لوگوں کو جمع کیا اور ہارون نے ساری باتیں جو خداوند نے موسیٰ سے کہیں تھیں انہیں بتا دیں۔''(۳۳۷)

(ii) ''اور خداوند نے ملک مصر میں موسیٰ اور ہارون سے کلام کر کے کہا۔''(۳۳۸)

(iii) ''اور خداوند نے موسیٰ سے فرمایا کہ یادداشت کے لئے اس کو کتاب میں لکھ کر رکھ۔''(۳۳۹)

(iv) ''اور جب خداوند کوہ سینا پر موسیٰ سے کلام کر کے فارغ ہوا تو اس کو شہادت کی

دولوحیں دیں۔ پتھر کی وہ لوحیں جو خدا کی انگلی سے لکھی گئی تھیں۔"(۳۴۰)

(v) "اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ ان باتوں کو تو اپنے لئے لکھ۔ ان کے موافق میں نے تیرے اور اسرائیل کے ساتھ عہد باندھا ہے اور موسیٰ خداوند کے پاس چالیس دن اور چالیس رات رہا نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا اور اس نے عہد کا کلام دس احکام دو لوحوں پر لکھے۔"(۳۴۱)

(vi) "اور خداوند نے موسیٰ سے کلام کر کے فرمایا کہ ہارون اور اس کے بیٹوں اور تمام بنی اسرائیل سے خطاب کر اور ان سے کہہ کر خداوند نے یہ فرمایا ہے۔"(۳۴۲)

(vii) "تو خداوند نے موسیٰ سے کلام کر کے کہا جماعت سے خطاب کر اور سے کہہ۔"(۳۴۳)

(viii) "یہ وہ باتیں ہیں جو موسیٰ نے اردن کے پار عرابہ میں بحیرہ قلزم کے مقابل فاران اور توفل اور لابان اور حصیرت اور دی ذھب کے درمیان بنی اسرائیل سے کہیں۔"(۳۴۴)

ان داخلی شہادتوں سے ثابت ہوا کہ تورات موسیٰ نے خداوند سے ہم کلام ہو کر اور خداوند کے عطا کردہ قوانین و احکامات کو ترتیب دے کر لکھی بالفاظ دیگر تورات وہ کلام الٰہی ہے جو موسیٰ کے ذریعے لوگوں تک پہنچا۔

"Israel has been given its law through Moses but he is only a mediator, whose role consists in listening to God's communications and then transmititing them to his people."(۳۴۵)

"اسرائیل کو قوانین (شریعت) موسیٰ کے ذریعے پہنچائے گئے۔ لیکن وہ صرف ایک ذریعہ ابلاغ تھے۔ جن کا کردار خدا کے پیغام کو سننا اور پھر لوگوں تک پہنچا

دینا تھا۔"

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ موسیٰ نے خداوند سے ہم کلام ہونے کے ساتھ ساتھ پرانی دستاویزات کو پیش نظر رکھ کر تورات کو لکھا' اسے مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ تورات کی آخری چار کتابیں دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ موسیٰ کے قلم سے لکھی گئیں اور آپ لکھنے کے اہل بھی تھے۔" تب موسیٰ نے خداوند کا سارا کلام لکھا۔"(۳۴۶)

لہٰذا ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ موسیٰ نے اپنے زمانے میں موجود دستاویزات اور حقائق کو جو نسل در نسل چلے آ رہے تھے' قلمبند کیا جس کی واضح مثال کتاب پیدائش ہے جی ٹی منیلی نے لکھا ہے:

"As regards Genesis, Moses wrote chiefly as a compiler. Like other historians, he made use of earlier records which where contemporary with the events that they describe. In many cases he probably acted as translator and interpreter, making the old stories plain for the people of his day."(۳۴۷)

"جیسا کہ پیدائش میں رقم ہے کہ موسیٰ زیادہ تر ایک کتاب کے جامع تھے۔ دوسرے مؤرخوں کی طرح انہوں نے بھی گزشتہ ریکارڈز کو استعمال کیا۔ جو کہ ان واقعات کے ہم عصر تھے جنہیں وہ بیان کرتے۔ کئی جگہوں پر انہوں نے غالباً متراجم یا ترجمان کا کردار ادا کیا اور لوگوں کے لیے پرانی کہانیوں کو آسان بنا کر پیش کیا۔"

خیر اللہ خاں نے اسی بات کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے:

"موسیٰ ان ملفوظات کو محفوظ کرنے کی فکر میں ہوگا جو نسل در نسل چلے آ رہے تھے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہی کہ موسیٰ پیدائش کی کتاب کے مصنف سے زیادہ مؤلف اور مدیر تھا۔ مختلف خاندانوں کے حالات جو تحریروں یا روایات کے ذریعے اس تک پہنچے تھے اس

نے یکجا کر کے حسب موقع ان کی ادارت اور ترجمہ کیا۔ پیدائش کی کتاب تخلیق کی کہانی غالباً خدا سے براہ راست مکاشفہ پا کر لکھی۔"(۳۴۸)

کتاب پیدائش کے متعلق اکثر مفکرین کی یہی رائے ہے کہ اسے موسیٰ نے خود تحریر کیا۔ البتہ اس کتاب میں موسیٰ کا اسے تصنیف کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ جی۔ ٹی منیلی لکھتا ہے: موسیٰ نے کتاب خروج صندوق شہادت کے تیار ہونے اور الواح کے مل جانے کے بعد لکھی اور یہ کتاب خود ہی موسیٰ کو اپنا مصنف قرار دیتی ہے۔

"The book opens in Egypt more than eighty years before the Exodus (vii.7), and ends a year after the Exodus (xi. 2; cf, Nu.i.1) with the setting up of the tebernacle. The date of the Exodus can be determined not only from the Bible itself but from archaeological discoveries, especially from the excavations at Jericho. It took place in the middle of the fifteenth century, probably at the beginning of the reign of Amenhotep II."(۳۴۹)

"یہ کتاب مصر میں خروج سے اسی (80) سال قبل شروع ہوتی ہے (خروج vii-7) اور ایک سال بعد ختم ہوتی ہے۔ (xi, 2efNui-1) عبادت گاہ کے قیام کے ساتھ خروج کی تاریخ کا اندازہ نہ صرف بائبل سے ہوتا ہے بلکہ آثار قدیمہ کی دریافتوں سے بھی ہوتا ہے۔ خاص طور پر فلسطین کے شہر جریکو کی کھدائی سے۔ یہ پندرھویں صدی کے وسط میں ہوا۔ شاید Amenhotep دوئم کے دور کے آغاز سے۔"

خیر اللہ خاں کے مطابق یہ کتاب تیرہویں صدی ق م میں موسیٰ نے لکھی:

"یہودی نقطہ نظر جو یشوع کے وقت سے چلا آ رہا ہے اور جس پر آنخداوند نے مہر تصدیق ثبت کی اور جسے کلیسا نے تسلیم کیا ہے کہ یہ موسیٰ کی تصنیف ہے اور اس

کتاب کی داخلی شہادت سے بھی یہی تاثر ملتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کی تردید میں کوئی معروضی انسانی شہادت فراہم نہیں کی جا سکتی۔ اسے موسیٰ کی تصنیف قرار دینے میں اس کی تاریخ تصنیف پر تخمیناً تیرہویں صدی قبل از مسیح کا اطلاق ہوتا ہے۔"(۳۵۰)

کتاب احبار میں وہ احکامات ہیں جو بنی اسرائیل کے صحرائے سینا میں خیمہ زن ہونے کے دوران انہیں دیئے گئے۔ جی۔ ٹی مینلی اس کے تصنیف کئے جانے کے متعلق لکھتا ہے:

"There is, therefore, no adequate reason to doubt the early date and Mosaic authorship of this book. The section xvii-xxvi., known as the law of holiness (or holiness code), is acknolwedged, even by those who deny the Mosaic authorship, to contain archaic features, some dating it earlier than Deuteronomy."(۳۵۱)

"تاہم موسیٰ کی اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ کے بارے میں شبہ کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ سیکشن 'xvii-'xxvi مقدس قانون یا شریعۃ کو اُن لوگوں نے بھی تسلیم کیا۔ جنہوں نے موسیٰ کی تصنیف ہونے کا انکار کیا تھا۔ کہ اس میں قدیم خصوصیات بھی موجود ہیں۔ کچھ تاریخیں تثنیہ شرع سے بھی قبل کی ہیں۔"

کتاب عدد کے بارے میں گمان ہے کہ یہ میدان موآب میں لکھی گئی۔ "یہ وہ احکام اور قضائین ہیں جن کا خداوند نے بنی اسرائیل کو موسیٰ کی زبان سے موآب کے کھیتوں میں یریحو کے مقابل اردن پار حکم فرمایا۔"(۳۵۲)

تثنیہ شرع کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل میدان موآب میں اسے تصنیف کیا۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے: "اردن کے پار موآب کی سرزمین میں موسیٰ نے اس شریعت کا بیان کرنا شروع کیا۔"(۳۵۳)

"تب موسیٰ موآب کے میدان سے کوہ نبو کی طرف فسجہ کی چوٹی پر یریحو کے مقابل چڑھا ہے۔" (۳۵۴)

اس ساری بحث کا حاصل یہ کہ موسیٰ ہی تورات کا مصنف ہے اور یہی بات یہودیت و عیسائیت کی مسلمہ روایت میں شامل ہے۔ صرف ایک معمولی سی نوعیت کا اختلاف ہے کہ آیا ساری تورات موسیٰ نے خدا سے ہم کلام ہونے کے بعد لکھی یا کچھ حصہ قدیم دستاویزات پر مبنی ہے۔

(۲) کیا تورات ان دستاویزات کا مجموعہ ہے جو موسیٰ کے زمانے سے قبل اور بعد کی ہیں؟

پرانی روایات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ تورات کو موسیٰ نے خود لکھا لیکن دور جدید کے تنقیدی جائزہ اور محتاط مطالعے نے انسان کو اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ اصل معاملہ وہ نہیں جو روایات بیان کرتی چلی آ رہی ہیں۔ تورات کے محتاط تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تورات کسی ایک آدمی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ مختلف زمانوں میں مختلف گروہوں اور لوگوں کی محنت کا ثمر ہے۔ اس بات کی آثار قدیمہ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ تورات کے اسلوب میں وہ باتیں شامل ہیں جو اس کے معرض وجود میں آنے (لکھے جانے) سے پہلے لوگوں کو کسی نہ کسی طرح سے معلوم تھیں بقول "Harrington Wilfrid":

"Archaeology and the history of Near-Eastern peoples have shown that many of the laws and institutions of the Pentateuch have extrabibilical parallels that are much earlier than the date attributed to the "documents".

(۳۵۵)

''آثار قدیمہ کے متعلق اور مشرق قریب کے لوگوں کی تاریخ نے ظاہر کیا ہے۔ تورات کے کئی قوانین اور ضابطے اضافی بلیائی کے متوازی ہیں جو کہ ''صحیفہ'' سے منسوب کی جانے والی تاریخ سے بہت پہلے کے ہیں۔''

جدید نقادوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ تورات موسیٰ کی تصنیف نہیں بلکہ یہ کتاب ان دستاویزات کا مجموعہ ہے جن کو لوگ زمانہ موسوی سے قبل جانتے تھے۔ یہ دستاویزات مختلف فن پاروں، نثر اور شاعری کی شکل میں لوگوں میں مقبول تھیں۔ چنانچہ ''دی سینچری بائبل'' میں لکھا ہے:

"The Pentateuch was not an original work written throughout in the same period by a single author. It was a compilation from earlier works, some of which were themselves compilations from still earlier works."(۳۵۶)

''تورات اس دور میں کسی ایک مصنف کا لکھا گیا اصل کام نہیں تھا۔ یہ پہلے کاموں کا مجموعہ تھا جس میں کچھ ان سے بھی قبل کے کاموں کا مجموعہ تھا۔''

یہ ذرائع جو نظموں اور نثر کی شکل میں لوگوں میں مقبول تھے بعد میں ان کو مقدس قرار دے کر تورات میں شامل کر دیا گیا۔ ان میں بعض نظمیں اور واقعات سبق آموز تھے جن کو معاشرے میں اعلیٰ مقدس مقام حاصل تھا۔

"The Old Testament, as we now have it, is the result of a long literary process in which compilers and editors had a large share." (۳۵۷)

''عہد نامہ عتیق (قدیم) جو اب موجود ہے ایک لمبے ادبی طریقے کا نتیجہ ہے۔ جس میں مجموعہ نگاروں اور ایڈیٹروں کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔''

لوگ اپنے بچوں کو ان کی تعلیم دیتے تھے اور عبادت کے طور پر عام قصہ گو

لوگوں سے ایسے قصے احتراماً سنتے اور نصیحت حاصل کرتے۔ "Danie Couy" کے بقول:

"Everything else was handed on by word of mouth. Parents would tell their children stories of the founders of their race, priests would pass on to their successors the laws of worship and ritual, wandering story-tellers would retail histories of great events in the past.(۳۵۸)

''اس کے علاوہ سب کچھ زبانی کہانیاں آگے پہنچائی گئیں۔ والدین اپنے بچوں کو ان کی نسل کے بانیوں کے بارے میں کہانیاں سنایا کرتے۔ پادری اپنے جانشینوں کو مذہبی اور پوجا کے قوانین پہنچاتے۔ کہانیاں سنانے والے ماضی کے اہم واقعات کی تاریخ ساز کہانیاں سناتے۔''

یہ مقدس خیالات لوگوں تک نسل درنسل پہنچے۔ "Funk and Wagnalls New Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"Virtually all the books went through a long history of transmission and development before they were collected and canonized. .... For most Old Testament books it was a long journey from the time the first words were spoken or written, to the work in its final form. That journey usually involved many people, such as storytellers, authors, editors, listeners and readers."(۳۵۹)

''حقیقت میں تمام کتابیں ایک لمبی اور منتقلی کی تاریخ اور بہتری کے عمل سے گزریں...... بہت سی عہد نامہ عتیق کی کتابوں نے پہلے لکھے اور بولے گئے الفاظ سے

لے کر اختتامی کام تک ایک لمبا سفر طے کیا۔ اس سفر میں بہت سے لوگ شامل رہے۔ جیسا کہ کہانی سنانے والے' مصنف' ایڈیٹرز' سامعین اور پڑھنے والے۔"

تورات کے تضادات اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ صحائف لوگوں نے زمانوں اور مختلف جگہوں پر لکھے یا جمع کیے۔ زمانے اور جگہ مختلف ہونے سے ان میں رابطہ نہ رہا جس سے یہ تضادات پیدا ہوئے۔ بقول "Rowley H.H":

"These alterations and joints are usually attributed to the Redactor and it should occasion no surprise that the compiler or Redactor has left some traces of his own work."(۳۶۰)

"یہ تحریف اور تغیر و تبدل تدوین کرنے والوں سے منسوب کی جاتی ہیں اور اس میں کوئی حیران کن پہلو نہیں کہ ان تدوین کرنے والوں اور جمع کرنے والوں نے اپنے کام کے کچھ نقوش چھوڑے ہوں۔"

چونکہ یہ کتاب پرانے لٹریچر سے مرتب کی گئی جس میں سبق آموز واقعات و حالات درج تھے۔ اسے مرتب کرنے کے لئے نہ صرف عبرانی بلکہ غیر عبرانی لٹریچر سے استفادہ کرتے ہوئے اسے تحریر کیا تالمود میں لکھا ہے:

"Hence the Bible is not merely a part of Hebrew literature but the whole of that literature from its beginnings down to about 200 B.C."(۳۶۱)

"تاہم بائبل محض عبرانی ادب کا حصہ نہیں بلکہ اپنی ابتداء سے 200 قبل مسیح تک ایک مکمل ادب ہے۔"

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ زمانے کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ جگہوں اور اشیاء کے ناموں میں تبدیلی آجاتی ہے۔ سماجی تبدیلی کے زیر اثر رسم و رواج بدل جاتے

ہیں۔ باالفاظ دیگر زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ پورے ماحول میں تبدیلی (اگرچہ جزوی یا کلی ہو) ضرور واقع ہوتی ہے۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے جب تورات کا باریک بینی سے مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ تورات جس ماحول کی بات کرتی ہے اور جس ماحول میں یہ مرتب ہوئی۔ ان دنوں زمانوں میں خاصا فرق ہے۔ تورات میں بعض ایسے اسماء اور جگہوں کا ذکر ہے جو اس کے لکھے جانے کے بعد کے ہیں۔

"Furthermore many narratives in the Pentateuch presuppose a milieu which is not that of the "document's" is quite older."(٣٦٢)

''مزید برآں تورات کی بہت سی عبارتیں جو اُس معاشرتی ماحول کو ظاہر کرتی ہیں وہ اُس ''تحریر نامہ'' کا حصہ نہیں بلکہ اُس سے بھی پرانی ہیں۔''

تورات میں ایسے ناموں کا موجود ہونا جن کا تعلق اس دور سے نہیں ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے مختلف زمانوں میں لوگ مرتب کرتے چلے آئے۔ جس کی وجہ سے تضادات پیدا ہوئے۔ اسی لئے جدید نقادوں نے تورات پر زبردست تنقید کی اور لکھا ہے کہ یہ نہ صرف پرانے لٹریچر سے مرتب کی گئی بلکہ اسے کسی عام کہانی نویس کا کام قرار دیتے ہیں جس نے انتہائی سادگی سے یہ سب کچھ لکھ ڈالا ہے۔ "Rowley H.H" کے الفاظ میں:

"The book of Deuteronomony is characterized by a rhetorical and ortatory style and by a whole series of oftrepeated phrases. Other parts of the pentateuch scattered through the first four books, have a dry and formal style, marked again by many characteristic expressions and by frequent repetitions. There are yet

other passages whose simple and artless style reveals the unsurpassed art of the story-teller."(۳۶۳)

''کتاب تثنیہ شرع کا طرز خاصا زبانی اور تحریری ہے اور بار بار دہرائے جانے والے جملے ہیں۔تورات کے دوسرے حصے پہلی چار کتب میں بکھرے پڑے ہیں اور وہ خشک اور خاص (فارمل) طرز رکھتے ہیں۔ جو کہ ایک بار پھر خصوصی اظہار اور مسلسل دہرانے کا انداز رکھتے ہیں۔مزید کچھ ایسے عام اور سادہ پیرے ہیں جو کہانی بیان کرنے والے کا بے مثال طرز تحریر ظاہر کرتے ہیں۔''

ان حقائق کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اصل معاملہ وہ نہیں جو روایات بیان کرتی ہیں کہ تورات موسیٰ کی تصنیف ہے۔جدید تنقید ان روایات کی نفی کرتی ہے۔ چنانچہ اکثر محققین نے واضح طور پر لکھا ہے حضرت موسیٰ تورات کے مصنف نہیں۔

"K.G Nörman" کے بقول:

"One of the certain results of modern Bible study has been the discovery that the first five books of Old Testament were not written by Moses. The present Pentateuch was constructed from anonymous sources only at a relatively late date."(۳۶۴)

''جدید بائبل کے مطالعہ کے کچھ یقینی نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ عہد نامہ عتیق کی پہلی پانچ کتب موسیٰ نے نہیں لکھیں۔موجودہ پانچ کتب گمنام (بے عنوان) ذرائع سے مقابلتاً تاخیر سے بنائی گئیں۔''

بقول "Overton Basil" تورات مختلف لوگوں کی محنت کا ثمر ہے۔

"The theory holds that the Pentateuch is the product of various writers who lived many hundreds of

years after Moses is supposed to have lived. It is affirmed that fragments of writings were complied by various editors into what we call the Pentateuch. The fragments are supposed to have been written by various writers."

(۳٦۵)

''یہ نظریہ کہتا ہے کہ تورات مختلف مصنفین کی تخلیق ہے۔ جو کہ موسیٰ کے زمانے سے سینکڑوں سالوں بعد تک زندہ تھے۔ یہ بات مستند ہے کہ تصنیف کے یہ حصے (ٹکڑے) مختلف ایڈیٹروں نے جمع کیے جن کو ہم پانچ کتب (پینٹا ٹیوک) کہتے ہیں۔ یہ مختلف ٹکڑے (حصے) مختلف مصنفین کے لکھے ہونے کا امکان ہے۔''

''دی انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بائبل انسائیکلوپیڈیا'' کا مقالہ نگار بھی موسیٰ کو تورات کا مصنف قرار نہیں دیتا:

"Mosaic authorship was out of the question - the man Moses was practically turned into a handy cipher that the real biblical writers had created and used. The claim of Mosaicity in some parts of the Pentateuch were neglected and the canonical and extracanonical tradition of Mosaic authorship was considered totally inaccurate."(۳٦٦)

''موسیٰ کی تصنیف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ موسیٰ نے عملی طور پر عمدگی سے حقائق بتائے جن کو اصلی بائبل مصنفین نے استعمال کیا۔ تورات کے کچھ حصوں کی موسیٰ کی تصنیف ہونے کا دعویٰ مسترد کر دیا گیا اور موسیٰ کی تصنیف کے بارے میں قانونی اور غیر قانونی روایت مکمل طور پر غلط تھی۔''

تورات پر بابلی تہذیب کے گہرے اثرات ہیں اور یہ اسیری بابل کے دوران

لکھی گئی ہے۔ چنانچہ "The New Popular Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"After the building of the temple, they were placed by Solomon in it. On the capture of Jerusalem by Nebuchadnezzar, the autographs probably perished but numerous copies were preserved as in inferred from allusions in writers subsequent to the Babylonish captivity."(٣٦٧)

"گرجا کی تعمیر کے بعد سلیمان نے انہیں وہاں رکھ دیا۔ بیت المقدس پر بابلیون کے بادشاہ کے قبضہ کے بعد اس قلمی مسودہ کو ختم کر دیا گیا۔ لیکن بے شمار کاپیوں کو محفوظ کر لیا گیا۔ جو کہ بابلونی قبضہ کے بعد مصنفین کے خیالات میں ظاہر ہوئے۔"

مندرجہ بالا آراء سے ثابت ہوا کہ تورات موسیٰ کی تصنیف نہیں۔ اسے لوگوں نے مختلف لٹریچروں سے مرتب کیا۔ یہ کتاب کتنے عرصے میں مرتب ہوئی' اس کے متعلق محققین لکھتے ہیں:

"Modern scholars think it was based on early material but written much later, from the 9th century B.C. to 10th century B.C."(٣٦٨)

"جدید مفکرین کا خیال ہے کہ یہ بہت پہلے کے مواد پر مشتمل ہے۔ مگر بہت دیر سے لکھا گیا تھا۔ نویں صدی قبل مسیح سے دسویں صدی قبل مسیح تک۔"

"دی ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا" کے مقالہ نگار کے بقول:

"But the books themselves do not say Moses was the author. Scholars believe that the Law began as oral

literature and was written down following the reign of King David-that is after about 1000 B.C."(۳۶۹)

''لیکن کتابیں بذات خود اس بات کی گواہ ہیں کہ موسیٰ مصنف نہیں تھے۔ مفکرین کا خیال ہے کہ شریعت (قانون) زبانی ادب کی طرح شروع ہوتی اور اسے بادشاہ داؤد کے دور میں ۱۰۰۰ قبل مسیح کے بعد لکھا گیا۔''

"Every-man's Encyclopaedia" کا مقالہ نگار رقمطراز ہے کہ یہ ۴۰۰ (ق م) میں لکھی گئی۔

"The law consisted of the Pentateuch five Books of Moses. It reached its final form about the time of Ezra or soon after (400 B.C.).''(۳۷۰)

''شریعت (قانون) موسیٰ کی پانچ کتب پر مشتمل تھی۔ یہ اپنی حتمی شکل کو عزرا کے وقت سے لے کر 400 قبل مسیح کے فوراً بعد تک پہنچا۔''

"Encyclopedia of Library and Information Science" کا مقالہ نگار بھی اس کی تائید کرتا ہے:

"There was for example, the Samaritan Pentateuch which dated as far back as 400 B.C. When the Torah was accepted as inspired scripture."(۳۷۱)

''مثال کے طور پر سامری تورات جو کہ 400 قبل مسیح تک تھی۔ جب توراۃ کو ایک مخصوص آسمانی صحیفہ مانا گیا۔''

حاصل بحث یہ کہ ہم نے دونوں طرف کے دلائل بیان کئے ہیں کہ آیا موسیٰ نے اس کتاب کو مکاشفہ الٰہی کے بعد اور سابقہ دستاویزات کی روشنی میں لکھا یا موسیٰ کی تصنیف نہیں بلکہ لوگوں کی مسلسل کئی سالہ محنت کا نتیجہ ہے۔ اس صورت حال میں ہم نہ تو

اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہیں اور نہ اس کا انکار کر سکتے کہ موسیٰ اس کے مصنف نہیں، بہت سے کلیسائی بزرگوں، مسیحی علماء اور یہودی مصنفین کے دلائل اس کے حق میں موجود ہیں جو اسے مکمل طور پر موسیٰ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ یہودی نقطہ نظر کے مطابق تثنیہ شرع کے آخری باب جس میں موسیٰ کے وصال و تدفین کا ذکر ہے، اسے چھوڑ کر باقی تورات موسیٰ نے خود لکھی۔ "Robertson Smith" کے الفاظ ہیں:

"The idea that Moses is author of the whole Pentateuch except the last chapter of Deuteronomy is derived from the old Jewish theory which we found in Josephus that every leader of Israel wrote down by divine authority the event of his own time, so that the sacred history is like a day-book constantly written up to date."

(۳۷۲)

''یہ نظریہ کہ موسیٰ تمام تورات کے مصنف نہیں ماسوائے تثنیہ شرع کے آخری باب کے یہ یہودی نظریہ سے اخذ کیا گیا۔ یہ نظریہ قصہ یوسف میں ملتا ہے کہ اسرائیل کے تمام لیڈر اور راہنما اپنے وقت کے تمام واقعات قدرتی طاقت کے تحت خود ہی لکھا کرتے تھے، لہٰذا یہ مقدس تاریخ تک ایک روزنامچہ کی طرح مسلسل آج تک لکھی گئی۔''

"Adders. G" بھی اسی موقف کی تائید میں لکھتا ہے:

"We there fore assume that the last chapter of Deuteronomy was written by an author who lived after Moses had been taken away."(۳۷۳)

''تاہم ہم فرض کرتے ہیں کہ تثنیہ شرع کا آخری باب ایک ایسے مصنف نے لکھا جو موسیٰ کے بعد تھا اور اسے اپنے ساتھ ہی لے گیا۔''

جب کہ بعض یہودیوں کا یہ نقطہ نظر ہے کہ پوری تورات موسیٰ کی تصنیف ہے حتیٰ کہ خدا نے موسیٰ کو ان کی موت کی تفصیل بتا دی تھی اور انہوں نے یہ تفصیلات خود لکھیں۔

"The suggestion of some Jewish scholar that Moses wrote these concluding verses through prophetic ability."(۳۷۴)

''بعض یہودی مفکرین کا نظریہ ہے کہ موسیٰ نے یہ اختتامی آیات خود نبوت کی قابلیت سے لکھیں۔''

پس یہود کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ تورات کو خود موسیٰ نے تحریر کیا۔ یہاں پر پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کلیسائی بزرگ، مسیحی علماء اور محققین و مورخین تورات کو موسیٰ کی تصنیف کیوں نہیں قرار دیتے۔ اس سوال کا جواب ان لوگوں کے پاس یہ ہے کہ عہد عتیق بشمول تورات زمانے کے ساتھ نسل درنسل فقہاء اور علماء کے ذریعے زبانی یا تحریری حالات میں اپنی ارتقائی منازل طے کیں۔ علماء نے تورات (عہد عتیق) کو انتہائی محتاط انداز میں پڑھا اور نہ صرف غلطیوں کی نشاندہی کی بلکہ ان کو درست کیا۔ ان علماء کو سوفریم کہا جاتا ہے جو ۵۰۰ ق۔م سے ۱۰۰ بعد از مسیح کے درمیان ہوئے۔

"The period of early Sopherim may be considered to have extended from about 500 B.C. to 100 A.D."(۳۷۵)

''اوائل سوفریم کا دور 500 ق م سے 100 ب م تک پھیلا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔''

ان علماء کی محنت و کاوش کے بعد یہ کتاب اغلاط سے پاک ہوئی اور اس کو کلام الٰہی قرار دیا گیا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تورات کا مصنف موسیٰ خود نہیں ہے۔ ''دی انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بائبل انسائیکلوپیڈیا'' کے مقالہ نگار کے بقول:

"It is the word of God in human words that

numerous hands have worked on to record, preserve and pass on. Some signs of compilation and growth are evident, as are clear signs of literary arrangement."(۳۷۶)

"یہ خدائی کلمات انسان کے الفاظ میں تھے۔ جن کو بہت سے ہاتھوں نے جمع کرنے کا کام کیا' محفوظ کیا اور آگے بھیج دیا۔ ان کے جمع کرنے اور آگے بڑھانے کے کچھ ثبوت واضح ہیں اور یہ ادبی ترتیب کے واضح ثبوت ہیں۔"

"Reid J.K.S." لکھتا ہے کہ تورات موسیٰ کی تخلیق نہیں بلکہ خدا کے الفاظ ہیں جن کو موسیٰ نے تحریر کیا۔

"Moses was not at all the autor of law or Psalms, but that he was only a scribe or secretary under the mouth of God. Thus just as a secretary will write what is given him. So it is precisely declared here that Moses wrote what he received from God, and not what he fabricated in his own head."(۳۷۷)

"موسیٰ ہرگز شریعت قانون یا زبور کے مصنف نہیں تھے۔ بلکہ وہ صرف خدا کے ایلچی یا نائب تھے۔ لہٰذا جس طرح نائب سے جو لکھوایا جاتا ہے وہی لکھے گا۔ اسی طرح یہاں یہ انتہائی حقیقت بیان کی جاتی ہے کہ موسیٰ نے وہی لکھا جو خدا سے وصول کیا یا سنا نہ کہ اپنے ذہن سے کچھ تخلیق کیا۔"

بہر حال اس کتاب کو شریعت موسوی ہی کہا جاتا ہے اور موجودہ شکل موسیٰ کے زمانے کے بہت بعد اختیار کی کیونکہ آپ کے بعد اس میں بہت اضافے ہوئے جس کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ موسیٰ از خود ساری کتاب کا مصنف نہیں لیکن یہود اور عیسائیت کی مسلمہ روایت کے مطابق موسیٰ ہی اس کے مصنف ہیں۔

تدوین تورات اور آثار قدیمہ

آثارِ قدیمہ سے مراد "قدیم اشیاء کا مطالعہ"

"The word archeaology means literarlly a study of ancient things."(۳۷۸)

"لفظ آرکیالوجی کا لفظی مطلب (آثارِ قدیمہ) پرانی چیزوں کا مطالعہ ہے۔"

علم آثار قدیمہ ایک سائنس ہے جس کی بنیاد آثار قدیمہ کی دریافت' ان کی تشریح و تعبیر اور قدیم مسلوں (ریکاڈ) کے تنقیدی جائزے پر ہے۔

"General archaeology as a science based on the excavation deciphering and critical evaluation of records of the past is a perennially fascinating subject."(۳۷۹)

"علم آثار قدیمہ (آرکیالوجی) ایک سائنس ہے جس کی بنیاد کھدائی اور ماضی کے دائمی (سالوں کے ریکارڈ) کا تنقیدی جائزہ ہے جو ایک دلکش موضوع ہے۔"

علم آثار قدیمہ کا جو شعبہ بائبل سے تعلق رکھتا ہے اسے "Biblical Archaelogy" کہا جاتا ہے۔

"The term biblical archaeology refers to archaeological investigations that serve to clarify, enlighten and enhance the biblical record." (۳۸۰)

"Bibical آثارقدیمہ کی اصطلاح کا مطلب آثار قدیمہ کی تحقیق جو کہ Bibical مسلوں (ریکارڈ) کو واضح' روشن اور آگے بڑھاتا ہے۔"

"Thompson J.A." لکھتا ہے:

"Biblical archaeology has all the fascination of the

science of archaeology, which seeks to unravel the story of the past ages by digging up their material remains." (۳۸۱)

"Biblical آثار قدیمہ سائنسی آثار قدیمہ جیسی تمام خوبیاں رکھتی ہے جو کہ بقیہ جات کو کھود کر ماضی کی داستانوں سے پردہ کشائی کرتی ہے۔"

قدیم مسلوں کی کھدائی، اور دریافت' ان کی تشریح و تفسیر اور تنقیدی جائزہ ایک ایسا موضوع ہے جو اپنی مخصوص دلچسپی اور دلفریبی کے باعث بہت سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کر رہا ہے۔ پرانے زمانے کی باقیات کی مطالعہ نے بائبل کی صحت و صداقت کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ "Unger F. Mersill" لکھتا ہے:

"It is no exaggeration to say that on the human side and as far as its historical and linguistic aspects are concerned, the Old Testament has become a new book as archaeology had made it more understandable setting it against the illuminating back-ground of its environment and by correlating it with the life and customs out of which it sprang:"(۳۸۲)

"یہ کہنا مبالغہ آرائی نہ ہوگا۔ کہ انسانی لحاظ سے اور جہاں تک اس کے تاریخی اور زبان کے پہلوؤں کا تعلق ہے۔ عہد نامہ عتیق ایک نئی کتاب بن چکی ہے۔ جیسا کہ آثار قدیمہ نے اس کے پس منظر کو روشن کر کے اور اسے اُن روایات سے منسلک کر کے جہاں سے یہ ابھری تھی اسے زیادہ قابل فہم بنا دیا ہے۔"

آثار قدیمہ سے متعلق تحقیقات کا آغاز سب سے پہلے پندرھویں صدی عیسوی میں اٹلی سے ہوا۔ جب یونانی تاریخی عمارتوں کی کھدائی کرائی گئی۔ پھر اٹھارویں صدی عیسوی میں منظم طریقے سے یونان اور اٹلی میں کام شروع کیا گیا۔

"Modern archaeological excavation may be said to have begun with the first organized work at Herculaneum (1738), and Pompeu (1748), and modern comprative archaeology may be dated from the epochmaking researches of J.J. Winckelmann (1717-68) in the history of Graeco-Roman art."(۳۸۳)

''جدید آرکیالوجی (آثار قدیمہ) کی کھدائی شاید ہرکولینیئم (1738) اور پومیو (1748) کے منظم کام سے شروع ہوئی اور جدید تقابلی آثار قدیمہ کی تاریخ غالباً یونانی رومن فن کی تاریخ جے جے ونیکلمین (1717-68) کی تحقیقات سے شروع ہوئیں۔''

بیسویں صدی عیسوی میں آثار قدیمہ سے متعلق تحقیقات زیادہ تیزی سے شروع ہوئیں۔ اس طرح کھدائی کے بعد جو اشیاء ملیں انہوں نے جہاں عہد عتیق کی تصدیق کی وہاں تورات کو سمجھنے میں بھی بہت زیادہ مدد ملی ہے۔

کتاب پیدائش اور آثار قدیمہ

کتاب پیدائش کے واقعہ ''تخلیق کائنات'' کی آثار قدیمہ سے ملنے والی تختیوں سے تصدیق ہوئی ہے۔ ڈاکٹر کے ایل ناصر لکھتا ہے:

''حالیہ سالوں کے دوران بابل' نینوا' نپورا اور آشور کے کھنڈرات سے تختیاں ملی ہیں جن کا تعلق ابرہام سے بیشتر کے زمانہ سے ہے۔ ان پر مختلف صورتوں میں تخلیق کائنات کی داستان لکھی ہوئی ہے جو حیرت ناک طور پر پیدائش کی کتاب میں مندرج ''نغمہ تخلیق'' سے مطابقت رکھتی ہیں۔''(۳۸۴)

تخلیق کائنات سے متعلق پرانی کہانیوں کا بھی آثار قدیمہ سے پتہ چلا ہے۔ ''دی ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا'' میں لکھا ہے:

"Modern archaeological discoveries suggest that some of the oldest stories in Genesis may date back to the 2000 B.C."(۳۸۵)

''جدید آثار قدیمہ کی دریافتیں بتاتی ہیں کہ ''پیدائش'' کی کچھ پرانی (قدیم) ترین کہانیوں کی تاریخ 2000 ق م ہو سکتی ہے۔''

گلگامش کے بابلی قصص کے حصے میں بھی طوفان نوح کا ذکر تفصیل سے ملا ہے۔

"Of all ancient traditions which bear upon the Old Testament the Babylonian Flood story as incorporated in the Epic of Gilgamesh manifests the most striking and detailed similarity to the Bible. The Sumerian Nooh, Ziusudra, appears in the Babylonian translation of his name as Utnapishtim "Day of Life."(۳۸٦)

''تمام پرانی روایات جو کہ عہد نامہ عتیق' بابلونین سیلاب کی کہانیوں پر مشتمل تھیں۔ جیسا کہ گلگامش کی کہانی میں بائبل جیسی حیران کن مماثلت ملتی ہے۔ سامری' نوح' زیوسدرا' بابلونین ترجمہ میں Utnapishtim ڈے آف لائف کے نام سے ظاہر ہوئی۔''

ڈاکٹر کے ایل ناصر لکھتا ہے:

''برٹش میوزیم کے جارج سمتھ کو نینوا میں اسور بنی پال کی لائبریری کی کچھ تختیاں ملیں۔ ان پر درج سیلاب کا بیان عجیب طور سے بائبل مقدس کے بیان سے مماثلت رکھتا ہے۔ یہ بیان ان قدیم تختیوں سے نقل کیا گیا تھا جن کا تعلق ''اُر'' کے پہلے خاندان کے دور حکومت سے تھا۔ یہ دور ابرہام اور طوفان کے درمیانی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ بعد میں اور بہت سی قدیم تختیاں دریافت ہوئیں۔ ان میں یہ الفاظ بار بار آئے

ہیں۔''طوفان''''طوفان سے پہلے کا زمانہ''''طوفان سے پہلے کی تحریریں۔''(۳۸۷)

اُر' کیش اور وادی فرات کے جتنے مقامات کی کھدائی ہوئی' وہاں سے ریت کی ایسی تہیں اور ملبے ملے جو واضح کرتے ہیں کہ یہ دریا کی عام طغیانی سے ایسا نہیں ہوا بلکہ کسی بڑے طوفان کا نتیجہ ہے۔ڈاکٹر کے ایل ناصر کے بقول:

''ڈاکٹر سٹیفن لینگڈن کی سربراہی میں فیلڈ میوزیم آکسفورڈ یونیورسٹی کی مشترکہ مہم نے کھنڈرات کیش کی نچلی تہہ میں سے پانچ فٹ موٹی تہہ دیکھی اور کہا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی عظیم طوفان کا کارنامہ ہے۔ یونیورسٹی آف پنسلوانیا کے ڈاکٹر ایرک سمتھ نے بابل اور اُر کے درمیان واقع فارہ کے مقام کی کھدائی ۱۹۳۱ء میں کروائی۔ اس سے جو آثار ظاہر ہوئے وہ بھی کسی بڑے طوفان کی نشاندہی کر رہے تھے۔''(۳۸۸)

دور ابراہیم سے پہلے کے چند بادشاہوں اور بابل کے پہلے خاندان کے چھٹے بادشاہ حمورابی کا ذکر بھی کھدائی سے ملا ہے۔ چنانچہ جی ٹی منیلی لکھتا ہے:

"Coming nearer to the days of Abraham the inscriptions supply dated lists of the kings of Babylon and other cities. The sixth king of the first dynasty in Babylon was Hammurabi whom Wooley and other authorities identify with the Amraphel of Gn. xiv (Hammurapi-el). Apart from this identification, the monuments and excavations give us a fairly clear picture of Ur of the Chaldees and the wider world of the day."(۳۸۹)

''ابراہیم کے نزدیکی دور کی دستاویزات' بلون اور دوسرے شہروں کی فہرست فراہم کرتے ہیں۔ بلان میں پہلے شاہی خاندان کا چھٹا بادشاہ حمورابی تھا۔ جیسے وُولی اور

دوسرے حکمرانوں نے امرافل سے تشبیہ دی ''پیدائش 14 '' (حمورابی۔ ایل) اس کی مطابقت سے قطعہ نظر نوادرات اور بقیہ جات ہمیں اُر آف چلڈیس کی واضح تصویر پیش کرتے ہیں اور اُن دنوں کی مزید وسیع دنیا کی تصویر ملتی ہے۔''

ابراہیم کا آبائی وطن ''اُر'' تھا جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ اس مقام کا تعین ۱۸۵۴ء میں ہوا اور کھدائی کے بعد واقعتاً ''اُر'' دریافت ہوا۔

"Even the site of the famous Metropolis was unknown until 1854 when J.E. Taylor excavated briefly at Tell Mukayyar, 150 miles northwest of the Persian Gulf and identified it as Ur."(۳۹۰)

''یہاں تک کہ مشہور میٹروپولس کی جگہ 1854 تک غیر معروف تھی۔ جب جے ای ٹالر نے مکایار میں مختلف بقیہ جات نکالے۔ جو کہ خلیج فارس 150 میل شمال کی جانب ہے اسے اُر قرار دیا۔''(۳۹۱)

کتاب خروج اور آثار قدیمہ

کتاب خروج میں شہر پتوم اور رعمسیس کا ذکر ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ نے ان شہروں کو دریافت کیا جس سے کتاب خروج کی تصدیق ہوتی ہے۔ کے ایل ناصر رقمطراز ہے:

''قدیم ماہرین میں سے سوئزرلینڈ کے ڈاکٹر ای ناویل (E. Naville) نے ۱۸۸۳ء میں مصر کے ڈیلٹا کے ایک شہر طل ال مضخوتہ کی کھدائی کی اور اس کو پتوم سے منسوب کیا اور اس کو اس مقام سے ایسے کتبے ملے جن پر لفظ پی۔تم (PI-TUM) مرقوم تھا جبکہ رعمسیس کو تانیس سے منسوب کیا گیا۔ تانیس کی کھدائی پیری مانٹ (PERRE-MONTET) کی زیر سرکردگی کی گئی۔ وہ بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہے

کہ تانیس ہی بائبل کا رعمسیس ہے۔ ان دونوں شہروں کے دریافت ہو جانے سے یہ حقیقت تو واضح ہو گی کہ خروج کی کتاب کے مصنف نے کسی فرضی شہر کا نام نہیں لکھا اور جدید دریافتوں نے بائبل کے بیان کردہ واقعہ کی تائید و تصدیق کر دی ہے۔"

ماہرین آثار قدیمہ نے خروج میں مذکورہ شہروں کو دریافت کیا ہے۔ چنانچہ "Millar Burrous" لکھتا ہے:

"According to Exodus 1:11, the Israelites were compelled to do hard labour for one of the Pharaohs and they built for Pharaoh store-cities, Pitkom and Raamses. "Both of these cities have been identified and excavated." (۳۹۲)

"خروج (1 11) کے مطابق اسرائیلی کسی ایک فرعون کے پاس سخت مشقت کرنے پر مجبور تھے اور انہوں نے فرعون کے لیے شہر بنائے۔ پتکام اور رامس۔ یہ دونوں شہر پہنچانے گئے اور بقیہ جات تلاش کیے گئے۔"

آثار قدیمہ سے خروج کی تاریخ کا تعین بھی ہوتا ہے:

"If we base our computation on the Theiel's chronology (he assingns 931 B.C. as the date of the division of the monarchy) we find that the fourth year of Soloman's forty-year reign was 967 B.C. and the exodus the efore took place in 1447."(۳۹۳)

"اگر ہم اپنے اعداد و شمار کو تھیلیس کی تاریخی فہرست پر بنیاد بنائیں ٥٠ 931 ق م کو بادشاہت کی تقسیم قرار دیتا ہے)۔ تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سلیمان کے چالیس سالہ دور کا چوتھا سال 967 ق م تھا اور خروج 1447 میں واقع ہوا۔"

کتاب خروج میں جس فرعون کا ذکر ہے آثار قدیمہ سے اس کی بھی تصدیق ہوئی ہے۔

''موسیٰ کی پرورش یا تو تو تمس سوم یا رعمسیس دوم کے عہد میں ہوئی اور موسیٰ یا تو ایمن ہوطپ دوم یا مرنفتاح کے عہد میں بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے' حقیقت کچھ بھی ہو ان چاروں کی حنوط شدہ لاشیں دریافت ہو چکی ہیں اور ہم موسیٰ کے زمانہ کے فرعون کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ وہی فرعون ہے جس کے ساتھ موسیٰ نے روبرو مکالمات کئے تھے۔''(۳۹۴)

کتاب احبار' عدد' تثنیہ شرع

ان کتب میں مذکور واقعات کے متعلق آثار قدیمہ کے ماہرین نے اتنا کچھ نہیں بتایا جتنا پیدائش اور خروج کے متعلق معلومات ملی ہیں۔ تاہم ماہرین اپنی سعی میں مصروف ہیں۔ کتاب احبار میں مذکور قربانیوں اور تثنیہ شرع میں مذکور حوری قوم کے متعلق کچھ معلومات ملی ہیں' جی ڈ/منیلی لکھتا ہے:

"Light from a different angle has been shed on the conditions prevailing on the northern border of Canaan at the time of the Hebrew occupation by discoveries at Ras Shamra (near the Syrian coast) Nuze (east of the Tigris) and elsewhere. These have revealed the existence of a race known to the Egyptians as Hurri and appearing in the Bible as Horites."(۳۹۵)

''کنعان کے شمالی سرحد پر موجود حالات پر مختلف زاویے سے روشنی ڈالی گئی۔ عبرانی قبضہ کے وقت راس شمرہ (شام کے ساحل کے قریب) اور نوزی (تگرس کے

مشرق) اور مصری' حوری کے نام سے جانتے تھے اور انہیں بائبل میں حورایت کہا گیا۔"

کے ایل ناصر کے بقول: "امریکن سکول آف اورنٹیل ریسرچ اور برٹش سکول آف آرکیالوجی کے ماہرین نے بحیرہ مردہ کی راہ پر یروشلم سے شمال مشرق اور عمان سے ۶۴ کلومیٹر جنوب کھدائی سے ایسی معلومات حاصل کی ہیں جن سے کتاب گنتی باب ۲۱: ۳۰ اور باب ۲۲: ۱ آیات کی تصدیق ہوتی ہے۔"(۳۹۶)

تورات میں مذکور شہر اور آثار قدیمہ

تورات میں جن شہروں کا ذکر ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ نے کھدائی کر کے اکثر شہروں کو دریافت کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر فرضی نہیں ہیں۔ ان میں سے چند ایک وں کا ذکر گزر چکا ہے۔ تورات میں مذکور تمام شہروں کا ذکر طوالت کا باعث بنے گا۔

"The Illustrated Bible Dictionary" میں لکھا ہے:

"It is to be expected that such inscriptions especially those from Egypt, Assyria and Babylonia which can be closely dated, will be of much value in comparison with the documents preserved in th Old Testament."(۳۹۷)

"یہ بھی متوقع ہے کہ ان تختیوں پر خاص طور پر مصر' شام اور بابلونیا سے جو کہ قریب قریب فاصلہ پر تھے۔ عہد نامہ عتیق میں محفوظ صحیفے کے ساتھ موازنہ کرنے کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔"

"Grolier Academic Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"By the early 1900's American, German and French archaeological teams also had excavations in Palestine directed primarily toward those cities mentioned in the

Bible. Pre-world war I excavations included work at Gezer, Jericho, Megiddo, Ta,mach Samaria, and Beth-shemesh." (۳۹۸)

"1900 تک امریکی' جرمن اور فرانسیسی ماہر آثارِ قدیمہ کی ٹیم نے فلسطین میں کچھ بقیہ جات نکالیں۔ خاص طور پر ان شہروں کا ذکر بائبل میں موجود ہے۔ جنگ عظیم اوّل سے قبل کے کام میں گیزر' جریکو' میجڈو' ٹامیک' ساریہ اور بیت شمیش شامل ہیں۔"

بحر مردار کے طومار (Dead Sea Scrolls)

بحر مردار کے طومار (یا قمران کے طومار) اسینی فرقے کے تحریر کردہ ہیں جو وادی قمران میں بحر مردار کے نزدیک ۱۹۴۷ء میں ملے تھے۔ یہ طومار ایک نوجوان بدو چرواہے کو ملے جو ۱۹۴۷ء میں بحر مردار کے مغربی کنارے پر یریحو سے ساڑھے آٹھ میل جنوب کی طرف اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ ڈھونڈنے کے لئے ایک غار میں داخل ہوا۔ وہاں اسے مٹکے ملے جو زیادہ تر ۲۵۵۔ ۲۹۵ انچ اونچے اور ۱۱۰ انچ چوڑے تھے۔ ان میں چمڑے کے طومار کتان کے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔

"In the early summer of 1947 a boy of the Ta,amire Bedouin tribe discovered a cave in the Qûmran in the limestone cliffs to the west of Dead sea, Inside was a number a large, wide-necked pottery jars some of which contained three leather scrolls covered in a tar-like substance and wrapped in linen. These were the first of the Dead Sea Scrolls later, five more scrolls and several thousands fragmants were found by Bedouin and other excavators."(۳۹۹)

''1947ء کی گرمیوں کے اوائل میں تو مار بدو جس کے ایک لڑکے نے ایک غار دریافت کی جو کہ بحر مردار کے مغرب میں قمران پہاڑی کی چوٹی میں تھی۔ جس کے اندر بہت بڑے کھلے منہ والی صراحی نما برتن تھے۔ ان میں سے کچھ کے اندر لینن چمڑے کے تین ٹکڑے تھے جو تار جیسے مادے سے ڈھانپے ہوتے تھے اور اُن پر لینن کا کپڑا لپٹا تھا۔ یہ بحر مردار کے سب سے پہلے چمڑے کے خط تھے۔ پانچ مزید خط اور چند ہزار ٹکڑے بدوؤں اور دوسری قبروں سے ملے۔''

ان طومار میں بائبل کی تمام کتب لکھی ہوئی تھیں۔ اس دریافت سے تورات کی پوری کتاب کی تصدیق ہوئی ان طوماروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۱۲۸ ق م سے لے کر ۲۲۳ء کے درمیان کے زمانے میں تحریر کیے گئے تھے۔ اسے آثار قدیمہ کی عظیم دریافت کہا جاتا ہے۔

"No archaeological find since the opening of the tomb of Pharaoh Tutamkhamen has so captured the popular imagination as the discovery of the Dead Sea Scrolls found in caves near Khirbet Qumran on the north western shore of the Dead Sea."(۴۰۰)

''فرعون طوطمخامن کے مقبرے کے کھلنے کے بعد سے کوئی آثار قدیمہ کی دریافت اتنی مشہور نہیں ہوئی جتنی کہ بحر مردار کے مغربی کنارے پر خربت قمران کی غاریں چمڑے کے ٹکڑوں کی دریافت مشہور ہوئیں۔''

نوزو (NUZU) کی تختیاں

''نوزو شمال عراق میں واقع ہے۔ امریکن سکول آف اورنٹیل ریسرچ نے ۱۹۶۵ء میں وہاں سے تختیاں دریافت کی تھیں۔ یہ جگہ موجودہ کرکوک کے بالکل قریب

ہے۔ان تختیوں کا تعلق پندرہویں صدی قبل مسیح سے ہے۔"(۴۰۱)

ڈاکٹر کے ایل ناصر ان تختیوں کے متعلق لکھتا ہے۔"اس مقام سے ملنے والی ہزاروں تختیوں سے پیدائش کے ابواب ۱۲ تا ۳۶ میں مذکور واقعات سے گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ یہ تختیاں اس دعویٰ کے حق میں ٹھوس دلیل ہیں کہ کتاب پیدائش میں مندرج واقعات مستند ہیں۔ کتاب پیدائش میں مندرج بیانات اور نوزو کی تختیوں میں مندرج رسم و رواج میں ایسی مشابہت پائی جاتی ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔"(۴۰۲)

راس شمرہ (Ras Shamra) کی تختیاں

راس شمرہ شام میں قبرص کے تقریباً بالمقابل ہے۔ چند فرانسیسی کارندوں نے اس مقام سے تختیاں حاصل کیں۔

"Since 1925 at Ras Shamra, ancient Ugarit on the North-Syrian coast, C.Schaeffer has found thousands of tablets in a previously unknown cuneiform language, not syllabic as in Babylon but alphabetic."(۴۰۳)

"1925ء سے راس شمرہ سے قدیم یوگارت شمال شام کے ساحل سے سی شیفر نے ہزاروں ٹکیاں دریافت کیں جو کہ قدیم غیر معروف زبان میں تھیں۔ بلون کی طرح ہجے نہیں تھے بلکہ الفاظ کی شکل میں۔"

"Funk and Wagnalls New Encyslopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ یہ تختیاں ۱۹۲۹ء میں دریافت ہوئیں ان کے زمانے کے متعلق لکھتا ہے:

"Form 1929 to the present excavations by the French at Ras Shamra, site of ancient Ugarit along the

north eastern Mediterranean coast, have produced thousands of tablets in a Semitic language belonging to the period between 1400 and 1200 B.C."(۴۰۴)

''1929ء سے فرانسیوں کی راس شمرہ میں موجود بقیہ جات کی دریافت تک شمال مشرقی بحیرہ قلزم کے ساتھ قدیمی یوگارت نے ہزاروں تکیاں سامی زبان میں دریافت کیں۔ جو کہ 1200 اور 1400 ق م کے درمیان کے دور کی ہیں۔''

''ان تختیوں کی عبارت نے تورات کی کتاب خروج احبار اور گنتی میں مذکور واقعات کی تصدیق کر دی ہے۔ خاص طور پر ''بے عیب قربانی'' خطا یا جرم کی قربانی ''شکر گزاری کی قربانی'' اور ''سوختنی قربانی'' کے مضامین کو۔''(۴۰۵)

حمورابی کے قوانین

یہ قوانین آثار قدیمہ کی ایک اہم دریافت ہے۔ حمورابی ۲۰۰۰ ق م میں بابل کا بادشاہ اور ابراہیم کا ہم عصر تھا۔ حمورابی غالباً کتاب پیدائش کا امرافل ہی ہے۔ چنانچہ "Oswald T. Allis" لکھتا ہے:

"The discovery of the code of Hammurabi in 1901 and of great numbers of letters and business documents from the time of the first Dynasty of Babylon has made it clear that Hammurabi be the Amraphel of Genesis."(۴۰۶)

''حمورابی کے الفاظ کی 1901ء میں دریافت اور بلون کے دور کے خطوط اور کاروباری دستاویزات کی بڑی تعداد میں دریافت نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ حمورابی کتاب پیدائش کا امرافل ہے۔''

''حمورابی اپنے قوانین کو پتھروں پر کندہ کروا کر مختلف مقامات پر نصب

کرواتا تھا۔ ان میں سے ایل پتھر بابل میں نصب تھا۔ فرانسیسی ماہر آثار قدیمہ ایم جے ڈیمارگن کی زیر سرپرستی ایک فرانسیسی مہم نے یہ پتھر ۱۹۰۲ء میں سوسا کے کھنڈرات سے دریافت کیا۔ آج کل یہ پیرس میں لوور میوزیم میں محفوظ ہے۔"(۴۰۷)

حمورابی کے قوانین احکام عشرہ سے ملتے ہیں لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ موسیٰ نے یہ احکامات حمورابی کے قوانین سے نقل کیے ہیں۔ بہر حال اس دریافت سے محققین نے بہت استفادہ کیا ہے اور اسے عظیم کامیابی قرار دیا ہے۔

"Details of this discovery with a translation of the text were issued within a year and so the world came to know about the Laws of Hammurabi."(۴۰۸)

"اس دریافت کی تفصیلات ترجمہ کے ساتھ ایک سال کے اندر اندر جاری کر دی گئیں اور اس طرح دنیا کو حمورابی کے قوانین کا پتہ چلا۔"

تدوین تورات اور مغربی مفکرین کے نظریات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لامحدود ذہنی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ انہی صلاحیتوں اور خوبیوں کی بناء پر انسان کا ابتدائے آفرینش سے ہی یہ خاصہ رہا ہے کہ اس نے ہر چیز کو تجسس کی نظر سے دیکھا' اس کو پرکھا اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی لہٰذا ہر مفکر اور مدبر کا ایک چیز کے بارے میں اپنا زاویہ نظر رہا ہے جس کی بنا پر اس چیز کے بارے میں ان کی آرا بھی ایک دوسرے سے مختلف رہی ہیں۔ دوسری تمام حقیقتوں سے قطع نظر ایک یونیورسل حقیقت (خدا کی ذات ہے) کے بارے میں مفکرین کے نظریات مختلف رہے ہیں۔

"The same God who had inspired Shakespeare or Confucius or Charles Darwin had inspired the prophets

and the apostles who had experienced His truth and had learnt to call Him holy, righteous, all-powerful and (more especially) father."(۴۰۹)

"وہ خدا جس نے شیکسپیئر یا کینفوشس یا چارلس ٹارون کو متاثر کیا۔ اسی خدا نے نبیوں اور رسولوں کو متاثر کیا۔ جنہوں نے اس کی سچائی کا تجربہ کیا اور اسے مقدس سچا' طاقتور اور خاص طور پر پالنے والا کہا۔"

تدوین تورات کے متعلق مفکرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے جیسا کہ اس سے قبل بحث گزر چکی ہے۔ ۱۷۰۰ عیسوی سے پہلے بائبل پر "متنی" اور "معنوی" تنقید ہوتی رہی جس پر ان زمانوں کے علماء اور کلیسائی بزرگوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر تنقید میں عالمانہ طریق کار استعمال کیا جائے اور کتاب مقدس کا ادب ملحوظ خاطر رکھا جائے تو ایسی تنقید نہ صرف جائز ہے بلکہ قابل تعریف ہے۔ تاہم مسیحی علماء اور کلیسائی بزرگوں کا خیال ہے کہ تنقیدی مطالعہ سے اس حقیقت کی تصدیق ہو گئی ہے کہ کتاب مقدس الہام الٰہی سے لکھی گئی مگر جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا کہ تورات حضرت موسیٰ کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ یہ چار مختلف زمانوں اور چار مختلف مصنفین کی محنت کا ثمر ہے۔ چنانچہ جی ٹی منیلی لکھتا ہے:

"But in the period which followed the 'destructive theology of the latter half of the eighteenth century' (Delitzsch) there arose a school of criticism in conformity with it. Early studies by Eichhorn (1783) De Wette (1805) and Ewald (1823) resulted in a 'documentary hypothesis' of the Pentateuch which assigned its origin to the combination of a series of documents the first of which

was not committed to writing until four or five centuries after the death of Moses."(۴۱۰)

''لیکن ایک دور میں جس میں اٹھارویں صدی کے آخری حصہ میں تباہ کن نظریات سامنے آئے۔ (Delitzsch) اس کے ساتھ ہی ایک تنقیدی نظریہ پختگی کے ساتھ اُبھرا۔ DeWette(1805) Eichhorm(1783) اور Ewald(1823) کے مطالعہ کا نتیجہ تورات کے ایک دستاویزی مفروضے کی صورت میں نکلا۔ جس نے اس کا ماخذ (مبداء) صحیفوں کے ایک سلسلے کو قرار دیا ہے۔ جس میں سے اوّل ترین کو بھی موسیٰ کی وفات کے پانچ سو سال بعد تک نہ لکھا گیا تھا۔''

آسٹروک کے نظریے کے مطابق موسیٰ نے کتاب پیدائش کو دو مختلف دستاویزات سے نقل کیا ہے۔ "The Illustrated Bible Dictionary" میں لکھا ہے:

"A milestone in Pentateuchal criticism was reached in 1753 When the French physician Jean Astruc published his theory that Moses had composed Genesis from two main ancient memoires and a number of shorter documents. The clue to the identification of the two memories was the use of divine names. One employed Elohim the other Yahweh."(۴۱۱)

''تورات کی تنقید کے بارے میں ایک سنگ میل 1753ء میں سامنے آیا۔ جب فرانسیسی طبیب جین آسٹروک نے اپنا نظریہ پیش کیا۔ جس کے مطابق موسیٰ نے کتاب پیدائش کو دو مختلف قدیمی یادداشتوں اور کئی چھوٹے چھوٹے (صحیفوں) دستاویزات سے نقل کیا۔ ان یادداشتوں کی پہچان کے بارے میں نشان دہی الوہی ناموں کے استعمال سے ہوتی ہے۔ ایک الوہیم (Elohim) اور دوسرا یہاوی

"Yahweh۔"

اس نظریے کو "جے۔جی الیکاہرن" نے ایک نئے انداز میں پیش کیا:

"J.G. Eichorn expanded Astruc's views into what is called the early documentary theory. Abandoning the Mosaic authorship he credited the final editing of the Elohistic and Yahwistic document of Genesis and Ex 1-2 to an unknown Redactor."(۴۱۲)

"J.G Eichhorn نے آسٹروک (Astruc) کے نظریات کو بڑھایا۔ جسے پہلا دستاویزی نظریہ کہتے ہیں۔ اُس نے موسیٰ کی تصنیف کو رد کیا اور کتاب پیدائش کے الوہی اور یہاوی دستاویز کی آخری ایڈیٹنگ (اشاعت) کو سراہا اور (خروج 2:1) کو ایک غیر معروف تدوین قرار دیا۔"

اسکاٹ لینڈ کے رومن کیتھولک پادری الیگزینڈر گیڈیز نے آسٹروک کے نظریے کی روشنی میں ایک نیا نظریہ پیش کیا جس کو "Fragmentary Theory" کہا جاتا ہے۔

"A Scottish Roman Catholic priest Alexander Geddes pursued Astruc's identification of several memories and developed (between 1792 and 1800) the fragmentary theory which holds that the Pentateuch was composed by an unknown Redcator from a number of fragments which had originated in two different circles-one Elohistic the other Yahwistic."(۴۱۳)

"ایک سکاٹس رومن کیتھولک پادری الیگزینڈر گیڈیز آسٹروک کی کچھ

یاداشتوں کا جائزہ لیا اور 1792ء سے 1800ء کے درمیان ایک جزوی نظریہ دیا۔ جس کے مطابق تورات کو ایک غیر معروف مدون نے دو مختلف ٹکڑوں الُوہی اور یہاوی سے جمع کیا۔"

ان نظریات کے علاوہ انیسویں صدی میں پیش کئے جانے والے ویل ہاسن (Well Hausen) کے نظریہ نے دنیائے تنقید میں تہلکہ مچا دیا۔ اس نظریہ کو نہ صرف تمام مفکرین نے صحیح مانا بلکہ یہود کلیسائی بزرگوں، پادریوں اور مسیحی علماء کو اس میں کوئی خامی نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس نظریہ کے مطابق:

"Stated simply, this theory holds that J (c. 850 BC) and E (c. 750 BC) were combined by a Redactor (R.je) about 650 B.C. When D (the Deuteronomic laws, c. 621) was added by RD (c. 550) and P (c. 500-450) by RP c.400 B.C the Pentateuch was basically completed."(۴۱۴)

"سادہ الفاظ میں یہ نظریہ کہتا ہے کہ جے (850 ق م) اور ای (750 ق م) تدوین کرنے والے نے تقریباً (650 ق م) میں، جب ڈیوٹرونومک قانون 621 ق م میں شامل کیے۔ آر ڈی (550 ق م) اور پی 500-450 ق م میں اور آر پی 400 ق م میں تورات بنیادی طور پر مکمل کی گئی۔"

اس نظریہ نے ایک تاریخی شہرت حاصل کی اور طویل عرصہ سے چلنے والی بحث کہ "تورات کیسے مدون ہوئی؟" کو ایک نتیجے سے ہمکنار کر دیا۔

"The Graf Wellheusen theory had triumphed and it seemed that little or nothing remained to be done."(۴۱۵)

"گراف ویل ہاسن کا نظریہ کامیاب رہا۔ جس کے مطابق کچھ بھی کرنے کو باقی نہ رہا۔"

اس نظریہ کے مطابق تورات کی تدوین چار مختلف ذرائع سے ہوئی جن کو ویل ہاسن چار دستاویزات قرار دیتا ہے جنہیں اس نے جے (j)' ای (E)' ڈی (D) اور پی (P) کا نام دیا ہے۔ اس کے مطابق دستاویز جے (J) سب سے پرانی ہے اور اس کا مصنف خدا کے نام یہوواہ (Jehovah) کو اپنی دستاویز میں استعمال کرتا ہے۔ اس مصنف کا انداز تحریر سادہ ہے۔ یہ اپنی تحریر سے لوگوں کو متاثر کرنے کا ملکہ رکھتا ہے۔

"Rowley H.H" کے بقول:

"The symbol J. stands for Jehovistic and it indicates that this is the source which ascribes the use of the name Jehovah to primval times. It begins with the second account of the Creation and is marked by that native anthropomorphism already noted. Its style is simple but brilliantly effective and the literature, so long as men read literature .... Hence the symbol J serves also to mark it as the Judahite document or collection. "(۴۱۶)

''علامت جے Jehovistic کو ظاہر کرتا ہے اُس ذرائع کو جو یہوواہ کے نام کو پرانے وقت میں استعمال کے بارے میں بتاتا ہے۔ یہ تخلیق کے دوسرے بیان سے شروع ہوتا ہے اور اس کی خصوصیات مقامی مذہب میں پہلے ہی بیان کر دی گئیں اس کا انداز اور ادب سادہ لیکن پراثر ہے اور علامت جے یہاوی مجموعہ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔''

''Rowley H.H'' اس دستاویز کی تاریخ کے متعلق لکھتا ہے:

"There is no reason to carry it down very far beyond the age of Solomon in the post - Disruption age

and a date 900 to 850 B.C."(۴۱۷)

"کوئی وجہ نہیں کہ اسے سلیمان کے دور سے پہلے تک لے جایا جائے جو انتشار کے بعد کا دور 850 سے 900 ق م ہے۔"

جبکہ "Key to the Bible" کے مصنف نے دسویں صدی ق م لکھا ہے:

"Yahwistic tradition: Reign a Solomon 10th cent B.C. (Judah)."(۴۱۸)

"یہادی روایت' دور سلیمان کا 10 دسویں صدی ق م (یودھا)۔"

مفکرین نے دستاویز "جے" (J) کے مصنف کو "Misreader" بھی کہا ہے:

"J. himself a strong misreader of tradition demands strong misreadings and so I venture one here. Let us forget all such notions as Yahweh standing so high up that he seems to stand on the sky or the old fellows never having seen early light in the mountains before. (۴۱۹)

"جے بذاتِ خود ایک روایت کا مس ریڈر ہے اور اسی کا مطالبہ کرتا ہے۔ لہٰذا میں بھی ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ آیئے ہم یہاوی جیسے خیال کو بھول جاتے ہیں۔ جو کہ بہت بلند ہے۔ اور آسمان میں کھڑا لگتا ہے یا جسے کبھی پہاڑوں میں روشنی نظر نہیں آتی۔"

ویل ہاسن کے مطابق دستاویز ای (E) قدامت کے لحاظ سے دوسرے درجے پر ہے۔ اس کا مصنف خدا کے نام الوہیم (ELOHIM) کو اپنی دستاویز میں استعمال کرتا ہے:

"The symbol E stands for Elohistic, and it indicates that this sources uses Elohim or God for the Divine Being Prior to the Mosaic revelation-though this feature the E

document has in common with P-E begins with the patriarch Abraham and not with the creation. It is the source that has a speical interest in dreams and angels and its anthropomorphism is not so native as J's. It has a fondness for scenes of farewell. It has a special interest in the northern tribes and since Ephraim was the most important of those tribes the symbol E serves to mark it as the Ephraimite source." (۴۲۰)

"علامت ای الوہیت کو ظاہر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ یہ لفظ الوہیم یا خدا موسیٰ کی وحی سے پہلے استعمال ہوا۔ دستاویز ای کی یہ خصوصیت پی کے ساتھ مشترک ہے۔ پی ای پیٹرارک ابراہیم سے شروع ہوا ہے نہ کہ تخلیق سے۔ یہ ذریعہ خواب اور فرشتوں میں خاص دلچسپی رکھتا ہے اور اس کا تنزل جے کی طرح مقامی نہیں ہے اس میں الوداع کے مناظر ہیں۔ اس کی شمالی قبائل میں خاص دلچسپی ہے اور چونکہ اِفرائیم ان قبائل میں سے بہت اہم ہیں۔ اس لئے ای اِفرائیمی ذریعے کی علامت ہے۔"

"Rowley H.H" نے اس کی تاریخ کے متعلق لکھا ہے:

"That the E document comes from the period 800 to 750 B.C. is probable."(۴۲۱)

"دستاویز ای غالباً 750 سے 800 ق م کے دور میں سامنے آئی۔"

"The Illustrated Bible Dictionary" میں لکھا ہے:

"The Elohist's narrative (E) is usually dated about a century after Ji.e. 850 - 750 B.C."(۴۲۲)

"اُلوہی بیانیہ (ای) کی عام طور پر J سے ایک صدی بعد تاریخ بیان کی جاتی

ہے۔ 750 سے 800 ق م۔"

"Harrington Wilfird" کے بقول:

"Elohistic tradition: Some what later 9th cent B.C. (Israel)."(۴۲۳)

"الوہی روایت تقریباً 9 نویں صدی ق م ہے (اسرائیل)۔"

تیسری دستاویز ڈی (D) ہے جو زیادہ تر تشنیہ شرع پر مشتمل ہے:

"The Deuteronomist document (D) in Pentateuchal studies, corresponds roughly with the book of Deuteronomy."(۴۲۴)

"دستاویز ڈیوٹرونومی (D) پینٹا ٹیوک (پانچ کتب) کے مطالعہ میں' تشنیہ شرع کتاب سے قدرے مماثلت رکھتی ہیں۔"

اس کے مصنف کا زاویہ نگاہ انسان دوستی' غریبوں اور مظلوم اشخاص سے حمایت اور ہمدردی کا برتاؤ تھا:

"The Symbol D stands for Deuteronomy and it indicates that this is the source which is almost exclusively limited to that book and which occupies almost the whole of that book. Its earlier part consists of a historical retrospect, interspersed with exhortation and from chapter xii it sets forth the Deuteronomic code of Laws ..... It is strongly opposed to all conaanite religious rites and symbols. It is marked by its humanitarian interest and frequently commends the needy classes to the care of men."(۴۲۵)

”علامت D کا مطلب ڈیوٹرونومی ہے۔ یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ مواد مکمل طور پر اس کتاب تک محدود ہے اور تقریباً تمام کتاب کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ تاریخی واقعات پر مشتمل ہے۔ جو کہ وعظ سے بھرا پڑا ہے اور باب xii سے ڈیوٹرونومی ضابطہ قانون شروع ہوتا ہے...... یہ کنعانی' مذہبی خیالوں اور علامتوں سے شدید مخالف ہے۔ اس کا خاصا انسانی دلچسپی (رجحان) ہے' لوگوں کو ضرورت مند طبقہ کی دیکھ بھال کرنے پر بار بار زور دیتا ہے۔“

خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دستاویز شمالی سلطنت کے چند ایک خدا پرست آدمیوں کے ایک گروہ نے مرتب کی۔ ان کا تعلق ہیوسیع سے تھا اس کی تاریخ تصنیف کے متعلق لکھا ہے:

"Next is Deuteronomy (D limited to that book and a few other passage) dated in the late 7th century B.C."

(۴۲۶)

”مزید یہ کہ ڈیوٹرونومی (D جو کہ اس کتاب اور چند پیروں تک محدود ہے) کی تاریخ 7 ساتویں صدی ق م ہے۔“

"In the 7th century B.C. Deuteronomy or most of (D) was compiled."(۴۲۷)

”ساتویں صدی ق م میں ڈیوٹرونومی D کو جمع کیا گیا۔“

آخری دستاویز کو ویل ہاسن نے پی (P) کا نام دیا۔ یہ دستاویز جس کو انگریزی میں پرسٹلی کوڈ (Priestly code) کہا گیا ہے کہ مصنف کا انداز بہت زیادہ عمدہ اور سنجیدہ ہے۔

"The symbol P stands for the Priestly Code, and it indicates that this document contains the bulk of the

regulations for the sacrificial cultus and the ordering of the priesthood. It begins with first account of the Creation and it has a great fondness for genealogies."(۴۲۸)

"علامت P پریسٹلی ضابطوں (پادری ضابطوں) کے لیے ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس دستاویز میں (قوانین) ضابطوں اور قربانی کے طریقوں اور پادری پن کے اُصولوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ یہ تخلیق اوّل سے شروع ہوتا ہے اور اس میں شجرہ نسب بہت حد تک موجود ہے۔"

یہ ایسی دستاویز ہے جو زیادہ تر لوگوں کے شجرہ نسب اور پدرسری خاندانی نظام زندگی میں دلچسپی لیتا ہے۔

"The Priestly document (P) draws together laws and Customs from various periods of Israel's history and codifies them. In such a way as to organize the legal structure of post-exilic Judaism. P concerned with genealogies and the patriarchal origins of ritual or legal practices."(۴۲۹)

"پریسٹلی (پادری) دستاویز (P) اسرائیلی تاریخ سے کچھ قوانین اور روایات کو نقل کرتی ہے اور انہیں اپنے طریقے سے بیان کرتی ہے۔ جس طرح یہودیت کا جلاوطنی کے بعد کا ڈھانچہ منظم کیا گیا۔ p جنیالوجی اور پیٹرا راج مذہب کے ماخذ یا قانونی مشق سے تعلق رکھتی ہے۔"

"Rowley H.H" اس کی تاریخ تصنیف کے متعلق رقمطراز ہے:

"The date of Ezra's promulgation of the law of the P has commonly been held to be 444 B.C. but in modern

times many scholars have believed for reasons that will be given below, that it was in 397 B.C."(۴۳۰)

''عزرا کے قانون کے نفاذ کی تاریخ مشترکہ طور پر 444 ق م ہے۔لیکن جدید دور کے عالموں کے کچھ مدلل یقین نیچے دیئے گئے ہیں اس کے مطابق یہ تاریخ 397 ق م تھی۔''

"Academic American Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"About 550 B.C. during the exile the final edition of the Torah added a Priestly source (P), some parts of which are very old."(۴۳۱)

''تقریباً 550 ق م میں جلاوطنی کے دوران تورہ کے آخری شمارہ پادری مواد P کو شامل کیا گیا جس کے کچھ حصے بہت پرانے ہیں۔''

"Funk and Wagnalls New Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"Last is the Priestly writer (P), dated in the 6th or 5th century B.C."(۴۳۲)

''آخری (پادری) مصنف (P) کی تاریخ 5 یا 6 صدی ق م ہے۔''

ویل ہاسن کا نظریہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پوری تورات دراصل جے ای ڈی اور پی دستاویزات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مطابق کتاب پیدائش خروج اور عدد جے ای اور پی دستاویزات پر مشتمل ہے جبکہ احبار اور تثنیہ شرع پی اور ڈی پر مشتمل ہے۔

"According to this hypothesis, these documents along with Deuteronomy-constituted the original source of the Pentateuch. On the basis of internal evidence it has

been inferred that J and E are the oldest source (perhaps going as far back as the 10th century B.C.) probably in that order and D and P the more recent ones (to about the 5th century B.C.) Genesis, Exodus and Numbers are considered compilations of J,E. and P with leviticus as signed to P and Deuteronomy to D."(۴۳۳)

"ایک مفروضے کے مطابق یہ دستاویزات ڈیوٹرونومی کے ساتھ مل کر تورات کا اصل مواد بناتے ہیں۔ اندرونی ثبوت کی بنیاد پر یہ کہا گیا کہ J اور E سب قدیمی مواد ہے۔ (شاید دسویں صدی ق م) غالباً اس ترتیب سے D اور P جدید ہیں۔ (جو کہ پانچویں صدی ق م ہے)۔ پیدائش، خروج اور عدد E,J اور P کی تدوین کے لئے اختیار کئے گئے۔ احبار کے ساتھ P اور تثنیہ شرع کے ساتھ D کو منسلک کیا گیا۔"

معلوم ہوا تورات کی تشکیل میں ان دستاویزات کا گہرا تعلق ہے۔ جی ٹی منیلی کے بقول:

"Last of all, some compiler or group of compilers welded all the documents into the complete whole that forms our present Pentateuch. Editorial additions and revisons were sometimes necessary and some portions were more patchy than others. "But early in the second century B.C. the law was regarded as a single whole with aparently, no suspicion of its composite origin. We shall not greatly err, then, if we assign its final completion to a date not later than 300 B.C. (۴۳۴)

"سب سے آخر میں کچھ تدوین کرنے والے یا تدوین کرنے والوں کے گروہ

نے تمام دستاویزات کو ایک مکمل مجموعہ بنایا جو کہ موجودہ تورات ہے۔ ضمیمی اور ترمیم شدہ مضامین بعض اوقات ضروری ہوتے ہیں اور کچھ حصے دوسروں کی نسبت نامکمل نظر آتے ہیں۔ لیکن دوسری صدی ق م کے اوائل میں یہ قانون (تورات) ظاہری طور پر ایک مکمل مجموعہ لگتا ہے۔ کوئی شک نہیں یہ الگ الگ مضامین کا مجموعہ ہے۔ اگر ہم اسے 300 ق م کے بعد سے حتمی شکل سمجھ لیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔"



فصل ہشتم

جمع وتدوین قرآن کریم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت کا مکمل انتظام فرمایا۔ عالم بالا میں یہ لوح محفوظ اور بیت المعمور میں محفوظ ہے۔

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ (۴۳۵)

''بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں۔''

و کتٰب مسطور فی رق منشور والبیت المعمور (۴۳۶)

''اور اُس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت معمور۔''

زمین پر قرآن کریم کی حفاظت کے دو انتظامات کیئے گئے۔ حفاظت صدری یعنی نبی کریم ﷺ اور اُمت کے قلب و دماغ میں اس کو محفوظ کرنا جس کو قرآن کریم نے خود بھی بیان فرمایا ہے۔

بل ھو ایت بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم (۴۳۷)

''بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا۔''

سنقرئك فلا تنسٰی (۴۳۸)

''اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔''

دوسری صورت مکتوبی یعنی تحریری صورت میں محفوظ کرنا ارشاد فرمایا:

انه لقران کریم فی کتب مکنون (۴۳۹)

''بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں۔''

فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة (۴۴۰)

"ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں بلندی والے پاکی والے۔"

رسول من الله یتلوا صحفا مطهرة فیها کتب قیمة(۴۴۱)

"وہ کون وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں۔"

قرآن مجید میں "الکتاب" بار بار آیا ہے جس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ یہ کتاب لکھی ہوئی ہے۔

ذلك الکتب لا ریب فیه(۴۴۲)

"وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔"

نزل علیك الکتب بالحق (۴۴۳)

"اُس نے تم پر یہ سچی کتاب نازل کی۔"

تلك ایت الکتب الحکیم (۴۴۴)

"یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔"

قرآن مجید کے آہستہ آہستہ نازل ہونے کی یہ حکمت بیان فرمائی:

وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة کذلك لنثبت به فوادك ورتلنٰه ترتیلا(۴۴۵)

"اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اُتار دیا ہم نے یونہی بتدریج اسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔"

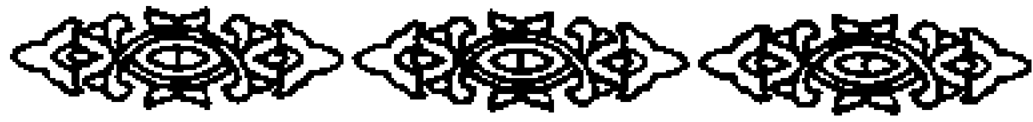
عہد نبوی ﷺ میں قرآن مجید کے لکھے ہوئے نسخے موجود تھے جن سے صحابہ کرام دیکھ کر تلاوت فرماتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن مجید کو دیکھ کر تلاوت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے ساتھ قرآن مجید کے حفظ و صیانت کا پہلا مرحلہ ختم ہوا جس میں یہ کتاب نہ صرف سینوں میں محفوظ بلکہ مختلف چیزوں پر مرقوم تھی۔ دوسرے مرحلے میں جس کا آغاز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

سے ہوتا ہے صرف یہ ہوا کہ اس کو ایک مصحف اور جلد کی صورت میں جمع کر دیا گیا۔ یہ کام حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی ہو سکتا تھا لیکن اس لئے نہیں ہوا کہ اس میں وحی کی فیض رسانیوں کا وہ تسلسل مانع تھا۔ جو برابر تیئس برس تک جاری رہا۔ ظاہر ہے جب تک پورا قرآن پاک نازل نہ ہو جاتا اس کو ایک نسخہ کی حیثیت دینا کس طرح ممکن یا مناسب تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حافظ قرآن تھے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنی یاد داشت اور حفظ کی بنیاد پر ایک نسخہ لکھ لیتے اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے حکم فرماتے کہ یہ نسخہ سرکاری ہے لیکن آپ نے اُمت کے اجماع کی خاطر ایک ضابطہ اور باقاعدہ طریقہ اختیار کیا جس کے مطابق جمع و تدوین قرآن مجید کا کام ایک سال کی مدت میں تکمیل کو پہنچا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر جو مصحف تیار کیا وہ کاغذ کے صحیفوں پر تحریری شکل میں تھا۔

حضرت حذیفہ بن یمان آرمینیا کے محاذ پر مصروف جہاد تھے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگوں میں قرآن کریم کی قرأت کے بارے میں اختلاف ہو رہا ہے۔ چنانچہ واپس مدینہ طیبہ آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کمیٹی بنائی اور ان کے سپرد یہ کام کیا کہ قرآن پاک کو لغت قریش کے مطابق لکھ دیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سربراہ بنایا۔ یہ سب قرآن کریم کے حافظ تھے اور قریش کے لب و لہجہ سے واقف تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے تمام مصاحف میں سے ایک مصحف پر اتفاق کیا گیا جس میں شاذ قراتیں نہیں لی گئیں بلکہ متواتر قراتیں ہی لی گئیں اور قبائل عرب کی ساتوں زبانوں (سبعۃ احرف) میں سے جن پر قرآن مجید نازل ہوا۔ ایک لغت قریش کو لے لیا گیا اور باقی لغات کے مصاحف ترک کر دیئے گئے۔ جمع صدیقی

اور جمع عثمانی میں فرق یہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس خوف سے جمع کیا کہ قرآن مجید کہیں ضائع نہ ہو جائے کیونکہ وہ منتشر اور متفرق صحیفوں میں تھا۔ انہوں نے اس کو آیات و سور کی اس ترتیب پر جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا اور پڑھایا تھا۔ ایک شیرازہ میں جمع کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو وجوہ قرات میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھا تو قرآن مجید کو صحیح قرات کے مطابق جس کی صحت پر کسی کو شبہ نہ تھا' نقل کرا دیا تا کہ اختلافات قرات رفع ہو جائیں۔



فصل نہم

تدوین تورات وقرآن کریم کا تقابل

قرآن مجید ہدایت ربانی کا آخری' کامل اور دائمی نسخہ ہے۔اس کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکمیل ہدایت کا اعلان ہوا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (۴۴۶)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

اسے ''ھدی للمتقین''، ''ھدی ورحمۃ''، ''شفاء ورحمۃ''، ''ذکر'' اور ''رحمۃ وبشریٰ'' کے وصف سے متصف کرنے کے ساتھ ساتھ سابقہ کتب کی تعلیمات کا محافظ ومہیمن قرار دیا۔

وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ (۴۴۷)

''اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ وگواہ۔''

گویا تورات کی ''ہدایت وموعظت'' اور انجیل کے ''ہدایت ونور'' کی جامع کتاب قرآن کریم ہے جو سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ ان امتیازی اوصاف کے ساتھ نازل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اِسے حفاظت انسانی سے بھی بے نیاز کر دیا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون(۴۴۸)

''بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔''

لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (۴۴۹)

''باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔''

اس طرح کی حفاظت کی ضمانت کسی کتاب کے بارے میں نہیں دی گئی۔

تورات کی حفاظت کی ذمہ داری یہودی علماء پر عائد کی گئی۔

انا انزلنا التوٰرٰة فیها هدی ونور یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا والربٰنیون والاحبار بما استحفظوا من کتب اللّٰه وکانوا علیه شهدآء (۴۵۰)

''بے شک ہم نے تورات اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی اور عالم اور فقیہہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی اور وہ اس پر گواہ تھے۔''

تاریخ شاہد کہ جہاں پہلی آسمانی کتابیں مختلف حادثات اور مرور زمانہ کے ہاتھوں تغیرات کا شکار ہوئیں۔ وہاں ان کے ماننے والے خود بھی معترف ہیں کہ یہ کتابیں محرف ہوگئی ہیں لیکن قرآن مجید دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اس کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں ہوا جس انداز سے نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا اور جس طرح حضور ﷺ نے کسی لفظ یا حرف کو لکھوایا اور بعد میں عہد عثمانی میں لکھا گیا آج بھی اسی طرح لکھا جا رہا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

تدوین قرآن کریم کے سلسلہ میں جو احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں وہ تدوین تورات میں سرے سے ہی موجود نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کی ضمانت کے باوجود عالم اسباب میں مسلمانوں نے اس کی حفاظت کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور مسلمانوں کے بے مثل اہتمام کے بعد

اب اس بات کی گنجائش نہیں کہ کوئی شخص قرآن مجید کی صحت کی طرف انگلی اُٹھا سکے۔ جن مستشرقین نے تدوین قرآن پر اعتراضات کیئے وہ خود ہی اپنے اعتراضات کے غلط ہونے کے قائل بھی ہیں۔ ان کے بے جا اعتراضات کے رد سے مسلم مؤلفین و مصنفین کی کتب بھری پڑی ہیں۔ قرآن مجید ضمانت کے باوجود ابتدائے ظہور سے لے کر آخر تک ایک جم غفیر کے سینوں میں محفوظ رہا ہے۔

بل ھو ایت بینت فی صدور الذین اوتوا العلم (۲۹:۴۹)

''بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا۔''

حفظ قرآن' قرآن مجید کا ایک ایسا وصف ہے جس کے بارے میں دنیا کی کوئی غیر مسلم قوم سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ اپنی کتاب کو حفظ کرے۔ حفظ قرآن کریم کی موجودگی میں کتابت قرآن مجید کا اہتمام سونے پہ سہاگہ ہوا۔ کتابت و حفظ قرآن مجید مسلمانوں کی تاریخ کا ایک درخشاں اور قابل فخر باب ہے۔ تلاوت قرآن مجید کا اہتمام اس سلسلے میں حضور ﷺ کے فرامین تلاوت قرآن مجید پر اجر و ثواب کا اعلان ایسے پہلو ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ قرآن مجید کے تعلق کو ہمیشہ جوڑے رکھا۔ تراویح کی نماز میں اہتمام قرات ہر بستی میں حفاظ قرآن مجید کا موجود ہونا قرآن مجید کے دائمی تسلسل کی درخشاں مثالیں ہیں جبکہ دنیا میں تورات کا ایک بھی حافظ نہیں ہوا۔

جب قرآن مجید کا کوئی حصہ نازل ہوتا آپ ﷺ کاتبین وحی کو طلب فرما کر اسے تحریر کروایا کرتے جبکہ اکثر صحابہ اسے حفظ کر لیتے۔ اس طرح سارا قرآن کریم آپ ﷺ کی موجودگی میں حفاظت و صحت کے ساتھ لکھا گیا لیکن دنیا کی کسی مذہبی کتاب کے ماننے والے اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ان کی کتاب لانے والے کی زندگی میں ہی اس کتاب کی حفاظت کا کوئی بندوبست ہوا ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوا کہ شروع میں کچھ لوگوں نے اپنے ہادی کی چند باتیں یاد کر لیں اور بہت بعد کتابی شکل میں لکھی گئیں۔

بعض کتابوں کی تدوین میں ایک ہزار برس بھی لگ گئے۔ پھران کتابوں کوصفحہ ہستی سے یکسر نابود کرنے والی آفات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آغاز سے ہی حفاظت تدوین کا یہ ہمہ گیرانتظام صرف قرآن مجید کو ہی میسر آیا۔ تدوین تورات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ماننے والوں میں سے بعض اسے موسیٰ کی تصنیف قرار نہیں دیتے اور بعض اس کتاب کے مدون کئے جانے والے دور اور اس پر آنے والی آفات کو دیکھ کر یقین سے نہیں بتا سکتے کہ یہ کتاب کب مدون ہوئی۔ تورات کا سلسلہ تدوین' آسمانی آفات کی وجہ سے متعدد مرتبہ ٹوٹ گیا اور یہ کتاب اپنی اصل ہیئت کو برقرار نہ رکھ سکی۔

حفاظت قرآن مجید کے لئے جو احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں ان میں حضور ﷺ پر بتدریج نزول قرآن مجید' سینکڑوں صحابہ کا قرآن مجید کو نہ صرف حفظ کرنا بلکہ دوسروں کو پڑھانا' آپ ﷺ کا صحابہ کو قرآن مجید لکھوانا' ترتیب آیات و سور کا لحاظ' رمضان المبارک میں حضور ﷺ کا جبرائیل سے قرآن سننا اور سنانا' ابتداء میں صرف قرآن مجید لکھنے کی ہدایت' یہ ساری باتیں اس پر شاہد ہیں کہ قرآن پاک مکمل طور پر عہد نبوی ﷺ میں مختلف اجزاء پر لکھا گیا اور صحابہ کے سینوں میں محفوظ تھا۔ قرآن کریم خود لکھے ہوئے قرآن کی شہادت دیتا ہے:

والطور و کتب مسطور فی رق منشور (۴۵۲)

''طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے۔''

لایمسه الا المطهرون (۴۵۳)

''اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔''

چھونے کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی چیز مادی طور پر معرض وجود میں آ چکی ہو۔

عہد صدیقی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت زید بن ثابت

رضی اللہ عنہ نے انتہائی احتیاط کے ساتھ قرآن مجید جمع کیا۔ عہد عثمانی میں جمع کا طریقہ کار' پھر مصحف کی حفاظت اور اختلافات سے بچنے کے لئے صرف اسی سرکاری مصحف عثانی کی نقول تیار کرنے کا حکم نیز رسم الخط اور بعد میں نقطے و اعراب اور دیگر علامات کا تعین کرنا یہ ان کوششوں کا مختصر سا خاکہ ہے جو ایک طویل دور میں تدوین قرآن کریم کے لئے کی گئیں تھیں جن کی بنا پر مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کا رسم الخط' ایک نقطہ یا اعراب میں بھی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید کے اس اعجاز کی مثال نہیں ملتی۔

تدوین تورات کے متعلق یہودی اور عیسائی علماء نے جو کچھ بیان کیا ہے اسے تفصیلاً بیان کر دیا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کے درمیان بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض نے اسے موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف قرار دیا ہے۔ بعض کے بقول یہ آپ کی تصنیف نہیں ہے جبکہ کچھ کا خیال ہے کہ یہ کتاب موسیٰ سے بہت پہلے یا بعد کے زمانے کی دستاویزات کا مجموعہ ہے۔ اس صورت حال میں ہم تدوین تورات کو قرآن مجید کے مقابل پیش کرنا تو بڑی دور کی بات ہے کسی عام کتاب سے بھی موازنہ نہیں کر سکتے کہ جس کی تاریخ تدوین پر سینکڑوں ہزاروں اعتراضات موجود ہیں۔ اس مشہور تورات کو اس کے ماننے والے بھی اصل تورات قرار نہیں دیتے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ آج اگر یہود کے پاس وہ اصل تورات موجود ہوتی تو اسے ضرور دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ تورات اپنے ابتدائی دور میں ہی محرف ہو چکی تھی اور آج تک تغیر و تبدل کے مرحلہ سے گزر رہی ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے ہم درج ذیل عنوانات کے تحت بحث کرتے ہیں۔

(۱) تحریف تورات اور قرآن کریم۔

(۲) تورات کے عبرانی' سامری اور یونانی نسخوں میں اختلافات۔

(۳) تحریف تورات کے داخلی ثبوت۔

(۴) تدوین تورات پر آسمانی بلائیں۔

(۵) تورات کے باہمی تضادات۔

(۶) تورات کے تراجم اور تحریف۔

(۱) تحریف تورات اور قرآن کریم

تورات کی عظمت واحترام اس کے اعلیٰ اوصاف ومحاسن اس کا منزل من اللہ اور برحق ہونا' قرآن مجید نے نہایت وضاحت اور خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے لیکن اہل کتاب نے ان کتب میں خواہشات نفسانی' مفاد پرستی' جاہ طلبی اور تغافل وتساہل کی بدولت جو نقائص وخرابیاں پیدا کر دیں' کیا ان کے متعلق قرآن مجید خاموش ہے؟ کیا اس کتاب مبین جس کے آگے نہ پیچھے باطل ٹھہر سکتا ہے۔ ان خرابیوں کی نشاندہی نہیں کی؟ عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس معاملہ میں بھی ہماری پوری رہنمائی فرمائی اور نہایت صراحت کے ساتھ کتب سابقہ میں پیدا کردہ خرابیوں کو واضح کیا۔ کتب سابقہ بالخصوص تورات کی صحیح حیثیت کو سمجھنا چاہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کے ان ارشادات پر نظر ڈالیں جو اس نے اس کے متعلق بیان فرمائے ہیں اور اس طرح ہم اس کی صحیح حالت کو قرآن مجید کی روشنی میں متعین کر سکتے ہیں۔ تحریف سے کیا مراد ہے۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

والتحریف الشی امالته کتحریف القلم وتحریف الکلام ان تجعله علی حرف من الاحتمال یمکن حمله علی الوجهین قال عزوجل "یحرفون الکلم عن مواضعه" ومن بعد مواضعه "وقد کان فریق منهم یسمعون کلام اللّٰه ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه" (۴۵۴)

"اور تحریف یعنی کسی چیز کا تبدیل کرنا تحریف قلمی (تحریف لفظی) اور تحریف

الکلام لغوی تحریف معنوی یہ دونوں صورتیں تحریف کی موجود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں'' اور دوسری جگہ فرمایا ''اور ان میں ایک گروہ ہے کہ اللہ کا کلام سنتے ہیں پھر سمجھنے کے بعد دانستہ بدل دیتے ہیں۔''

عام طور پر تحریف کی دو بڑی قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔تحریف لفظی اور تحریف معنوی۔ پھر تحریف لفظی ومعنوی میں سے ہر ایک کی کئی صورتیں ہیں مثلاً
(i) کوئی لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑھا دینا۔ (ii) کوئی لفظ یا عبارت کم کر دینا۔ (iii) الفاظ بدل دینا یعنی اصل لفظ نکال کر دوسرا لفظ داخل کر دینا۔ (iv) کتاب میں تغیر وتبدل نہ کریں مگر پڑھ کر سناتے وقت بدل کر پڑھیں۔ (v) کتب مقدسہ کے بعض حصوں (درسوں) کو بتا دیں بعض کو چھپا دیں۔ (vi) کتاب میں موجود احکامات کی بجائے لوگوں کو کوئی اور احکام بتا دیں اور کہیں یہ خدا کے احکامات ہیں۔ (vii) الفاظ مشترک المعنی کے وہ معنی بیان کرنا جو مقصود نہیں۔ (viii) آیات متشابہ کی غلط تاویل کرنا۔(ix) ان کے علاوہ اس بات کو بھی تحریف میں شامل کر لیا گیا ہے کہ ایک عبارت یا رسالہ لکھ کر مشہور کرنا یہ کلام الٰہی ہے۔بعض نے اس کو تحریف شمار نہیں کیا ہے۔

پہلی تین اور نویں قسم تحریف لفظی ہے۔ساتویں' آٹھویں تحریف معنوی جبکہ پانچویں اور چھٹی بھی تحریف میں شامل ہے مگر علماء ومفسرین نے اس کو ''کتمان'' سے تعبیر کیا ہے۔کتب سابقہ میں تحریف ہوئی اس پر سب کا اتفاق ہے۔اختلاف اس میں ہے کہ آیا تحریف لفظی یا معنوی ہوئی ہے۔اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ دونوں طرح کی تحریفات ہوئیں۔الفاظ اور معانی دونوں بگاڑ دیئے گئے ہیں۔

تحریف لفظی کے بارے میں قرآن مجید کی شہادت

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلام اللّٰه ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون (۴۵۵)

''تو اے مسلمانوں کیا تمہیں طمع ہے کہ یہودی تمہارے پر یقین لائیں گے اور ان میں ایک گروہ وہ تو کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے۔''

یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذکروا به (۴۵۶)

''اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ نصیحت کا جو انہیں دی گئی۔''

یحرفون الکلم من بعد مواضعه یقولون ان اوتیتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا (۴۵۷)

''اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو۔''

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند اللّٰه (۴۵۸)

''تو خرابی ہے اُن کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے۔''

تحریف معنوی کے بارے میں قرآن مجید کی شہادت

الفاظ مشترک المعنی کا وہ مفہوم بیان کیا جو مراد نہ تھا۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (۴۵۹)

''اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ۔''

کتاب میں تغیر نہ کیا مگر پڑھ کر سناتے وقت تبدیل کر کے لوگوں کو سنایا:

وان منهم لفریقا یلون السنتهم بالکتب لتحسبوه من الکتب وما هو من الکتب ویقولون هو من عند اللّٰه وما هو من عند اللّٰه ویقولون علی اللّٰه الکذب وهم یعلمون (۴۶۰)

''اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں کہ تم سمجھو کہ یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے اور اللہ پر دیدہ دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں۔''

کتمان کے بارے میں قرآن مجید کی شہادت

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والهدی من بعد ما بینه للناس فی الکتب اولٰئک یلعنهم اللّٰه ویلعنهم اللعنون (۴۶۱)

''بے شک وہ جو ہماری اُتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اس کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔''

ان الذین یکتمون ما انزل اللّٰه من الکتب ویشترون به ثمنا قلیلًا اولٰئک ما یاکلون فی بطونهم الا النار (۴۶۲)

''وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اُتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں۔''

اہل کتاب آپ ﷺ کی نشانیوں اور اوصاف کو چھپاتے تھے۔ اس قبیح حرکت کا ذکر یوں کیا:

یاهل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیراً مما کنتم تخفون من الکتب ویعفوا عن کثیر قد جاءکم من اللّٰه نور و کتب مبین (۴۶۳)

''اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔''

حاملین تورات نے اس میں اختلافات پیدا کر دیئے:

ذلك بان اللّٰه نزل الكتب بالحق وان الذين اختلفوا فى الكتب لفى شقاق بعيد (۴۶۴)

''یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری اور بے شک جو لوگ اس میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں۔''

(۲) تورات کے عبرانی' سامری اور یونانی نسخوں میں اختلافات

(۱) عبرانی نسخہ:

یہودیوں اور علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک معتبر نسخہ ہے۔

(۲) یونانی نسخہ:

عیسائیوں کے نزدیک پندرہ صدیوں میں سے ساتویں صدی تک معتبر تھا۔ اس وقت تک عیسائی حضرات عبرانی نسخہ کو تحریف شدہ مانتے تھے۔

(۳) سامری نسخہ:

یہ درحقیقت عبرانی نسخہ ہے مگر عہد عتیق کی سات کتابوں پر مشتمل ہے۔ یہ سامریوں کے نزدیک معتبر نسخہ ہے۔

ان تینوں نسخوں میں باہمی فرق' الفاظ کی تبدیلی کی شکل میں ہے۔ جسے تحریف

لفظی کہتے ہیں۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے "اظہار الحق" اور "اعجاز عیسوی" میں اس کی بہت سی مثالیں بیان کی ہیں چند ایک درج ذیل ہیں:

پہلا اختلاف

"پیدائش آدم علیہ السلام سے طوفان نوح علیہ السلام تک کے زمانے کے بارے میں ان تینوں نسخوں میں اس قدر سنگین اختلاف ہے جس کی کوئی معقول تاویل ممکن نہیں اور تحریف کو قبول کرنے کے سواء اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر طوفان نوح علیہ السلام کا زمانہ عبرانی نسخہ کے مطابق ۱۶۵۶ سال۔ بیشتر یونانی نسخوں کے مطابق ۲۲۶۲۔ سامری نسخہ کے مطابق ۱۳۰۷ سال۔ غور کریں ان تینوں نسخوں میں ایک دو سال نہیں بلکہ سینکڑوں سال کا فرق موجود ہے جس میں تطبیق ممکن نہیں پھر چونکہ تینوں کے مطابق نوح علیہ السلام کی عمر طوفان کے وقت ۶۰۰ سال متعین ہے اور آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۰ ہوتی ہے اس لیے تورات کے سامری نسخہ کے مطابق لازم آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی "وقت طوفان نوح علیہ السلام" عمر ۲۲۳ سال کی تھی اور یہ بات باتفاق مورخین غلط ہے اور عبرانی و یونانی نسخے بھی اس کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ عبرانی نسخے کے مطابق نوح علیہ السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی وفات کے ۱۲۶ سال بعد اور اکثر نسخوں کے مطابق ۷۳۲ سال بعد ہوئی۔" (۴۶۵)

دوسرا اختلاف

طوفان نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش تک کا زمانہ عبرانی نسخہ کے مطابق ۲۹۲ سال یونانی نسخہ کے مطابق ۱۰۷۲ سال اور سامری نسخہ کے مطابق ۹۴۲ سال ہے۔ یہ اختلاف بھی اس قدر شدید اور فحش ہے کہ ان نسخوں میں بھی کسی طرح تطبیق ممکن نہیں اور چونکہ عبرانی نسخہ کے مطابق ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۲۹۲ سال

معلوم ہوتی اور طوفان نوح علیہ السلام کے بعد ۳۵۰ سال زندہ رہے (پیدائش ۹: ۲۸) اس لیے لازم آتا ہے ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کے وقت ۵۸ سال کے ہوں گے جو باتفاق مورخین غلط ہے اور یونانی وسامری نسخے بھی اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

تیسرا اختلاف

''سوتم اردن کے پار ہو کر ان پتھروں کو جن کی بابت میں تم کو آج حکم دیتا ہوں کوہ عیبال پر نصب کر کے ان پر چونے کی استر کاری کرنا۔'' (۴۶۶)

اور یہ عبارت سامری نسخہ میں اس طرح ہے: ''ان پتھروں کو جن کی بابت میں تم کو آج کے دن حکم دیتا ہوں کوہ جریزم پر نصب کرو۔'' حالانکہ کوہ عیبال اور جریزم ایک دوسرے کے مقابل دو پہاڑ ہیں۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی ان عبارتوں کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فـفهم من النسخة العبرانية أن موسٰى عليه السلام امر ببناء الهيكل أعـنـي الـمسـجـد على جبال عيبال ومن النسخة السامرية أنه امر ببنائه على جبل جرزيم وبين اليهود والسامرين سلفًا وخلفًا نزاع مشهور تدعى كل فرقة منهما ان الفرقة الاخرى حرّفت التورٰية فى هذه المقام (۴٦۷)

''پس عبرانی نسخہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عیبال کے پہاڑوں پر ہیکل میری مراد ہے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور سامریہ نسخہ سے یہ ہے کہ آپ نے جرزیم کے پہاڑ پر اس کی تعمیر کا حکم دیا اور یہودیوں اور سامریوں کے درمیان مشہور اور اختلافی جھگڑا تھا ان دونوں میں سے ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا کہ دوسرے فرقے نے اس مقام پر تورات کو تحریف کیا۔''

چوتھا اختلاف

''اور اس نے دیکھا کہ کھیت میں ایک کنواں ہے اور کنوئیں کے نزدیک بھیڑ بکریوں کے تین ریوڑ بیٹھے ہیں کیونکہ اسی کنوئیں سے بکریاں پانی پیتی تھیں اور کنوئیں کے منہ پر بڑا پتھر دھرا رہتا تھا۔''(۴۶۸)

''انہوں نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے جب تک سب ریوڑ جمع نہ ہو جائیں۔''(۴۶۹)

پہلی آیت میں ''بکریوں کے تین ریوڑ'' اور دوسری میں ''سب ریوڑ'' کے الفاظ غلط ہیں۔ ان کی جگہ چرواہے ہونا چاہئے تھا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رقمطراز ہیں:

انه وقع من غلط الكاتب لفظ قطعان الغنم بدل لفظ الرعاة (۴۷۰)

''تحقیق وہ کاتب کی غلطی سے ہوا ہے لفظ'' قطعان الغنم '' بھیڑوں کا ریوڑ بدل ہے لفظ رعاہ (چرواہا) کا۔''

پانچواں اختلاف

''کتاب پیدائش ۴: ۸ اُردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھا ہے ''اور قائین نے اپنے بھائی ہابیل کو کچھ کہا اور جب وہ دونوں کھیت میں تھے تو یوں ہوا کہ قائین نے اپنے بھائی ہابیل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا'' اور تفسیر ہنری واسکاٹ کی روایت کے مطابق یہ آیت سامری نسخہ و یونانی نسخہ اور قدیم ترجموں میں اس طرح ہے: ''قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے کہا آؤ ہم کھیت کی طرف چلیں اور جب وہ کھیت پر پہنچے'' اس میں یہ عبارت کہ '' آؤ ہم کھیت کی طرف چلیں'' عبرانی نسخے سے خارج کر دی گئی۔ ہورن اپنی تفسیر جلد دوم ۱۹۳ پر لکھتا ہے کہ '' یہ عبارت سامری یونانی اور آرامی نسخوں میں اور اسی طرح اس لاطینی نسخہ میں جو پالی کلاٹ والٹن میں چھپا تھا' موجود ہے اور ڈاکٹر کنی کاٹ

نے عبرانی نسخے میں اس کے داخل کئے جانے کا فیصلہ کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ عبارت بہترین ہے۔" (۴۷۱)

چھٹا اختلاف

"کتاب پیدائش ۷: ۱۷' عبرانی نسخہ میں یوں ہے کہ "اور چالیس دن تک زمین پر طوفان رہا" اور یہی جملہ یونانی ترجموں اور بہت سے لاطینی نسخوں میں اس طرح کہ "اور طوفان چالیس دن رات زمین پر رہا۔" عبرانی نسخہ کے اسی باب کی آیت ۱۲ میں بھی چالیس دن اور چالیس رات کی تصریح موجود ہے جس سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عبرانی نسخہ کے ۷: ۱۷ میں "رات" کا لفظ خارج ہو گیا۔ چنانچہ ہورن اپنی تفسیر کے جلد اول میں لکھتا ہے کہ ضروری ہے کہ لفظ "رات" کا اضافہ عبرانی متن میں کیا جائے۔" (۴۷۲)

ساتواں اختلاف

"کتاب پیدائش ۳۵: ۲۲ عبرانی نسخہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھا ہے "اور اسرائیل کے اس ملک میں رہتے ہوئے یوں کہ روبن نے جا کر اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گیا۔" ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں اس آیت کے متعلق یوں اعتراف کیا گیا۔ "یہودی مانتے ہیں کہ اس آیت میں کچھ نہ کچھ ضرور حذف کیا گیا۔ یونانی ترجمہ نے اس کی کمی کو ان الفاظ کے اضافہ سے پورا کیا ہے کہ "اور وہ اس کی نگاہ میں حقیر ہو گیا" ملاحظہ ہو عبرانی نسخہ کے اس مقام پر یہودیوں کو بھی اعتراف ہے کہ حذف واقع ہوا ہے جبکہ یہی جملہ یونانی نسخہ میں اب بھی موجود ہے اور عبرانی نسخہ سے ایک جملہ کا کم کر دیا جانا اہل کتاب کے نزدیک کچھ زیادہ مستعد نہیں چہ جائیکہ ایک دو حرف۔" (۴۷۳)

آٹھواں اختلاف

''کتاب گنتی ۱۰: ۶ عبرانی نسخہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں لکھا ہے: ''جب تم دوبارہ سانس باندھ کر زور سے پھونکو تو ان لشکروں کا جو جنوب کی طرف ہیں' کوچ ہو' سو کوچ کے لئے سانس باندھ کر زور سے نرسنگا پھونکا کریں'' اور یونانی ترجمہ میں اس کے بعد یہ عبارت موجود ہے کہ ''اور جب تیسرا سانس پھونکو مغرب کی طرف لشکروں کا کوچ ہو اور جب چوتھا سانس پھونکو تو ان لشکروں کا جو شمال کی جانب ہیں' کوچ ہو'' غالب یہی ہے کہ عبرانی نسخہ سے یہ عبارت بھی حذف کر دی گئی۔'' (۴۷۴)

نواں اختلاف

''توریت کے سامری اور عبرانی نسخوں میں انسٹھ مقامات پر موجود اختلافات کی مندرجہ ذیل چھ قسمیں ہیں۔

(پہلی قسم) عبرانی اور سامری نسخوں میں واقعات کا اختلاف جن مقامات میں سامری نسخہ عبرانی نسخہ سے زیادہ عبارت موجود ہے۔ وہ حسب ذیل گیارہ مقامات ہیں۔ کتاب پیدائش باب ۲: ۴' باب ۷: ۲' باب ۱۹: ۱۹' باب ۲۰: ۲' باب ۲۳: ۱۶' باب ۲۴: ۱۴' باب ۴۹: ۱۰ اور ۱۱' باب ۵۰: ۲۶' کتاب خروج باب ۱: ۲' باب ۴: ۲۔

(دوسری قسم) قرینہ اور قیاس سامرانی نسخہ کے الفاظ کا مقتضی ہے۔ کتاب پیدائش باب ۳۱: ۴۹' باب ۳۵: ۲۶' باب ۳۷: ۱۷' باب ۴۱: ۳۴' ۴۳' باب ۴۰: ۳' کتاب استثناء' باب ۳۲: ۵۔

(تیسری قسم) سامری نسخہ میں کچھ زیادتی ہے۔ کتاب پیدائش باب ۲۹: ۱۵' باب ۳۰: ۳۶' باب ۴۱: ۱۶' کتاب خروج باب ۷: ۱۸' باب ۸: ۲۳' باب ۹: ۵' باب ۲۱: ۲۰' باب ۲۲: ۵' باب ۲۳: ۱۰' باب ۳۲: ۹' کتاب استثناء باب ۲۵: ۲۱۔

(چوتھی قسم) نسخہ سامری میں تحریف یہ تغیر و تبدل کرنے والا سرتا نامی ایک محقق ہے۔
کتاب پیدائش باب ۲: ۲' باب ۴: ۱۰' باب ۹: ۵' باب ۱۰: ۱۹' باب ۱۱: ۲۱' باب ۱۸: ۳'
باب ۱۹: ۱۲' باب ۲۴: ۳۸'۵۵' باب ۳۵: ۷' باب ۳۶: ۶' باب ۴۱: ۵۰' کتاب خروج
باب ۱: ۵' باب ۱۳: ۶' باب ۱۵: ۵' کتاب گنتی باب ۲۲: ۳۲۔
(پانچویں قسم) اسی قسم کے اختلافات کتاب پیدائش باب ۵: ۸' باب ۱۱: ۳۱' باب ۱۹:
۹' باب ۲۷: ۳۴' باب ۳۹: ۴' باب ۴۳: ۲۵۔ کتاب خروج باب ۱۲: ۴۰' باب ۴۰: ۲۷'
کتاب گنتی باب ۴: ۱۴' کتاب استثناء باب ۲۰: ۱۶۔
(چھٹی قسم) سامری نسخہ میں نقص اور کمی یعنی عبرانی نسخہ کے مقابلہ میں سامری میں کمی
کتاب پیدائش باب ۲۰: ۱۶' باب ۲۵: ۱۴۔ مندرجہ بالا اختلافی مقامات کے علاوہ بھی
عبرانی اور یونانی نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً کتاب خروج' باب ۳۲: ۳۲' باب
۳۸: ۸۔"(۴۷۵)

(۳) تحریف تورات کے داخلی ثبوت

تحریف تورات کے موضوع کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

(۱) الفاظ کی تبدیلی' (۲) الفاظ کی زیادتی' (۳) حذف الفاظ۔

(۱) الفاظ کی تبدیلی

تورات میں تحریف لفظی کے حوالے سے جو تحریف ہوئی اس میں "الفاظ کی تبدیلی سرفہرست ہے یعنی ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ یا ایک عبارت کی جگہ دوسری عبارت شامل کر دی گئی۔ "الفاظ کی تبدیلی" کی مثالیں وہی ہیں جو "عبرانی سامری اور یونانی تورات میں اختلافات" کے تحت پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ لہٰذا اب انہیں دوبارہ یہاں ذکر کرنا تکرار کا باعث ہوگا۔

(۲) الفاظ کی زیادتی

جس طرح تورات میں الفاظ تبدیل کر دیئے گئے۔ اسی طرح اس میں الفاظ بڑھا دیئے گئے۔ بعض مقامات پر تو کئی کئی فقرات کا اضافہ ہوا ہے۔

دلیل اوّل:

کتابِ پیدائش میں لکھا ہے ''اور بیشتر اس کے کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی بادشاہ قابض ہو ملک ادوم پر یہ بادشاہ حکمران تھے۔'' مولانا رحمت اللہ کیرانوی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

ولا یمکن ان تکون هذه الآیة من کلام موسٰی علیه السلام لانها تدل علی ان المتکلم بها بعد زمان قامت فیه سلطنة بنی اسرائیل واول ملوکهم شاؤل وکان بعد موسٰی علیه السلام بثلثمائة وست خمسین سنة (۴۷۶)

''اور ممکن نہیں ہے کہ یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے کلام میں سے ہو کیونکہ یہ دلالت کرتی ہے کہ اس کا کہنے والا اس زمانے کے بعد میں ہوا جس زمانے میں بنی اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی اور ان کا پہلا بادشاہ شاؤل تھا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تین سو چھپن سال بعد تھا۔''

دلیل دوم:

''چنانچہ آج تک کہاوت ہے کہ ''پہاڑ پر خداوند مہیا کرے گا'' (۴۷۷)

حالانکہ اس پہاڑ پر ''خداوند کے پہاڑ'' کا اطلاق اس ہیکل کی تعمیر کے بعد ہی ہوا ہے جس کو سلیمان علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے کئی سو سال بعد میں بنایا تھا۔

دلیل سوم:

''اور سعیر میں پہلے حوری رہتے تھے۔ ان کو بنی عیسو نے نکال دیا اور اپنے سامنے سے نابود کر دیا اور ان کی جگہ میں آپ بسے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی میراث کی اس سرزمین میں کیا جو خداوند نے انہیں عطا کی۔'' (۴۷۸)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی لکھتے ہیں:

ھذہ الایۃ الحاقیۃ وجعل ھذا القول "کما فعل بنو اسرائیل" الی آخرہ دلیل الحاق (۴۷۹)

''یہ حاقیہ آیت ہے اور اس قول کو جیسا کہ بنی اسرائیل نے کیا .... آخر تک ''حاق'' کی دلیل بنایا۔''

دلیل چہارم:

کتاب استثناء کی پہلی پانچ آیات اور اس کا باب چونتیس موسیٰ علیہ السلام کا کلام نہیں ہوسکتا۔

فالیھود والمسیحون متفقون علی ان ھذا الباب لیس من کلام موسٰی علیہ السلام بل ھو الحاق (۴۸۰)

''پس یہودی اور عیسائی اس پر متفق ہیں کہ یہ باب موسیٰ علیہ السلام کے کلام سے نہیں ہے بلکہ وہ ''حاق'' ہے۔''

دلیل پنجم:

''کوئی ولد الحرام خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو اس کی دسویں پشت تک کوئی خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔'' (۴۸۱)

ظاہر ہے کہ یہ حکم خدا کا نہیں ہوسکتا ورنہ لازم آئے گا کہ داؤد علیہ السلام اور فارض

تک ان کے تمام آباؤ اجداد خدا کی جماعت میں داخل نہ ہوں کیونکہ داؤد علیہ السلام فارض کی دسویں پشت میں ہیں جبکہ انجیل متی باب اوّل سے معلوم ہوتا ہے اور فارض ولد الزنا ہے۔ کتاب پیدائش باب ۳۸ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(۴) حذف الفاظ

حذف الفاظ کی کچھ مثالیں پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ چند ایک ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال:

''یقیناً جان لے کہ تیری اولاد ایک غیر ملک میں پردیسی ہوگی اور وہاں کے لوگوں کی غلام بنے گی اور وہ چار سو برس تک انہیں دکھ دیں گے۔ پھر میں اس قوم کی عدالت کروں گا جس کی وہ غلام ہوگی اور بعد اس کے وہ بڑی دولت لے کر نکلیں گے۔'' (۴۸۲)

یہ دونوں آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اس سرزمین سے مراد مصر کا ملک ہے جن لوگوں نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا تھا اور انہیں تکالیف میں مبتلا کیا۔ بعد میں خدا نے انہیں سزا دی اور بنی اسرائیل بے شمار مال لے کر نکلے۔ یہ لوگ مصری تھے۔

''اور بنی اسرائیل نے ملک مصر میں چار سو تیس برس قیام کیا۔'' (۴۸۳)

دوسری مثال:

کتاب پیدائش میں لکھا ہے: ''سو تم ضرور ہی میری ہڈیوں کو یہاں سے لے جانا۔'' (۴۸۴)

عبرانی نسخے سے لفظ ''اپنے ساتھ'' گرا دیا گیا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی لکھتے ہیں:

فاذھبوا بعظامی ''من ھھنا معکم'' تلفظ معکم سقط من

العبرانیة (۴۸۵)

''پس لے جاؤ کچھ ''من ھھنا معکم'' اس جگہ تمہارے ساتھ لفظ معکم جو عبرانی سے ساقط ہوا ہے۔''

تیسری مثال:

کتاب خروج میں لکھا ہے ''اور اس کے ایک بیٹا ہوا اور اُس نے اس کا نام جیرسوم یہ کہہ کر رکھا کہ میں اجنبی ملک میں مسافر ہوں۔'' (۴۸۶)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی لکھتے ہیں:

فعندھم ھذہ العبارة ساقطة من نسخة العبرانیة (۴۸۷)

''پس ان کے نزدیک یہ عبارت عبرانی نسخوں سے ساقط ہے۔''

چوتھی مثال:

کتاب خروج میں لکھا ہے ''اس سے ہارون اور موسیٰ پیدا ہوئے۔'' (۴۸۸)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی لکھتے ہیں کہ بعض نسخوں میں یہ بھی لکھا ہے: ''اور ان کی بہن مریم پیدا ہوئی'' لیکن عبرانی نسخے سے لفظ مریم کو حذف کر دیا گیا۔

فلفظ مریم اختھا سقط من العبرانیة (۴۸۹)

''پس لفظ (مریم اختہا) مریم اُس کی بہن عبرانی میں نہیں ہے۔''

تدوین تورات پر آسمانی بلائیں

یہود و نصاریٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ تورات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تصنیف فرمایا اور اسے علمائے یہود اور بنی اسرائیل کے سپرد کر دیا تھا اور انہیں حکم دیا کہ اس کی حفاظت کرنا اور اسے صندوق شہادت میں رکھوا دیا۔

''اور جب موسیٰ اس شریعت کی ساری باتوں کو کتاب میں لکھنے سے فارغ ہوا

تو اس نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق اُٹھانے والے تھے، حکم دیا اور ان سے کہا کہ اس شریعت کی کتاب کو لو اور خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق میں ایک طرف اسے رکھو۔" (۴۹۰)

اور موسیٰ کے حکم کے مطابق ہر سات سال کے آخر میں عید کے روز اسے پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ پہلے طبقہ کے لوگ اس وصیت پر عمل کرتے رہے۔ پھر بنی اسرائیل کی حالت میں تغیر و تبدل پیدا ہوا کبھی مرتد ہو جاتے کبھی ایمان لے آتے (قضات، باب ۲)۔ اس طرح بنی اسرائیل پر مصائب و آلام نازل ہونے لگے آسمانی بلاؤں کے نزول سے متعدد مرتبہ تورات گم ہوتی رہی اور مدت دراز تک لوگوں کی نظروں سے مخفی رہی۔ ذیل میں ان حالات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

تورات کی پہلی بربادی

تورات کا نسخہ عہد کے صندوق میں تھا۔ داؤد علیہ السلام کے دور حکومت میں اور اس سے قبل جو انقلاب آئے اس دوران وہ نسخہ جو صندوق میں تھا، ضائع ہو چکا تھا۔ یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ یہ نسخہ کب ضائع ہوا۔ حضرت سلیمان نے اپنے دور حکومت میں جب صندوق کھولا تو اس میں سوائے دو تختیوں کے جن پر احکام عشرہ لکھے تھے اور کوئی چیز نہ نکلی۔

"اور صندوق میں کچھ نہ تھا سوائے پتھر کی دو تختیوں کے جنہیں موسیٰ نے حوریب میں اس کے اندر رکھا جب خداوند نے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد کیا جس وقت کہ وہ ملک مصر سے نکلے۔" (۴۹۱)

عہد عتیق کے مطابق سلیمان علیہ السلام کے آخری دور میں وہ زبردست انقلابات پیش آئے جن کی شہادت کتب مقدسہ دے رہی ہیں یعنی سلیمان علیہ السلام (نعوذ باللہ)

زندگی کے بالکل آخری اوقات میں محض بیویوں کی ترغیب کے تحت مرتد ہو گئے اور بت پرستی شروع کر دی اور بت خانے تعمیر کیے (ملوک اوّل' باب ۱۱)۔ اب چونکہ وہ خود بت پرست مرتد بن چکے تھے اس لئے ان کو تورات سے کوئی مطلب باقی نہ رہا اور ان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے تمام خاندان منتشر ہو گئے۔ ایک کی بجائے دو سلطنتیں ہو گئیں اور دونوں سلطنتوں میں کفر و ارتداد کا بازار گرم رہا اور جو لوگ تورات کے مسلک پر باقی رہ گئے۔ کاہن کہلاتے تھے۔ انہوں نے یہودہ کی سلطنت میں ہجرت کر لی۔ اس طرح یہ تمام خاندان اس زمانہ سے کافر و بت پرست چلے آتے تھے۔ آخر خدا نے ان کو اس طرح برباد اور ختم کیا کہ اموریوں کا ان پر تسلط ہو گیا (ملوک دوم' باب ۱۷)۔

یروشلم اور بیت المقدس دو مرتبہ مٹ چکا تھا۔ پہلی بار جب شاہ مصر کا تسلط ہوا۔ دوسری مرتبہ جب اسرائیل کا مرتد بادشاہ مسلط ہوا (ملوک دوم' باب ۲۱)۔ بالآخر جب یوسیا بن آمون سریر آرائے سلطنت ہوا تو اس نے سچے دل سے توبہ کی اور خدا کی طرف متوجہ ہوا اور شریعت موسوی کے رواج کی طرف راغب ہوا مگر اس کے باوجود اس کی ابتدائے حکومت سے سترہ سال تک کسی نے تورات کی شکل نہ دیکھی اور نہ خبر سنی۔ یوسیا کے دور حکومت کا اٹھاسویں سال میں حلقیاہ کاھن نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھے بیت المقدس میں توریت کا نسخہ ملا ہے اور یہ نسخہ اس نے سافن منشی کو دے دیا۔ پھر اس نے اس کو یوسیاہ کے سامنے پڑھا۔

چنانچہ احبار دوم میں لکھا ہے ''حلقی یاہ کاہن نے خداوند کی شریعت کی کتاب پائی جو موسیٰ کے ہاتھ کی لکھی تھی اور حلقی یاہ نے شافان کاتب سے کہا کہ میں نے شریعت کی کتاب خداوند کے گھر میں پائی ہے .... جب بادشاہ نے شریعت کی باتیں سنی تو اس نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔'' (۴۹۲)

اس طرح تورات ایک طویل مدت تک لوگوں کی نظروں سے چھپی رہی اور

اس عرصہ کے دوران کسی کو تورات کے بارے میں علم نہیں تھا' سیّد ذوقی شاہ لکھتے ہیں:

''اگرچہ عیسائی مصنّفین تورات کے پہلی بار گم ہونے کا زمانہ عہد منسی قرار دیتے ہیں مگر بائبل سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ اگر منسی نے اپنی بدکاری اور بت پرستی کے دور میں تورات کو غائب بھی کیا تھا تو وہ غائب ہونے کے بعد ضرور اسے ظاہر کرتا' صحیح تر تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ۹۷۱ قبل مسیح رجعام شاہ یہود کی سلطنت کے پانچویں سال شاہ مصر نے یروشلم پر چڑھائی کی اور ہیکل اور یہودی بادشاہ کے گھر کو لوٹا اس وقت تورات ضائع ہوئی اس حساب سے تین سو برس تک تورات غائب رہی۔ اس میں شک نہیں کہ جب کاہنوں کے سردار حلقیاہ نے اس کے دوبارہ ہاتھ آنے کا اعلان کیا تو قوم میں اس وقت ایک بھی ایسا شخص نہ تھا جو مضامین تورات سے آگاہ ہوتا اور اس امر کی تصدیق کر سکتا کہ اصلی تورات ہاتھ آئی ہے یا کوئی اور کتاب غلطی سے تورات سمجھ لی گئی۔'' (۴۹۳)

بہت سی وجوہات ہیں کہ اصل تورات محفوظ نہ رہی اور دوبارہ ملنے والی تورات کی تصدیق نہ ہو سکی کیونکہ ایک تو اس وقت طباعت کا کوئی انتظام نہ تھا دوسرا اس کے نسخوں کا وجود بھی نہ تھا اور تیسرا تورات کا کوئی حافظ نہ تھا۔ قوم بدکار ہو چکی تھی لہٰذا اس کتاب کے مضامین کی تصدیق کرنے والا کوئی نہ ملا۔ بقول ذوقی شاہ:

''خلقیاہ نے جس کتاب کو پیش کیا وہ حقیقتاً تورات ہی تھی۔ شریعت موسوی کی رو سے بھی اس کی تصدیق کے لئے کم از کم دو یا تین گواہوں کی ضرورت تھی (تثنیہ شرع ۱۹:۱۵)۔ دو تین شخص ایسے ہوتے جو تورات کے حافظ ہوتے اور گواہی دیتے۔ یہاں یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ دشمنوں کی برباد کی ہوئی کتاب پچھتر یا تین سو سال کے بعد خلقیاہ کے ہاتھ کیونکر آئی۔ اگر کسی خیر خواہ نے اسے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھنے کی غرض سے اسے چھپا رکھا تھا تو وہ اسے اپنے گھر میں رکھتا نہ کہ ہیکل میں کہیں ادھر

اُدھر پھینک دیتا اور وہ اتنی مدت تک سلامت رہتی۔ اگر بت پرست بادشاہوں نے اسے کینہ سے چھپا رکھا تو اس کا جلا دینا آسان تر تھا بہ نسبت زمین میں دفن کرنے کے۔ اگر زمین میں دفن کیا جیسا اکثر عیسائی مصنفوں کا خیال ہے تو اتنی مدت تک زمین میں دفن کی ہوئی چیز بالخصوص ایک کتاب خاک کیوں نہ ہو گئی۔ اگر ساری کتاب نہیں تو چند اوراق ہی اس کے بوسیدہ کیوں نہ ہوئے اور ضائع ہوئے مگر تعجب تو یہ ہے کہ مدت دراز تک کتاب کے بے احتیاط اور لامعلوم طور پر پڑے رہنے کے۔ اس کے ایک لفظ کے جاتے رہنے کا بھی اہل کتاب اقرار نہیں کرتے اور اگر زمین میں دفن نہیں کیا گیا بے پرواہی کے ساتھ ہیکل میں ڈال دیا گیا تو ہیکل کا ایسا کون سا مقام تھا کہ سالہا سال تک وہ کتاب محفوظ پڑی رہی اور ہیکل کے سینکڑوں خدمت گاروں نے اسے نہ دیکھا۔ ان جملہ امور پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ خلقیاہ کی پیدا کردہ تورات موسیٰ علیہ السلام کی تورات نہ تھی۔ یہ تورات کی پہلی بربادی کا قصہ ہے۔" (۴۹۴)

تورات کی دوسری بربادی

تقریباً چھ سو برس قبل ولادت مسیح بخت نصر تاجدار بابل نے سلطنت یہود پر حملہ کیا۔ یہودیوں کو بے رحمی سے قتل کیا جو باقی بچے انہیں قید کر لیا۔ یہ لوگ ستر برس تک بابل میں اسیر رہے۔ جب وہاں سے آزاد ہوئے تو اپنی مادری زبان تک بھول چکے تھے اور کلدانی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان سے آشنا نہ تھے۔ بخت نصر کے حملوں کی تفصیلات ملوک' دوم باب ۲۴' ۲۵ اور اخبار دوم باب ۳۶ میں ملتی ہیں۔

"اور خداوند کا گھر اور بادشاہ کا گھر اور یروشلم کے تمام گھر جلا دیئے۔" (۴۹۵)

"اور خدا کے گھر کو جلایا اور یروشلم کی دیوار کو گرا دیا اور اس کی سارے محلوں کو آگ سے جلایا اور اس کی سب قیمتی چیزوں کو تلف کیا اور جو تلوار سے بچ گئے ان کو بابل

میں جلا وطن کیا۔"(۴۹۶)

"اس تباہی کا وقوع ۶۰۶ قبل مسیح بیان کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل خلقیاہ کی پیش کردہ تورات کا نسخہ عبادت خانہ میں رہتا تھا مگر بخت نصر نے ہیکل کو لوٹا اور جلایا تو وہ نسخہ بھی ضائع ہو گیا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے بابل سے واپس آنے کے بعد تورات کی تالیف جدید کی ضرورت پیش آئی۔ بقول عیسائی علماء کے عزرا کاہن نے صدر مجلس کے مشورہ سے تقریباً ۴۵۰ قبل مسیح جدید تورات مرتب کرنا شروع کی۔ تورات کی اس دوسری بربادی کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد جب از سر نو کتاب کی تیاری شروع ہوئی تو کتاب تیار کرنے والوں نے کچھ اپنے حافظہ پر اعتماد کر کے کچھ دوسروں کی زبانی بیان پر بھروسہ کر کے جو کچھ فراہم ہو سکا اس سے تورات کو ایک تصنیف جدید کی صورت میں لکھنا شروع کر دیا۔ اگر تورات کا ایک نسخہ بھی کہیں سے ہاتھ آ گیا ہوتا تو اس کی نقل با آسانی ہو سکتی تھی اور تصنیف جدید کے طور پر لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ تورات کی دوسری بربادی ہے۔"(۴۹۷)

تورات کی تیسری بربادی

"ولادت مسیح سے ایک سو ستر برس قبل انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انیٹونیس نے یہودیوں کے مذہب اور ان کی جداگانہ قومیت کو مٹانے کی غرض سے یروشلم پر بار بار حملے کئے۔ ہیکل کو بے حرمت کیا۔ مقدس صحیفوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جلایا۔ یہودیوں کو بت پرستی پر مجبور کیا۔ یک دفعہ چالیس ہزار یہودی قتل ہوئے اور اتنے ہی غلام بنائے۔ ہیکل کا اسباب لوٹا' ایک مرتبہ سبت کے موقع پر یہودی عبادت کے لئے ہیکل میں موجود تھے۔ ان کے قتل عام کا حکم دیا۔ سوائے ان کے جو پہاڑوں غاروں میں بھاگ گئے۔ کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ متعدد عیسائی مورخین نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ انیٹونیس

نے یروشلم کو فتح کر کے عہد عتیق کے جس قدر نسخے اسے دستیاب ہوئے انہیں پھاڑا اور جلا دیا۔ حکم دیا کہ جس کے پاس اس کتاب کا کوئی نسخہ یا جو شخص شریعت کی رسم بجا لائے وہ قتل کر دیا جائے۔"(۴۹۸)

مکابین اوّل میں لکھا ہے: "اور شریعت کے جتنے طومار پائے جاتے وہ پھاڑ کر آگ میں جلا دیئے جاتے تھے اور جس کسی کے پاس عہد کا طومار پایا گیا جو کوئی شریعت کو عمل میں لاتا وہ شاہی فرمان کے مطابق قتل کر دیا جاتا۔"(۴۹۹)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی لکھتے ہیں عیسائی کتب تواریخ کے مطابق یہ سنگین حادثہ ساڑھے تین سال تک برابر جاری رہا۔ "اہل علم اس امر پر متفق ہیں کہ اصل تورات کا نسخہ اور اس طرح عہد عتیق کی کتابوں کے اصل نسخے بخت نصر کے فوجیوں کے ہاتھوں یروشلم اور ہیکل کی تباہی کے وقت سب کے سب ضائع ہو گئے اور جب ان کی صحیح نقلیں عزرا علیہ السلام پیغمبر کے ذریعہ دوبارہ شائع ہوئیں تو وہ بھی انیتوکس حادثہ میں ضائع ہو گئیں۔"(۵۰۰)

"یہ تیسری بربادی ہے جو کہ تورات بلکہ عہد عتیق کی وقوع میں آئی۔ اس فتنہ کے فرو ہونے کے بعد جب یہودہ مقابیں نے ۱۶۵ قبل مسیح میں ہیکل کی مرمت شروع کی تو اس نے توریت وغیرہ کی ایک نقل کسی نہ کسی طرح پیدا کر کے ہیکل میں رکھی۔"(۵۰۱)

چوتھی بربادی

"۷۰ ق م میں طیطس (ٹائیٹس) شہزادہ روم نے یروشلم کو فتح کر کے غارت کر دیا۔ ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا گیا۔ گیارہ لاکھ یہودیوں کو قتل کر ڈالا گیا۔ ہزاروں کو غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ تخمینہ ہے کہ کل تیرہ لاکھ ستاون ہزار چھ سو ساٹھ

(۶۶۰-۱۳۵۷) یہودی اس بلائے عظیم کا شکار ہوئے اور تورات تو ایسی بے نام ونشان ہو گئی کہ اب تک اہل کتاب کو یہ گمان ہے کہ اسے دار السلطنت روم میں پہنچایا گیا لیکن یہ گمان ہی گمان ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ جب ہیکل کی آتشزدگی کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے اور لاکھوں مقتولوں کا انسانی خون کا سیلاب انسانی ہوش وحواس کو بہائے لیا جاتا ہے۔ اس وقت اتنی فرصت کسے تھی جو اس دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے ایک کتاب کو نکالتا۔"(۵۰۲)

پانچویں بربادی

"چوتھی بربادی کے تقریباً ۶۵ سال بعد قیصر ہڈرین کے عہد میں یہودیوں کی پھر شامت آئی۔ تقریباً پانچ لاکھ قتل ہوئے بقیہ لوگ شہر سے نکالے گئے اور یروشلم کے ویران کھنڈروں میں بھی انہیں آنے کی اجازت نہ ملی۔ رومیوں کو اس شہر میں بسایا گیا اور بیت المقدس کو مسمار کر کے وہاں ہل چلوا دیئے گئے۔ پھر اس جگہ جیوپیٹر دیوتا کا ایک مندر کھڑا کر دیا گیا اور کوہ کلوری پر وینس یوی کی مورت رکھ دی گئی۔ شہر تک کا نام بدل کر ایلیہ رکھ دیا گیا۔ اس سلسلہ میں تورات کی پانچویں تباہی واقع ہوئی۔"(۵۰۳)

چھٹی بربادی

"۴۰۰ء کے قریب رومیوں پر شمال کی جانب سے آئی ہوئی وحشی قوموں نے غلبہ حاصل کر لیا۔ یہ قومیں بت پرست اور پرلے درجے کی وحشی تھیں جہاں جہاں ان کا غلبہ ہوا۔ مدرسوں، کتب خانوں، علم اور دین کے مکتوبات اور نوشتوں پر تباہیاں اور آتشزدگیاں اور بربادیاں نازل ہوتی گئیں۔ ایک مدت تک ہر طرف تاریکی میں تاریکی پھیلتی گئی۔ متذکرہ بالا وحشی قوم کے دور جہالت میں تورات پر چھٹی بربادی نازل ہوئی۔"(۵۰۴)

ساتویں بربادی

''۶۱۴ء میں شاہ ایران خسرو پرویز نے یروشلم پر چڑھائی کر کے نوے ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ تمام گرجا گھروں اور متبرک مکانوں کو حتیٰ المقدور ڈھا دیا اور اس طرح تورات عہد عتیق اور انجیل تباہ برباد ہو گئی۔''(۵۰۵)

آٹھویں بربادی

ان بربادیوں کے علاوہ جو اغیار کی طرف سے ہوئیں یہودیوں نے خود بھی اپنی کتب کو برباد کیا اور ان کی اس حرکت کو تورات کی آٹھویں بربادی قرار دیا جاتا ہے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رقمطراز ہیں:

ان الیھود اعدموا نسخا کتبت فی ائمة السابعة والثامنة لانھا کانت تخالف مخالفة کثیرة للنسخ التی کانت معتمدة عندھم ولذلك ما وصلت الی مصححی العھد العتیق النسخة المکتوبة فی ھاتین المئتین فبعد ما اعدمت بقیت النسخ التی کانوا یرضون بھا فکان لھم مجال واسع للتحریف (۵۰۶)

''بے شک یہود نے ان نسخوں کو جو کہ ساتویں اور آٹھویں صدی میں لکھے گئے تھے' کو مٹا دیا کیونکہ ان نسخوں کے بہت زیادہ خلاف تھے جن پر ان کا انحصار تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان دوسو سالوں میں لکھے گئے پرانے دور کے نُسخے نہیں مل سکے۔ پس اس کے بعد باقی نُسخے مٹ گئے۔ جن کو وہ پسند کرتے تھے یوں تحریف کے لیے ان کے ہاں میدان وسیع تھا۔''

(۵) تورات کے تراجم اور تحریف

تورات کے مترجمین نے ابھی تک تورات میں تحریف کا دروازہ کھول رکھا

ہے۔ترجمہ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق ردوبدل کرتے رہتے ہیں۔اس کی سب سے واضح مثال تثنیہ شرع ۲۳:۲ ہے جس میں عبارت ''کتنے قدسیوں کے ساتھ آیا؟'' میں ردوبدل کیا گیا ہے۔مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) پروٹسٹنٹ بائبل اُردو ترجمہ ۱۸۷۰ء میں لکھا ہے: ''دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔''(۵۰۷)

(۲) پروٹسٹنٹ بائبل اُردو ترجمہ ۱۹۸۷ء ''اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔''(۵۰۸)

(۳) الکتاب المقدس (عربی بائبل)''واتی من ربوات القدس''(۵۰۹)

(۴) کیتھولک بائبل ''اور مریبہ قادیش میں آیا۔''(۵۱۰)

(۵) فارسی کتاب مقدس ''وبا کرور ہای مقدسین آمد''(۵۱۱)

(۶) ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن:

"He come from the ten thousands of holy ones."(۵۱۲)

(۷) نیو ورلڈ ٹرانسلیشن:

"And with him were holy mysiad's."(۵۱۳)

(۸) کرسچن کنٹری بائبل کیتھولک

"He has come to Maribah Kadesh for them."(۵۱۴)

(۹) دی یروشلم بائبل:

"For them he came after the mustering at Kadesh."(۵۱۵)

(۱۰) نیو انٹرنیشنل ورشن:

"He came with mysiad's of holy ones."(۵۱۶)

(۱۱) ٹوڈے انگلش ورشن:

"Ten thousands angels were with him."(۵۱۷)

(۱۲) دی نیو انگلش بائبل:

"And with him were my riads of holy ones."(۵۱۸)

(۱۳) دی لِوِنگ بائبل:

"Surrounded by ten thousands of holy angels."(۵۱۹)

(۱۴) یہودی تفسیر ڈاکٹر ہرٹز:

"And he come with ten thousand's of saints."(۵۲۰)

(۱۵) کنگ جیمز ورژن:

"And he come from the myriads holy."(۵۲۱)

نمونے کے طور پر دیئے گئے تراجم سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ کہیں تو ترجمہ ''دس ہزار'' کہیں لاکھوں' کہیں ''کروڑوں'' اور مزید یہ قادیش کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تورات کے مترجمین ترجمہ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق اس میں تبدیلی کرتے ہیں جبکہ اصل میں یہ عبرانی لفظ ''ربووہ'' ہے جو کثرت عدد یعنی دس ہزار کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔لیکن مترجمین نے تحریف کرتے ہوئے اس کا مفہوم بدل دیا ہے۔

دوسری مثال:

خروج ۳:۱۴ کے ترجمے میں ردو بدل کیا گیا ہے۔

(۱) پروٹسٹنٹ اُردو ترجمہ:

''خدا نے موسیٰ سے کہا میں جو ہوں سو میں ہوں' سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا میں جو ہوں' نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔''(۵۲۲)

(۲) کیتھولک اُردو ترجمہ:

''خدا نے موسیٰ سے کہا میں ہوں جو ہوں اور اس نے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا وہ جو ہے اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔''(۵۲۳)

(۳) ''انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا'' کے مذہب کے ایسوسی ایٹ ایڈیٹر لسن وڈ فریڈرک

سین لکھتے ہیں کہ اس اصطلاح کو یوں بھی ترجمہ میں ڈالا جا سکتا ہے۔

(میں ظہور میں لاؤں گا' سو لاؤں گا)

"I will cause to be that which I will cause to be."(۵۲۴)

(۴) پادری ایلون بانڈ ڈی ڈی لکھتا ہے:

"He that is "The Being."(۵۲۵) (وہ جو ہے خاص ہستی)

کیا ان حالات میں کوئی محقق (تورات) کو سمجھنے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اور کسی کی رائے یا ترجمہ کو حتمی سمجھا جا سکتا ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ تحریف کا اطلاق ترجمہ پر نہیں صرف اصل متن پر ہوتا ہے۔ تو یہ اُصول غلط ہے کیونکہ اس کتاب مقدس تورات (بائبل) کا اصل متن ناقابل فہم زبانوں میں مندرج اور عجائب گھروں کی زینت ہے۔ تورات کا سارا کاروبار ترجموں ہی کے سہارے چل رہا ہے۔ مزید برآں مندرجہ بالا مثالوں کو پڑھ کر عام قاری سمجھتا ہے کہ اصل متن بھی قابل اعتماد نہیں کیونکہ مترجمین میں سے ایک مترجم کچھ کہتا ہے تو دوسرا کچھ اور کہتا ہے۔ پس تراجم کے حوالے سے یہ بات واضح ہوئی کہ ان میں تحریف کا دروازہ آج تک کھلا ہے جہاں تک متن کی بات ہے اس میں جو تحریف کی گئی اس کا ذکر بھی اسی فصل میں کر دیا گیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ موجودہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہو سکتی۔ الواح پر جو احکامات لکھے ہوئے تھے وہ اصل تورات تھی جس کا وجود اب دنیا میں نہیں ہے۔ مختلف لوگوں نے زمانہ گزرنے کے ساتھ پرانے واقعات کو جمع کر کے کتابی شکل دی۔ اس لئے اس تورات کو منزل من اللہ نہیں کہا جا سکتا اور اگر یہ کہا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو قدیم روایات اور الہام کی مدد سے لکھا تو پھر بھی وہ کتاب یہ مشہور تورات ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ کتاب موسیٰ علیہ السلام کے وصال سے بعد کے واقعات سے بھری پڑی

ہے۔ یہ تورات تو مختلف لوگوں کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ اور اس بات کا اعتراف یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب اعتراضات' تضادات' اختلافات و تحریفات سے بھرپور ہے۔ اس کے برعکس قرآن مجید اپنی عمدہ حفاظت و تدوین کی بدولت آج بھی زندہ و غیر فانی ہے اور اس بات میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہے۔ اپنے اور بیگانے اس کے منزل من اللہ اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہونے کا اعتراف کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس فصل کو ''انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا'' کے مقالہ نگار کی اس بات پر ختم کرتے ہیں۔

"This recension of Uthman thus became the only standard text for the whole Muslim world up to the present day."(۵۲۶)

(حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کا (قرآن کریم) کی تدوین کرنا موجودہ دور کی مسلم دنیا کے لئے مکمل معیاری کتاب بن گئی۔



فصل دھم

خصائص تورات

اصول تحقیق کے مطابق ذیل میں ہم تورات کے خصائص کو اس کے ماننے والے محققین کی آراء کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ بعد ازاں قرآن کریم کی روشنی میں ان خصائص کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

تورات ایک ایسی کتاب ہے جو انسانوں کو تخلیق کائنات و انسان جیسے اہم واقعات سے لے کر زندگی کے مختلف شعبوں کے واقعات سے لوگوں کو آگاہ کرتی ہے۔ ایک ایسی دستاویز ہے جو ہمیں تاریخ، عبادات، قوانین اور اسرائیلیوں کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے۔ یہ یہودیت کے مذہب کی بنیاد ہے اور مکمل طور پر ان کی مذہبی تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے۔ "The New Bible Dictionary" میں لکھا ہے:

"The Pentateuch must defined as a document which gives Israel its under-standing its aetiology of life." (۵۲۷)

"تورات کی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے کہ ایسی دستاویزات جس نے اسرائیل کو زندگی کے فلسفۂ علت و معلول کی سمجھ عطا کی۔"

"The Catholic Encyclopedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"The contents of the Pentateuch furnish the basis for the history, the law the worship and the life of the chosen people of God."(۵۲۸)

"تورات کے اجزاء تاریخ کی بنیاد کو مزین کرتے ہیں۔ قانون (شریعت)

اور منتخب لوگوں کی زندگی کو بھی۔''

"Cohen. A" رقمطراز ہے کہ تورات احکامات الٰہیہ کا مجموعہ ہے جس میں قوانین روایات اور ایسی شاعری موجود ہے جو طویل انسانی تاریخ کا احاطہ کرتی ہے:

"Yet eventually Torah emerged as the exclusive mantle of authority, and its authority was as seen above that of divine revelation came to infuse all of Jewish belief and practice, Torah is the entire fabric of Judaism."(۵۲۹)

''آخرکار تورات اختیار کا مکمل لبادہ بن کر اُبھری اور ایسے اختیارات جن کا ذکر خدا کی وحی کی صورت میں تھا۔ جس میں تمام یہودی عقائد اور اعمال شامل تھے۔ تورات یہودیت کا مکمل تانا بانا ہے۔''

"Hinson F. David" لکھتا ہے:

"We have seen that the Torah is composed of a number of codes of Law, several groups of traditions and some isolated passages of poetry. These were very gradually collected and set in order over a long period of years until at last the Torah was complete."(۵۳۰)

''ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ تورات میں بہت سے ضابطے اور قوانین ہیں۔ کچھ روایات کے گروپ اور کچھ شاعری کے الگ الگ پیرے۔ یہ بتدریج اکٹھے کیے گئے اور بہت سالوں تک ترتیب دیئے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ تورات مکمل ہوگئی۔''

کلام الٰہی

تورات کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کی نسبت خدا کی طرف ہے۔ یہ موسیٰ کے ذریعے لوگوں تک پہنچی جب تورات کا مطالعہ کرتے ہیں تو مختلف مقامات پر یہ لکھا ہے کہ خدا نے یہ کتاب موسیٰ کو عطا کی۔

''اور جب خداوند کوہ سینا پر موسیٰ سے کلام کر کے فارغ ہوا تو اس کو شہادت کی دو لوحیں دیں۔ پتھر کی وہ لوحیں جو خدا کی انگلی سے لکھی گئی تھیں۔''(۵۳۱)

''اور خداوند نے موسیٰ سے فرمایا کہ یادداشت کے لئے اس کو کتاب میں لکھ رکھ۔''(۵۳۲)

''تب موسیٰ آیا اور خداوند کا سارا کلام اور سارے احکام لوگوں کو بتائے تو سب لوگوں نے ہم آواز ہو کے اس سے جواب میں کہا سب کچھ جو خداوند نے ہم سے فرمایا ہم بجالائیں گے تب موسیٰ نے خداوند کا سارا کلام لکھا۔''(۵۳۳)

تورات کی ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب کلام الٰہی ہے۔ اس کتاب کی یہ صفت اس کو دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔ "The Illustrated Bible Dictionary" میں لکھا ہے:

"According to biblical tradition, this covenant was formed with Moses as mediator at Sinai after the Israelites were wonderfully saved by the Lord from their Egyptian bondage."(۵۳۴)

''اسرائیلی روایت کے مطابق یہ معاہدہ موسیٰ کے ساتھ سینا کے مقام پر ایک ثالث کے طور پر ہوا اس کے بعد جب اسرائیلوں کو خدا نے حیران کن طور پر مصر کی قید (پابندی) سے محفوظ رکھا۔''

"Harding Wood" رقمطراز ہے:

"No person other than Moses is known to be capable of writing that Pentateuch. No other period fits the writing except when Egypt and the Sinaitic Wilderness were fresh in the writer's mind. The pentateuch was received by the Hebrew nation as the work of Moses written under the inspiration of God.'(۵۳۵)

"موسیٰ کے علاوہ کوئی شخص بھی تورات کو لکھنے کا اہل نہیں۔ اس کو لکھنے کا اور کوئی وقت موزوں نہیں ہوسکتا۔ ماسوائے مصر اور سینائی ویرانی کے جو کہ مصنف کے ذہن میں تازہ تھے۔تورات عبرانیوں نے وصول کی۔ موسیٰ کی تحریر خدائی اثر کے تحت لکھی ہوئی صورت میں تھی۔"

"Guthrie D.J.A" لکھتا ہے کہ جو کچھ خدا نے موسیٰ سے کہا انہوں نے اسے تورات میں لکھ دیا۔

"In the Pentateuch itself there are express statements to the effect that Moses did write what God has commanded him."(۵۳۶)

"تورات میں بھی ایسے شواہد ملتے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے حکم پر موسیٰ نے اسے لکھا۔"

قانون

تورات کی اہمیت اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں کے نزدیک قانون کی کتاب کہلاتی ہے۔ اکثر مصنفین اپنی کتب میں اسے "Torah"

لکھنے کی بجائے "Book of Law" لکھتے ہیں یہ اس کا ایک مشہور نام بھی ہے۔ یہ قوانین اتنے اہم ہیں کہ انہیں دیگر مذاہب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ خصوصاً ''احکام عشرہ'' جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے۔ ان قوانین کو ''شریعت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو یہودیت کی بنیاد ہے۔ تورات کے کسی بھی قانون کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کی بنیاد احکام عشرہ ہی ہیں۔ ''جیوش انسائیکلو پیڈیا'' کا مقالہ نگار رقمطراز ہے:

"(Laws of the Torah 613) In the post - Talmudic period many works were written on these 613 "mizwat" some even by Maimonides. The legal parts of the Pentateuch include all the relations of human life, although these are discussed with greater detail in the Talmud." (۵۳۷)

''(قوانین تورات 613) تلمود کے دور کے بعد Maimonides نے بھی ان 613 Mizwat پر کام کیا۔ انسانی تعلقات سمیت تورات کے جو قوانین ہیں اُن پر تالمود میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔''

انہی چھ سو تیرہ قوانین کے متعلق "Principles of the Faith" میں لکھا ہے۔

"This idea that the Torah contained exactly 613 commandment became widely accepted in the Jewish tradition and gave rise to a whole genre of literature dedicated to identifying and enumerating the 613 commandments." (۵۳۸)

''یہ نظریہ کہ تورات میں 613 احکامات موجود ہیں۔ یہودی تہذیب میں

مانے جانے لگے اور اس نے ادب کے ایک مکمل انداز (قسم) کو جنم دیا۔ جو کہ 613 احکامات کو پہچاننے اور شمار کرنے کے لئے منسوب کیے گئے۔"

عدالتی دیوانی یا سیاسی نوعیت کے قانون کتاب خروج کے باب ۲۰' ۲۳ احبار کے باب ۱۷' ۲۶ اور تثنیہ شرع کے باب ۲۱ اور ۲۵ میں ہیں۔ خاندانی زندگی کے قوانین مثلاً شادی' والدین کی فرمانبرداری اور غلاموں کے قوانین خروج باب ۲۰' ۲۱' ۲۲۔ احبار باب ۱۸' ۱۹' ۲۲ عدد باب ۵' ۹' ۱۵ اور تثنیہ شرع باب ۱' ۷' ۱۴' ۱۵' ۲۴۔ معاشرتی زندگی اور جائیداد کے قوانین خروج باب ۲۰' ۲۱۔ احبار باب ۱۸' ۱۹' ۲۴ اور تثنیہ شرع باب ۵' ۱۹' ۲۱ اور ۲۴۔ ریاست سے متعلقہ قوانین خروج باب ۱۸' ۲۱۔ احبار باب ۵' ۱۹ تثنیہ شرع باب ۱' ۷' ۱۱' ۲۳ میں ہیں۔ اسی طرح اخلاقی دینی اور حیوانات سے متعلقہ قوانین سے بھی کتاب خروج اور احبار بھری پڑی ہے اور قربانیوں سے متعلقہ قوانین تو ہر کتاب میں ہیں۔ ان تمام قوانین خصوصاً مذہبی و اخلاقی قوانین کی بنیاد احکام عشرہ ہیں۔

"The Decalogue or the "Ten words" inscribed on the tabelts at Sinai, lays down the fundamental law which is at once moral and religious of the covenant."(۵۳۹)

"احکام عشرہ جو کہ سینائی میں موجود اشرفیوں کے سکوں پر کندہ تھے وہ ایک بنیادی قانون بیان کرتے ہیں۔ جو کہ بیک وقت اخلاقی اور مذہبی معائدہ بھی ہیں۔"

تورات کے دیگر تمام شرعی احکام و قوانین انہی احکام کی توضیح و تشریح میں مرقوم ہیں جن کی پابندی سے ایک بہتر معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ ان احکام و قوانین کی خلاف ورزی پر عبرت ناک اور سبق آموز سزائیں اور تعزیریں تورات میں معاشرتی اور اجتماعی حالات کی تطہیر کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ دنیا کی کئی اقوام نے تورات کے بعض قوانین کی خوشہ چینی کی مثلاً کسی بچے کے اغواء کرنے کی سزا کو بعض ملکوں نے اپنے ہاں

تورات کے مطابق نافذ کر رکھا ہے۔

آثار قدیمہ اور تورات

تورات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آثار قدیمہ سے اس کی تصدیق ہوئی ہے اور آئندہ ماہرین کی مزید کاوشوں سے اس کے بیانات کی تصدیق متوقع ہے۔ کیونکہ ماہرین آثار قدیمہ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ کھدائی کر کے پرانے آثار تلاش کئے جائیں تا کہ اس کتاب کو مزید قابل اعتماد بنایا جائے۔ اس کام کے لئے یورپ کی اکثر یونیورسٹیوں میں الگ شعبے قائم ہیں۔

"Of archaeology more must be said, since it commands widespread interest today and many extravagant claims are made in its name. It has made and in our day is continuing to make great contribution to the rediscovery and understanding of the Old Testament."

(۵۴۰)

آثار قدیمہ کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہوگا۔ آج کے دور کا وسیع تر مفاد اس سے وابستہ ہے اور اس کی بنیاد پر بے شمار دعوے کئے گئے کہ آثار قدیمہ نے ہمارے زمانے میں خدمات سرانجام دیں اور آج بھی عہد نامہ عتیق کی دریافت اور سمجھ بوجھ میں مدد دے رہا ہے۔"

عہد عتیق میں خصوصاً تورات اور اس میں سے زیادہ تر کتاب پیدائش سے متعلقہ مواد ماہرین آثار قدیمہ کے ہاتھ لگا۔ اس پر تفصیلی بات "تدوین تورات" کی فصل میں گزر چکی ہے۔

تاریخ

اسے ہم تاریخ کی کتاب بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ مورخین تاریخ مرتب کرتے وقت اس کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ دنیا کی قدیم ترین تاریخی باتیں' قدیم بادشاہوں' خاندانوں' شہروں' جنگوں اور قدیم مذہبی روایات کے متعلق تورات خاصی معلومات فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ "Neil William" نے لکھا ہے:

"These had originally been royal annals recording the military history, conquests and tactics of ruthless monarchs and their commanders boasting of their victories, totals of the slain and captured with details of the plunder carried back to their cities."(۵۴۱)

''یہ اصل میں شاہی واقعات ہیں جس میں فوج کی تاریخ' فتوحات کے ریکارڈز ہیں اور ظالم بادشاہت کے طریقے اور ان کے حکمرانوں کی جیت کی خوشیاں اور جنگ کے دوران قتل ہونے والے اور قیدیوں کی مال غنیمت کی تفصیل شہروں کو واپس بھیجنے جیسے ریکارڈز شامل ہیں۔''

دیگر قدیم معلومات کے علاوہ کائنات اور انسان کی ابتداء کے متعلق قیمتی معلومات ملتی ہیں۔

"Certainly the Law was conceived as a necessary, a basic ingredient in the life of the universe."(۵۴۲)

''یقیناً (قانون) تورات کو کائنات کے وجود کے لیے بنیادی اور ضروری جزو سمجھا گیا۔''

چونکہ یہ دنیا کی قدیم ترین کتاب ہے۔ اس لیے اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو کوئی شخص اقوام قدیمہ کے ناموں سے ان کے بادشاہوں اور ان کے معاشروں سے واقف

نہ ہوتا۔ اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو کوئی مورخ عناقیم' رفائیم' جدیوں' موابیوں' ادومیوں' عمونیوں وغیرہم جیسے ناموں ان کے شہروں' ان کے مذاہب اوران کے معاشروں کو نہ جانتا۔ اس کے علاوہ تورات ہمیں پرانے کسانوں اور شہری ساہوکاروں کے درمیان رابطے' ان کے معاملات اور قدیم مذہبی تاریخ سے آگاہ کرتی ہے۔ "Mex Weber" کے الفاظ میں:

"The antagonism between indebted peasants and urban creditors existed from the beginning of recorded history. This appears already in the old collection of laws known as the Book of the Covenant (Ex 21:1, 22:19)." (۵۴۳)

''مقروض کسانوں اور سرمایہ دار شہریوں کے درمیان دشمنی تاریخ کے شروع سے ہی موجود تھی۔ یہ پرانے قوانین تورات میں پہلے ہی موجود تھے جس کو میثاق بنی اسرائیل بھی کہتے ہیں۔(خروج 1:21' 19:22)''

"Unterman Alan" لکھتا ہے:

"Although the theological interpretation of history and historical events is characteristic of major sections of the Hebrew Bible, neither biblical religion nor rabbinic, Judaism was interested in history as it is understood in the modern world."(۵۴۴)

''اگرچہ تاریخ اور تاریخی واقعات کا بیان کرنا عبرانی بائبل کی ایک بڑی خصوصیت ہے جو کہ نہ تو عیسائی مذہب میں پائی جاتی ہے نہ یہودیوں کی مخصوص فقہ میں ہے۔ حالانکہ یہودی مذہب تاریخ میں دلچسپی رکھتا ہے جیسا جدید دنیا میں پہچانا جاتا ہے۔''

اس کتاب نے قدیم اقوام کے نام' قدیم بادشاہوں کے نام اوران کے عروج

وزوال کی داستانیں فراہم کی ہیں۔ یہ ایسی تاریخی کتاب ہے جو قانون ساز اداروں عظیم ترین ادب میں سمائی ہوئی ہے اور اس کا طرز تحریر تاریخی ہے۔اس میں عبرانی تاریخ کے ساتھ مصر' مکدونیہ' یونان اور روم کے تاریخی بیانات پائے جاتے ہیں۔لہٰذا ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ تورات تاریخ دانوں کے لئے بڑی معاون ومددگار ثابت ہوئی ہے جومختلف نسلوں' خاندانوں اور قبائل کے تاریخی حالات بیان کرتی ہے۔

"The Pentateuch form a single continuous story, bound in an insistently chronological succession of "generations" of the cosmos of humanity of national ancestors of national leaders and lastly of dynastic houses. Each generation of narrated history is told more realistically." (۵۴۵)

''تورات ایک ایسی کہانی سناتی ہے جو نسلوں کے ترتیب وار تاریخی واقعات' قوموں کے آباؤ اجداد' کائنات' قومی رہنماؤں اور شاہی محلات پر مشتمل ہے اس میں ہر نسل کی تاریخ حقیقی طور پر بیان کی گئی ہے۔''

تورات بائبل کی بنیاد ہے

تورات پوری بائبل کی بنیاد ہے اس کا بائبل کی کتب کے ساتھ گہرا تعلق ہے جس کی وجہ سے اس کے بغیر بائبل کو نہیں سمجھا جا سکتا۔

"The significance of the Pentateuch for understanding the Bible can hardly to stressed too much. It sustains a vital relationship to the rest of the Old Testament and to the New Testament. Its canonial function of major importance."(۵۴۶)

"بائبل کو سمجھنے کے لئے تورات کی اہمیت پر زور دینا ناگزیر ہے اس کا عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے گہرا تعلق ہے یہ کلیسائی قانون کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔"

عہد عتیق اور عہد جدید میں مختلف مقامات پر تورات کا ذکر ملتا ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے مثلاً زبور میں لکھا ہے: "میرے قوانین سے مجھے فہم حاصل ہوتا ہے اس لئے مجھے ہر جھوٹی راہ سے نفرت ہے تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ ہے اور میری راہ کے لئے روشنی ہے۔" (۵۴۷)

مقدس متی کے مختلف ابواب میں موسوی شریعت کی تفاصیل ملتی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے: "پس جو کچھ تم چاہتے ہو لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ تورات اور صحائف انبیاء کا خلاصہ یہی ہے۔" (۵۴۸)

"انہی دو حکموں پر تمام تورات اور صحائف انبیاء کا مدار ہے۔" (۵۴۹)

"یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا صحائف انبیاء کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" (۵۵۰)

"Treivor Williams" رقمطراز ہے:

"In others it would be acknowledged as the foundation of revelatory authority, the basis of Torah, even if the writings of the prophets and other later writings could be set alongside and incorporated in Torah in a wider sense."(۵۵۱)

"دوسرے لفظوں میں اس کا ماخذ وحی ہے جو کہ تورات کی بنیاد بھی ہے یہاں تک کہ انبیاء کی تصانیف اور بعد کی تصانیف وسیع لحاظ سے تورات میں شامل ہو سکتی ہیں۔"

کتاب پیدائش اور مکاشفہ میں حیرت انگیز اتحاد ہے۔ پیدائش کا پہلا باب ظاہر کرتا ہے کہ دنیا سنسان اور تہہ و بالا اور بے ترتیب تھی۔ مکاشفہ کی کتاب اعلان کرتی ہے کہ آسمان و زمین تہہ و بالا ہو جائیں گے اور نئے آسمان اور نئی زمین قائم ہوں گے۔ پیدائش کی کتاب بتاتی ہے کہ خدا نے پہلے نور کو پیدا کیا اور زمین منور ہو گئی۔ مکاشفہ کی کتاب سے ظاہر و عیاں ہے کہ آخرت میں چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی کی ضرورت مطلق نہ ہوگی۔ اسی طرح احبار اور عبرانیوں میں بھی اتحاد کامل نظر آتا ہے۔ چنانچہ جی ٹی منیلی اور ولیم نیل بھی لکھتے ہیں کہ تورات اور بائبل باہم لازم وملزوم ہیں:

"Deuteronomy is quoted or referred to in the New Testament some eighty times. This is more than any other book."(۵۵۲)

''عہد نامہ جدید میں تثنیہ شرع کا تقریباً اسی مرتبہ حوالہ یا تذکرہ کیا گیا ہے یہ ذکر کسی دوسری کتاب کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔''

"The prologue which is contained in Gen - 1:11 is highly significant not only because it sets, the drama in motion but because it is a contemporary picture."(۵۵۳)

''کتاب پیدائش 11:1 میں بیان کردہ تمہید بہت اہم ہے صرف اس لئے نہیں کہ اس میں تخلیق کائنات کا ذکر ہے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ زمانہ کی تصویر ہے۔''

زندگی گزارنے کے اُصول کا بیان

تورات میں کئی انبیاء کرام کا ذکر ہے۔ ان مقدس ہستیوں کی زندگی کے واقعات سے ہدایت و رہنمائی ملتی ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب مثالی زندگی گزارنے کے اُصول بیان کرتی ہے۔

"The Pentateuch must be defined as a document which gives Israel its understanding, its aetiology of life." (۵۴۴)

''تورات کی تعریف یہ ہے کہ ایسی دستاویز جس نے اسرائیل کو سمجھ عطا کی اور زندگی کے فلسفۂ علت و معلول بھی۔''

کتاب احبار میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے بارے میں ہدایات اور اُصول لکھے ہوئے ہیں۔ کسی انسان کو پیش آنے والے واقعات کے بارے میں تفصیلاً ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جس سے انسان اپنی خامیوں کو دور کر سکتا۔ یہ کتاب زندگی کے ہر نشیب و فراز اور حیات ارضی کے ہر موڑ اور ہر منزل میں کام آتی تھے' ہر مصیبت و آفت میں سکون دل اور راحت جاں بخشنے والی' ہر مشکل و پریشانی میں صبر و استقامت' اُمید اور ڈھارس دینے والی اور خوشی و مسرت کے تمام اوقات میں خلق خدا سے ہمدردی و شفقت اور خوف خدا کا درس دینے والی ہے۔ انسان اپنی ناکامیوں کے اسباب کا جائزہ لے کر وحی الٰہی کی روشنی میں کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔

"What does the Pentateuch say to us today? It reveals to us our own human failure and God's divine faith fullness and it does this very largely in a panorama of pictures."(۵۵۵)

''آج تورات ہمیں کیا کہتی ہے کہ ہم پر ہماری انسانی ناکامی واضح ظاہر کرتی ہے اور خدا کی خدائی و وفاداری اور اسی طرح کی تصاویر کا منظرنامہ پیش کرتی ہے۔''

زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد خواہ وہ بھیڑ بکریاں چرانے والے خانہ بدوش ہوں یا کسان وغیرہ' اس کی تعلیمات سے اپنی زندگی کو سنوار سکتے ہیں۔ ''دی نیو یروشلم بائبل'' میں لکھا ہے:

"The code of the covenant Ex. 20, 22, 23, 33 through inserted between the Decalogue and the end of the Sinaitic covenant, reflects social conditions later than those of the period of Moses. It is the legal code of a community of shepherds and peasants, and the importance it attaches to work-animals to the raising of crops and vines and to houses, indicates that a sattled, as opposed to nomadic, way of life has already been adopted for some time."(۵۵۶)

"میثاق بنی اسرائیل خروج 20، 22، 23، 33، دس احکام اور سینائی احکام کے درمیان داخل کیا گیا جو موسیٰ کے بعد کے دور کے معاشرتی حالات ظاہر کرتے ہیں۔ یہ چرواہوں اور کسانوں کا قانونی ضابطہ ہے اور اس کی اہمیت کام کرنے والوں، جانوروں، فصلوں، بیلوں اور گھروں سے جڑی ہوئی ہے یہ وہ طرزِ زندگی ہے جو خانہ بدوشوں کے طرزِ زندگی سے الٹ ہے اور یہ پہلے ہی کچھ دیر کے لئے اختیار کیا گیا۔"

زندہ کلام

جب تورات رقم ہوئی اس وقت سے لے کر اب تک جتنے شدید اعتراضات اس پر کئے گئے ہیں کسی اور کتاب پر نہیں کئے گئے۔ ہر زمانہ میں ہر قسم کے لوگوں نے اس سے اختلاف کیا مگر یہ اب تک قائم ہے۔"پرنسپلز آف دی فیتھ" میں اس کتاب کی عظمت کے متعلق لکھا ہے:

"That our Torah is the Torah of Moses and that it will never be abrogated or exchanged that another Torah will never come from God and that nothing will be added

to nor taken away from the written and oral Torah."(۵۵۷)

''ہماری تورہ موسیٰ کی تورہ ہے اور یہ کبھی بھی منسوخ یا تبدیل نہیں ہوگی کوئی اور تورہ خدا کی طرف سے نہیں آئے گی اور لکھی ہوئی یا زبانی تورہ میں کچھ بھی اضافہ یا کمی نہیں ہوگی۔''

"Davis Dictionary of the Bible" میں لکھا ہے کہ یہ ایک مستند اور اغلاط سے پاک زندہ کتاب ہے۔

"From this form all existing manuscripts are derived. The preservation of this standard text in its integrity and with freedom from errors during its transmission through two thousand years has been due to whom its copying, pronounciation, and interpretation were entrusted and to the elaborated rules adopted for their guidance which rendered mistakes in copying unlikely to occur and made the detection of a chance error almost certain."(۵۵۸)

''اس سے تمام موجودہ نسخہ جات اخذ ہوئے۔ اس معیاری کتاب کی سالمیت اور غلطیوں سے مبرّا بحفاظت دو ہزار سال کی منتقلی کے دوران برقرار رہنے کی وجہ وہ ذرائع ہیں جن سے اسے نقل کیا گیا۔ اس کے تلفظ اور ترجمہ پر بھروسہ کیا گیا اور لوگوں کی راہنمائی کے لیے بے شمار اُصول بنائے گئے جو کہ اس کی نقل کے دوران غلطیوں کے امکانات کو کم کرتے ہیں اور غلطیوں کے امکانات کی کمی کو یقینی بنادیتے ہیں۔''

قدیم ترین کتاب

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش تقریباً ۱۵۲۰ ق م میں ہوئی اور اس کتاب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ خروج مصر سے قبل اور کچھ حصہ بعد میں لکھا۔ اس طرح اس کتاب کا شمار دنیا کی قدیم ترین کتب میں ہوتا ہے۔ یہ اس کی ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ تورات میں موجود قانون دنیا کا قدیم ترین قانون کہلاتا ہے۔

"The oldest corpus of Pentateuch law is found in Book of the covenant (Exodus 20:3)."(۵۵۹)

تورات کا سب سے پرانا قانون میثاق بنی اسرائیل میں پایا گیا ہے۔(خروج 3:20)

سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب

تورات بائبل کا ایک حصہ ہے۔ اس طرح بائبل کے ساتھ یہ کتاب دنیا کی سب سے زیادہ پرنٹ ہونے والی کتاب ہے۔ آج بھی دنیا کی مختلف لائبریریوں میں کثیر تعداد میں قدیم نسخے موجود ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ لوگ اس کے پڑھنے پر بہت وقت صرف کرتے ہیں اور اس کتاب کو ماننے والے اور کتابوں کو ماننے والوں سے بہت زیادہ ہیں۔

پیشین گوئیاں

مستقبل کے واقعات کی پیشین گوئی خدا کے کلام کی حقانیت کی بڑی شہادتوں میں سے ایک ہے۔ صدیوں بیشتر ایک واقعہ کی پیشین گوئی کرنا اور بعد میں اس کی تکمیل کی صحیح تصویر دیکھنا الٰہی طاقت کا ایک بین ثبوت ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں اعلیٰ پایہ کی تعلیم کے علاوہ سچے معجزات اور سچی پیشین گوئیاں پائی جاتی ہیں۔

کثیر تراجم

دیگر خصائص کے علاوہ تورات کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کی اکثر زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے اور مزید کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ تورات سمیت پوری بائبل کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی آف انگلینڈ نے ان تراجم کی ایک فہرست شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی زبان میں کس سال ترجمہ ہوا۔

"Although scripture Publication has taken place in 1,946 languages and dialects, the complete Bible has appeard in only 318 of these."(۵٦۰)

''مقدس کتب (تورات انجیل) کا ترجمہ 1946 زبانوں میں شائع ہوا جبکہ مکمل بائبل 318 زبانوں میں شائع ہوئی۔''

مکمل عہد عتیق کا پروٹسٹنٹ اُردو ترجمہ سب سے پہلے ۱۸۴۰ء میں ہوا جبکہ اس سے قبل کتاب پیدائش کے چند ابواب کا اُردو ترجمہ جرمن مشنری شلٹزر نے کیا تھا کیتھولک عہد عتیق کا پہلا اُردو ترجمہ ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ خیر اللہ خان نے لکھا ہے: ''عہد عتیق کو ۱۹۲۳ء میں رومن کیتھولک ٹروتھ سوسائٹی نے تین جلدوں میں شائع کیا۔''(۵٦۱)

عہد قدیم کی تہذیب وثقافت سے آگاہی

تورات قدیم معاشروں، خاندانوں اور قبائل کے علاوہ قدیم شہروں کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے۔ اس کے ذریعے ہمیں قدیم ترین رسم ورواج، معاشرتی زندگی اور زمانہ قدیم کی تہذیب وثقافت اور کلچر وتمدن کے بارے میں مفید باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ تورات کا آغاز تخلیق کائنات وانسان سے ہوتا ہے۔ آدم علیہ السلام کے حالات زندگی

پڑھتے ہوئے ہمیں اس وقت کی طرز زندگی کے متعلق پتہ چلتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام' اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے حالات زندگی تفصیلاً بیان ہوئے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی مصری اور کنعانی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے ذریعے ہمیں ان علاقوں کے باشندوں کی قدیم ثقافت کا پتہ چلتا ہے۔ قدیم مصر کی تہذیب و ثقافت کا اندازہ ہم بخوبی لگا سکتے ہیں۔ کتاب خروج اور احبار میں بنی اسرائیل اور مختلف بادشاہوں کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعے ہمیں محلات کے اندر ہونے والے واقعات' عام آدمی کی زندگی' شادی بیاہ اور موت کے رسم و رواج کا علم ہوتا ہے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہر قوم کو تہذیب و ثقافت اس کے آباؤ اجداد کے ذریعے ورثے میں ملتی ہے' یہ ورثہ قوانین اور احکامات کی شکل میں نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ کتاب احبار میں بیان کردہ قوانین اور رسم و رواج کے ذریعے ہمیں کئی قدیم قوموں کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں آگاہی ہوتی ہے۔ بقول "Rogerson John" تورات میں مذکور انبیاء علیہم السلام کے حالات پڑھنے سے اس زمانے کی تہذیب و ثقافت کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

"In spite of the fact that the Old Testament appears to contain much information about social organization, we probably know much loss about this than we might expect. The reason is that social organization was much more subject to political changes than other ways in which boundaries were drawn in ancient Israel.(۵۶۲)

''اس امر کے باوجود کہ عہدنامہ عتیق میں معاشرتی تنظیم کے بارے میں معلومات موجود ہیں۔ لیکن ہماری توقع سے زیادہ معلومات اس میں سے نکال دی گئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرتی تنظیم بہت زیادہ سیاسی تبدیلیوں کا مرکز رہی۔ بمقابلہ

ان طریقوں کے جن میں قدیم اسرائیل نے حدود کا تعین کیا۔"

تعلیم و تبلیغ

"Nichalas DE Lange" رقمطراز ہے:

"The basic meaning of Torah is "instruction" or "teaching" and it is usually used in the specific sense of authoritative or divine teaching."(۵۶۳)

"تورہ کا اصل مطلب "تعلیمات" یا "ہدایات" ہے اور عام طور پر یہ خاص مقصد یعنی خدائی تعلیمات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔"

چونکہ تورات کے معنی ہی تعلیم کے ہیں' لہٰذا یہ ایک ایسی کتاب ہے جو لوگوں کو امن' صلہ رحمی' اُخوت و بھائی چارے کے ساتھ خدا کے قرب کی طرف لے جاتی ہے۔ اس میں انبیاء کرام کے حالات زندگی تفصیلاً بیان ہوئے' ان انبیاء نے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے جدوجہد کی۔ اِس طرح ان کے سبق آموز حالات واقعات پڑھ کر انسان بہت کچھ سیکھتا ہے۔"Hillel Silver" کے الفاظ میں:

"The prophets sank deep shafts to mine new gold. They redefined for mankind traditional concepts of God, people, temple, sacrifice, kingship, property, slavery, labour, family, stranger, brotherhood and peace."(۵۶۴)

"انبیاء نے (لوگوں کو) راہِ راست پر لانے کے لئے اپنی جدوجہد کی جیسے سونے کی نئی کان تلاش کی جاتی ہے۔ انھوں نے بنی نوع انسان کے لیے۔ خدا' لوگ (مخلوق)' عبادت گاہ' قربانی' بادشاہت' جائیداد' غلامی' مزدوری' خاندان' اجنبی' بھائی چارے اور امن کے لیے روایتی تصورات کو از سرِ نو بیان کیا۔"

طبی اثاثہ

تورات ماہرین طب کے لئے بھی بڑی مفید ثابت ہوئی۔ اپنی طبی تعلیمات کی وجہ سے لوگوں میں بہت زیادہ مقبول ہے۔ بہت سی بیماریوں کی علامات اور ان کے علاج کے متعلق مفید باتیں بیان کرتی ہے۔ اس دور میں لوگوں کو پتہ چلا کہ گندے پانی کے استعمال سے ہیضہ اور میعادی بخار ہوتا ہے۔ جب کہ احبار میں اس کے متعلق ایک قانون لکھا ہوا ہے' خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ''لوگو! اس پانی کو نہ پئیں جس میں کوئی مردہ جانور ہو' صرف بڑے تالاب کا بہتا ہوا پانی ہی استعمال کیا جائے۔'' (۵۶۵)

احبار اور تثنیہ شرع میں مختلف خطرناک بیماریوں کے بارے میں ہدایات موجود ہیں مثلاً آتشک' جزام' ورم' بواسیر' تپ دق' تپ محرقہ' چنبل اور رسولی وغیرہ۔ بہت سی ایسی نباتات کا ذکر ملتا ہے جن سے بیماریوں کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

تورات اور سائنس

سائنس دانوں نے تورات کی بہت سی باتوں کی تصدیق کی ہے جس سے اس کتاب کی عظمت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ تورات کا بنیادی مقصد سائنسی معلومات مہیا کرنا نہیں ہے تاہم جب وہ سائنس کے کسی موضوع کو چھوتی ہے تو نہایت صحت سے بیان کرتی ہے۔ تورات کے جس بیان پر بہت زیادہ اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ کتاب پیدائش کا پہلا باب ہے' جس میں تخلیق کائنات کا ذکر ہے۔ لوگوں نے تخلیق کائنات کے مختلف نظریات پیش کئے' تخلیق کائنات کے متعلق تورات کے بیانات جدید سائنسی انکشافات کے عین مطابق ہیں۔ سائنس دانوں نے اپنی تحقیقات اور تورات کی تخلیق کائنات کے واقعات کا آپس میں موازنہ کر کے ثابت کیا کہ ان میں حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے۔

کتاب پیدائش میں لکھا ہے کہ "ستاروں کو گننا مشکل ہے۔" (۵۶۶)

آج سائنس دان اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کو شمار کرنا انسانی بس میں نہیں ہے۔ تورات میں ہے کہ آدم کو مٹی سے بنایا۔ آج سائنس اس کی تصدیق کرتی ہے کہ انسانی جسم میں وہی عنصر موجود ہیں جو مٹی میں پائے جاتے ہیں۔ تخلیق انسان سے قبل زمین بے ترتیب مادہ کی صورت میں تھی، آج ماہرین علم جیولوجی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ "Dr. Reusch H." تورات اور سائنس کے باہمی تعلق کے بارے میں رقمطراز ہے:

"The books of Moses show that he perfectly understood all the most important questions of natural science. His cosmogony in particular considered from a purely scientific point of view, is extremely remarkable, because the order in which he places the different epochs of creations is excatly the same as that which is deduced from geological investigations."(۵۶۷)

"موسیٰ کی کتاب ظاہر کرتی ہے کہ وہ قدرتی سائنس کے تمام اہم اصولوں کو مکمل طور پر جانتے تھے۔ خاص طور پر ان کا نظریہ تخلیق کائنات خالصتاً سائنسی نقطۂ نظر کا حامل ہے اور بہت زبردست ہے۔ کیونکہ جس ترتیب سے وہ تخلیق کے ادوار کو بیان کرتے ہیں۔ وہ تقریباً وہی ہے جو ماہرین علم طبقات الارض (Geological) کی تحقیقات کا نچوڑ ہے۔"



فصل یازدھم

اعجاز قرآن کریم

لفظ اعجاز اور معجزہ بعینہٖ قرآن مجید اور احادیث میں نہیں ہے البتہ اس کے مشتقات قرآن مجید میں موجود ہیں مثلاً فعل مضارع کی صورت میں۔

ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون (۵۶۸)

"اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے بے شک وہ عاجز نہیں کرتے۔"

اسم فاعل کی صورت میں:

والذین سعوا فی ایتنا معجزین اولٰئک اصحب الجحیم (۵۶۹)

"اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہار جیت کے ارادے میں وہ جہنمی ہیں۔"

ومن لا یجب داعی اللّٰہ فلیس بمعجز فی الارض (۵۷۰)

"اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں سے قابو سے نکل کر جانے والا نہیں۔"

معجز لفظ اعجز سے اسم فاعل ہے یعنی عاجز کر دینے والا اور اعجز کے لغوی معنی ہیں اس نے کمزور یا ناقص ہی کر دیا "تاریخ فکرۃ اعجاز القرآن" میں لکھا ہے:

معنی المعجز لغۃ الضعیف و اصلہ لغۃ التاخر من الشیٔ وھو ضد القدرۃ واعجز الشی فانہ واعجزت فلانا و عجزتہ و عاجزتہ جعلۃ عاجزا و جاء فی القرآن الکریم "وما انتم بمعجزین فی الارض" و مصدر

اعجز الاعجاز ومنه اشتقت کلمة معجزة وھی اسم الفاعل منه لحقته تاء التانیث و الوحدة (۵۷۱)

''معجز کا مطلب ہے کمزوری اور اصل اس کی یہ ہے کسی چیز میں زبان کی تاخیر اور وہ ضد سے متضاد ہے طاقت کا اور اس نے کسی چیز کو عاجز کر دیا' اور تو نے فلاں کو عاجز کر دیا' اور تو نے اس کو عاجز کر دیا' اسے عاجز کردیا اور قرآن مجید میں آیا ہے اور تم زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اعجز کا مصدر اعجاز ہے اور اس سے معجزہ کا کلمہ نکلا ہے اور وہ اس سے اسم فاعل ہے اس کے ساتھ تائے تانیث اور واحدت کی لاحق ہے۔''

محمد حسین طباطبائی لکھتے ہیں:

الاعجاز .... ھو الامر الخارق للعادة' الدال علی تعرف ماورا الطبیعة فی عالم الطبیعة و نشاة المادة' لا بمعنی الامر المبطل لضرورة العقل (۵۷۲) .

''الاعجاز .... وہ خلاف عادت معاملہ ہے۔ جو طبعی جہان اور مادہ کی نشوونما میں ماوراء الطبعی پر دلالت کرتا ہو نہ اس معنی میں کہ عقل کی ضرورت کو باطل کرنے والا ہے۔''

قضیة الاعجاز القرآنی میں لکھا ہے:

وحقیقة المعجزة علی طریق المتکلمین۔ ظھور امر خلاف العادة فی دار التکلیف لاظھار صدق ذی نبوة من الانبیاء (۵۷۳)

''متکلمین کے طریقہ میں معجزہ کی حقیقت دار التکلیف میں خلافِ عادت امر کا اظہار ہے۔ انبیاء کی نبوت کی سچائی کے اظہار کیلئے۔''

آغاز اسلام میں معجزات کی جگہ آیات کا لفظ مقبول رہا چنانچہ ''کتاب الفقہ الاکبر'' میں لکھا ہے:

والایات ثابتة لانبیاء و کرامات لاولیاء حق (۵۷۴)

''اور انبیاء کیلئے آیات (معجزات) اور اولیاء کیلئے کرامات حق ہیں۔''

پانچویں صدی ہجری میں ابن سینا' ابو نعیم اور ابن رشیق اپنی تصنیفات میں "آیة" کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر اعجاز اور معجزہ کا لفظ بھی ساتھ ساتھ استعمال ہونے لگا۔ بعد میں اسی نام سے کتابیں تصنیف ہونے لگیں۔ قرآن مجید میں بھی بعض آیات میں انبیاء کرام کے معجزات کے لئے آیات بینات کا لفظ آیا ہے مثلاً:

والٰی ثمود اخاھم صٰلحا قال یقوم اعبدوا اللّٰہ مالکم من الہ غیرہ قد جاء تکم بینة من ربکم (۵۷۵)

''اور ثمود کی طرف ان کی برادری کی طرف سے صالح کو بھیجا گیا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے روشن دلیل آئی ہے۔''

ثم بعثنا من بعدھم موسٰی بایتنا الٰی فرعون (۵۷٦)

''پھر ان کے بعد موسیٰ کو ہم نے اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا۔''

اعجاز القرآن کی بنیاد قرآن مجید کی کئی ایک محکم آیات پر ہے مثلاً:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فاتوا بسورة من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللّٰہ ان کنتم صدقین (۵۷۷)

''اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کیا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔''

ام یقولون افترٰہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریٰت وادعوا من استطعتم من دون اللّٰہ ان کنتم صدقین (۵۷۸)

''کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنا لیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی

ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

قل فاتوا بسورة مثله وادعوا من استطعتم من دون الله ان كنتم صدقين (۵۷۹) .

"تم فرما دو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

فلياتوا بحديث مثله ان كانوا صدقين (۵۸۰)

"تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔"

تاریخ شاہد ہے کہ حضور ﷺ سے معجزات طلب کئے گئے۔ آپ ﷺ نے معجزات کی بارش کر دی مگر سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم کو قرار دیا گیا' چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما من الانبياء نبي الا اعطى ما مثله امن عليه البشر وانما كان الذى اوتيت وحيا اوحاه الله الى فارجوا ان اكون اكثرهم تابعا يوم القيامة" (۵۸۱)

"ہر نبی کو اس کی مثل (معجزات) دیئے گئے ہیں جس قدر لوگ ان پر ایمان لائے اور مجھے جو چیز دی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے اس لئے مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔"

اعجاز قرآن کی وجوہ اس قدر زیادہ ہیں کہ صدیوں سے علماء و محققین لکھتے چلے آ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے' مگر یہ انسانی بس کی بات نہیں کہ تمام وجوہ کو بیان کیا جا سکے' ذیل میں چند ایک وجوہ کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

عدم مثلیت

قرآن مجید نے اپنی صحت وحقانیت کی دلیل اپنی عدم مثلیت کو قرار دیا اور عالم انس وجن کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان فرمایا:

قل لئن اجتمعت الانس و الجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (۵۸۲)

"تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اسکا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔"

قل فاتوا بعشر سور مثله (۵۸۳)

"تم فرماؤ کہ ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔"

لیکن اس پر بھی معترضین بے بس رہے، تو پھر ایک اور چیلنج دیا گیا۔

فاتوا بسورة من مثله (۵۸۴)

"پس تم اس کی مثل ایک سورت لاؤ۔"

اس کے بعد ابدالآباد تک کے لئے اس امر میں پورے عالم کفر کی ناکامی کا بیان کیا گیا جس کی شہادت چودہ سو سال کی تاریخ دے رہی ہے۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا (۵۸۵)

"پس ہرگز نہ لا سکو گے اور ہرگز نہ لا سکو گے۔"

قرآن مجید کے اس بار بار چیلنج کے باوجود کفار اس کی مثل نہ بنا سکے جو قرآن پاک کی عدم مثلیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں مفتی عبدہ لکھتے ہیں:

ومن الکلام علی الغیب فیه ما جاء فی تحدی العرب به و اکتفائه فی الرجوع عن دعواہ بان یاتوا بسورة مثله، مع سعة البلاد العربیة و وفرة

سکانها و تباعد اطرافها' و انتشار دعوته علی لسان الوافدين الى مكة من جميع ارجائها' ومع انه لم يبق له صلى الله عليه وآله وسلم السياحة فى نواحيها و التعرف برجا لها و قعود العلم البشرى عادة عن الاحاطة بما اودع فى قوى امة عظيمة كالامة العربيه فهذا القضاء الحاتم منه بانهم لن يستطيعوا ان ياتوا بشي من مثل ماتحداهم به ليس قضاء بشريا (٥٨٦)

''اور غائب کے کلام میں سے ہے جو عرب کی تحدی میں آیا ہے اور اپنی پکار سے پھرنے پر اکتفا کرنے میں کہ اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آئیں عرب ممالک کی وسعت' ان کے رہنے والوں کی کثیر تعداد' ان کی وسعت ارضی اور مکہ سے تمام اطراف عالم کی طرف مختلف وفود کی زبانی اپنی دعوت کو پھیلانے اور باوجود اس کے کہ نبی ﷺ نے تمام علاقوں میں دعوت پہنچانے' تمام لوگوں سے ملاقاتیں اور انسانی علم کو برابر تقسیم کرنے کے باوجود جیسے عظیم اور مضبوط اُمت کے سپرد کیا جیسے عرب اُمت ہے لہٰذا اس سے یہ حتمی فیصلہ نکلتا ہے کہ وہ اس جیسی چیز لانے سے عاجز آ گئے جس میں وہ ماہر تھے یہ انسانی فیصلہ نہیں ہے۔''

یہ اعلان کوئی معمولی بات نہ تھی' یہ دعویٰ اس ذات کی طرف سے تھا جس نے کبھی وقت کے مشہور ادباء اور شعراء سے کوئی علم نہ حاصل کیا' کبھی شاعروں کی محفلوں میں ایک شعر نہ پڑھا اور کبھی کاھنوں کی صحبت میں نہ بیٹھے' خود شعر کہنا تو درکنار کبھی اشعار تک نہ یاد کئے۔ یہ اعلان ان کی ادبی صلاحیتوں کا ایک زبردست چیلنج تھا' یہ ان کے دین و مذہب پر ایک کاری وار تھا۔ اس اعلان کے بعد آتش بیاں خطیبوں اور شعلہ نوا شاعروں کی محفلوں میں سناٹا چھا گیا اور بدستور سکوت طاری رہا اور کوئی اس کلام کے مقابلے میں چند جملے بھی نہ بنا سکا۔ علامہ عبدالرحمٰن جوزی لکھتے ہیں:

كنانتذاكر اعجاز القرآن و كان ثم شيخ كبير الفضل فقال مافيه

ما يعجز الفضلاء عنه ثم ترقى الى غرفة و معه صحيفة و محبره و وعدأنه سيناد يهم بعد ثلاثة ايام بما يعلمه مما يضا هى القرآن فلما انقضت الايام الثلاثة صعدا واحد فوجده مستندا يابسا وقد جفت يده على القلم

(۵۸۷)

''ہم قرآن کے اعجاز کا تذکرہ کرتے ہیں ایک عالم جو کہ بڑی بزرگی کا مالک تھا اس نے کہا: اس میں کیا چیز ہے کہ جس سے بڑے بڑے عالم بھی عاجز ہوتے ہیں پھر وہ ایک کمرے میں گیا اور اس کے ساتھ ایک صحیفہ اور اس کی دوات تھی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ ان کو تین دنوں کے بعد بلائے گا جو بھی وہ قرآن کے مشابہ چیز پائے گا پس جب تین دن گذر گئے تو جس پر بھروسہ کیا تھا اسے خشک پایا اور اس کا ہاتھ قلم پر خشک ہو گیا تھا۔''

فصاحت و بلاغت

قرآن کریم کا اسلوب سادگی اور سلاست کے علاوہ فصاحت و بلاغت کے اس اعلیٰ مقام پر ہے جس کا معارضہ آج تک بڑے بڑے فصحا و بلغا نہیں کر سکے اس میں مقتضائے حال کی رعایت. ستعارہ' کنایہ کا استعمال اور صنائع و بدائع کا وجود اور ایسا حسن بیان و ادبی چاشنی ہے جسے الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قرآن مجید کے اعجاز فصاحت و بلاغت کے بارے میں لکھتے ہیں:

ونحن لما جئنا بعد العرب الاول ماكنا لنصل الى كنه ذلك ولكن القدر الذى علمناه ان استعمال الكلمات و التركيبات العذبة الجزلة مع اللطافة و عدم التكلف فى القرآن العظيم اكثر منه فى قصائد المتقدمين و المتاخرين فانا لانجد من ذلك فيها قدر مانجده فى القرآن و

هـذا امر ذوقي يتمكن من معرفته المهرة من الشعرا وليس للعامة من الناس ذائقة في هذا الامر (۵۸۸)

''اور ہم چونکہ عربی زبان و ادب کے عہد اوّل کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور عربی زبان کی خوبو سے پوری طرح آشنا نہیں ہیں اور اس وجہ سے نہ ہم اس کی گہرائیوں تک پہنچ سکتے نہ اس کی حقیقت اور قدر و منزلت کا اندازہ کر سکتے ہیں البتہ اتنا ہم بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اتنی بلند اور شیریں تراکیب اور کلمات کا اس بے تکلفی اور بے ساختگی کے ساتھ استعمال جیسا کہ کلام پاک میں نظر آتا ہے اس کی مثال متقدمین اور متاخرین کے مجموعی ذخیرہ کلام میں بھی کہیں نہیں ملتی۔ البتہ تراکیب کے اس حسن اور کلام کے اس معجزانہ انداز کو سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔''

قرآن مجید نے اپنی فصاحت و بلاغت کا اعلان خود ان الفاظ میں کیا:

لسان الذی یلحدون الیه اعجمی وهذا لسان عربی مبین (۵۸۹)

''جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔''

قرانا عربیا غیر ذی عوج (۵۹۰)

''عربی زبان کا قرآن جس میں اصلا کجی نہیں۔''

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ ان لوگوں کو ہی ہو سکتا ہے جو سلاست ذوق اور استقامت طبع کے ساتھ عرب کے اساتذہ شعر و سخن کے کلام کا مطالعہ کئے ہوئے ہوں اور جنہوں نے علم و معانی و بیان پر اساتذہ متقدمین کی کتب کا مطالعہ کیا ہو یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو جب عرب کے شعراء اور بڑے ادباء سنتے تھے تو سر بسجود ہو جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں محمد علی الصابونی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے:

یروی ان (الاصمعی) خرج ذات یوم فلقی جاریة خماسیة او سداسیة و سمعها تنشد ابیاتا من الشعر رائعة فا عجب بتلك الابیات

وهزت منه النفس و القلب بجمال اسلوبها و روعة بيانها و فصاحة الفاظها فقال لها ما تلك الله ما افصحك؟ فقالت له ويحك او يعد هذا فصاحة بعد قول الله تبارك تعالٰى "و اوحينا الى ام موسٰى ان ارضعيه' فاذ اخفت عليه فالقيه في اليم ولا تخا في ولا تحزني انا رادوه اليك و جاعلوه من المرسلين" ثم قالت له فقد جمعت هذه الاية على و جازتها بين امرين و نهيين و خبرين و بشارتين (۵۹۱)

''روایت بیان کی گئی ہے کہ ''اصمعی'' ایک دن باہر نکلا پس اسے ایک پانچ چھ سال کی لونڈی ملی۔ اس نے اسے سنا کہ وہ عمدہ انداز میں اشعار پڑھ رہی تھی پس اسے وہ اشعار پسند آئے اور اس کے الفاظ کی فصاحت' بیان کی عمدگی اور اسلوب کی خوبصورتی سے اس کا دل و جان جھوم اُٹھا۔ واہ اللہ کی شان تو کس قدر فصیح و بلیغ ہے؟ تو اس نے اسے کہا تجھ پر افسوس ہو تو نے اس کو فصاحت جانا ہے اللہ تبارک وتعالٰی کے اس ارشاد کے بعد بھی ''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔'' پھر اس نے اسے کہا کہ یہ آیت دو حکموں' دو ممنوع' دو خبروں اور دو خوش بختیوں کا اختصار ہے۔''

قرآن مجید سے فصاحت و بلاغت کی چند مثالیں

فلا تعلم نفس مااخفي لهم من قرة اعين (۵۹۲)

''تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کیلئے چھپا رکھی ہے۔''

وخاب كل جبار عنيد من ورائه جهنم و يسقى من ماء صديد يتجرعه ولا يكاد يسيغه وياتيه الموت من كل مكان و ماهو بميت ومن

وراٰئہ عذاب غلیظ (۵۹۳)

''اور اُنہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش اور ہر ہٹ دھرم نامراد ہوا جہنم اُس کے پیچھے لگی اور اُسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا بمشکل اُس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی اُمید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اس کے پیچھے گاڑھا عذاب ہوگا۔''

وقیل یٰارض ابلعی ماءك ویٰسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر و استوت علی الجودی وقیل بعداً للقوم الظلمین (۵۹۴)

''اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا دور ہوں بے انصاف لوگ۔''

مجاز و کنایہ

قرآن مجید سے چند مثالیں:

(i) نساؤکم حرث لکم (۵۹۵)

(ii) ھن لباس لکم و انتم لباس لھن (۵۹۶)

(iii) اولٰمستم النسآء (۵۹۷)

(iv) فلما تغشھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ (۵۹۸)

(v) بل یدہ مبسوطتٰن (۵۹۹)

مذکورہ بالا آیات میں جس لطافت کے ساتھ مجاز اور کنایہ کے انداز میں ہر بات کہی گئی ہے اس کا اندازہ صرف صاحب ذوق لطیف ہی کر سکتا ہے۔ ان آیات میں بیان کی بے ساختگی اور اظہار کی بے تکلفی بھی ہے اور کمال درجہ حیاء و شرافت کی آئینہ

داری بھی۔ اشاروں میں نہایت حسن وخوبی کے ساتھ ایسے مضامین اور مسائل بیان کر دیئے گئے کہ ان کو کوئی بڑے سے بڑا ادیب اشاروں اور صراحت سے ایسے خوبصورت امتزاج سے بیان کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

تشبیہ و استعارہ

قرآن مجید سے تشبیہ و استعارہ کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(i) اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ .... الخ (۶۰۰)

(ii) کمثل الحمار یحمل اسفارا (۶۰۱)

(iii) والصبح اذا تنفس (۶۰۲)

(iv) ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ (۶۰۳)

ایسی عمدہ لطیف تشبیہات اور استعارے قرآن کریم کے علاوہ کسی اور کلام میں نہیں ہیں۔

نظم و تالیف

''نظم و تالیف'' قرآن کریم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک ہے۔ عربوں کے جملہ اصناف کلام میں سے کسی میں بھی یہ نظم و ترتیب موجود نہیں ہے۔ ''الاعجاز فی نظم القرآن'' میں لکھا ہے:

ان الاعجاز فی النظم القرآنی مظاھر کثیرۃ (۶۰۴)

''بے شک نظم قرآنی میں اعجاز کے بہت سے مظاہرے ہیں۔''

اس کے بعد متعدد مثالیں بیان کرکے واضح کیا کہ قرآن کریم نے نظم میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اس کا دقیق ترین اعجاز ہے اور اس کی تقلید بشری طاقت سے

بالکل باہر ہے۔ نظم قرآنی کی ایک جھلک سورۂ حجر کی اس آیت میں دیکھی جا سکتی ہے:

"نبیء عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی هو العذاب الالیم" (۶۰۵)

اس کے فوراً بعد ارشاد فرمایا: "ونبئهم عن ضيف ابراهيم." (۶۰۶)

پھر اس کے بعد فرشتوں کا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے والا واقعہ بیان کیا' بظاہر اس میں کوئی ربط نظر نہیں آتا لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پہلے جملہ کی تائید کرتا ہے کیوں کہ جو فرشتے آپ علیہ السلام کے پاس آئے انہوں نے دو کام کئے ایک اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی اور دوسرا لوط علیہ السلام کی بستی پر عذاب نازل کیا۔ پہلا کام "الغفور الرحیم" کا مظاہرہ اور دوسرا "العذاب الالیم" کا مظہر۔ اس طرح دونوں میں گہرا تعلق ہے اور الگ الگ دیکھیں تو مستقل حیثیت بھی ہے۔ بقول علامہ جلال الدین سیوطی:

حسن تاليفه والتئام كلمه و فصاحتها و وجوه ايجازه و بلاغة الخارقة عادة العرب الذين هم فرسان الكلام و ارباب هذا الشان فجاء نطقه العجيب و اسلوبه الغريب مخالفا لاساليب كلام العرب و منهاج نظمها و نثرها الذى جاء ت عليه و وقفت عليه مقاطع آياته و انتهت اليه فواصل كلماته ولم يوجد قبله ولا بعده نظير له (۶۰۷)

"قرآن مجید کے کلمات کی بہترین ترکیب' اس کی زبان کی فصاحت' اس کی وجوہ اختصاد عرب کے خارق عادت امور کی بلاغت (جو کہ کلام کے شہسوار تھے اور شان وشوکت کے مالک تھے) میں قرآن ایک نادر زبان' انوکھے اسلوب والا ہے کیونکہ یہ عرب کے اسالیب کلام اور ان کی نظم ونثر کے طریقے کے خلاف ہے۔ اس کی آیات مقاطع پر اور فواصل کلمات پر وقف کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال اس سے قبل یا اس کے بعد (دنیا میں) نہیں پائی گئی۔"

حفاظت قرآن کریم

قرآن کریم کا ایک اعجاز یہ کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

عدم اختلاف و تناقض

قرآن کریم نے خود اپنے اعجاز پر ایک دلیل یہ دی ہے کہ وہ اختلافات و تناقضات سے ہر لحاظ سے پاک ہے۔

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (۶۰۸)

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔''

قرآن مجید میں ایک واقعہ بعض اوقات متعدد جگہ بیان ہوا ہے۔ ہر مقام پر انداز بیان اور سیاق و سباق مختلف ہونے کے باوجود اس کی واقعیت میں کوئی خفیف سا اختلاف بھی نظر نہیں آتا۔ اس امر کا صحیح اندازہ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید دیگر کتابوں کی طرح نازل نہیں ہوا بلکہ ۲۳ سال کے عرصہ میں کبھی دن کو کبھی رات کو کبھی سفر میں کبھی حضر میں اور کبھی میدان جنگ میں اس کی آیات نازل ہوتی تھیں۔ پھر بھی ہر قسم کے اختلاف سے یکسر پاک ہے تو کیا اس کے منزل من اللہ اور مبنی برحق ہونے پر کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے اگر حفاظت الٰہیہ شامل نہ ہوتی تو عمداً نہ سہی سہواً اعتبار سے اختلافات پیدا ہو سکتے تھے اور پھر وضع حدیث کا عمل جو فتنہ کی صورت میں نمودار ہوا قرآن کریم کو متاثر کر سکتا تھا لیکن یہ اعجاز قرآن ہے کہ آج تک باہمی اختلافات سے محفوظ ہے۔

قرآن کریم تمام علوم کا جامع ہے

قرآن کریم میں ان تمام علوم کلیہ اور جزئیہ کو جمع کر دیا گیا جو اہل عرب کے ہاں معروف و مروج تھے یا نہ تھے۔ اصول یا فروع' قرآن کریم تمام علوم کا جامع ہے' ارشاد فرمایا:

ما فرطنا فی الکتاب من شیء (۶۰۹)

''ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔''

ونزلنا علیك الكتٰب تبیاناً لكل شیء (۶۱۰)

''اور ہم نے تم پر قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔''

مصطفیٰ صادق الرافعی رقمطراز ہیں:

وللقرآن وجه اجتماعي من حيث تاثيره في العقل الانساني وهو معجزة التاريخ العربي خاصة ثم هو بآثاره النامية معجزة اصلية في تاريخ العلم كله على بسيط هذه الارض من لدن ظهر الاسلام الى ماشاء الله

(۶۱۱)

''انسانی عقل میں اثر انداز ہونے کے حوالے سے قرآن کا ایک اجتماعی پہلو اور وہ خاص طور پر عربی تاریخ کا ایک خاص معجزہ ہے پھر مخلوق کے آثار کے ساتھ ساری علمی تاریخ میں اصلی معجزہ ہے جو روئے زمین پر ظہور اسلام سے لے کر جب تک اللہ چاہے۔''

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

عن ابي بكر بن مجاهد انه قال يوماً ما من شيء في العالم الا وهو في كتاب الله فقيل له فاين ذكر الخيانات فيه فقال في قوله ليس عليكم

جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونة فیها متاع لکم فھی الخیانات (۶۱۲)

''ابوبکر بن مجاہد نے ایک دن کہا دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے مگر اسکا ذکر کتاب اللہ میں ہے پس اس سے کہا گیا اس میں خیانات کا ذکر کہاں ہے۔ پس اس نے اپنے قول میں کہا: تم پر گناہ نہیں ہے کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جہاں سکونت نہیں ہے۔ ان میں تمہارا سامان ہو۔ پس وہ خیانات کا بیان ہے۔''

اسلوب قرآن

قرآن کریم کے اس اعجاز پر الگ فصل گزر چکی ہے۔

احوال غیب

ذلك من انباء الغیب نوحیه الیك (۶۱۳)

''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تم کو بتاتے ہیں۔''

تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك ما کنت تعلمھا انت ولا قومك من قبل ھذا (۶۱۴)

''یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور انہیں نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔''

قرآن کریم کی صداقت اور عظمت کا واضح پہلو یہ ہے کہ یہ احوال الغیب سے بھرا ہوا ہے۔ نبی علیہ السلام غیب کی ان باتوں کو امت تک پہنچاتے رہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وما ھو علی الغیب بضنین (۶۱۵)

''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔''

قرآن مجید کے احوال غیب پر اعجاز القرآن کی کتب میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ان احوال کو دو حصوں میں بیان کرتے ہیں:

(۱) امم سابقہ کے حالات (۲) مستقبل کی پیشین گوئیاں

(۱) امم سابقہ کے حالات

علامہ باقلانی لکھتے ہیں:۔

واما الوجه الذى ذكرناه من اخباره من قصص الاولين و سير المتقدمين فمن العجيب الممتنع على من علم يقف على الاخبار ولم يشتغل بدرس آلاثار وقد حكى فى القرآن تلك الامور حكاية من شهد و حضرها قال الله تعالى "وما كنت تتلوا من قبله من كتاب ولا تخطه بيمينك اذا لارتاب المبطلون" (۶۱۶)وقال "وما كنت بجانب الغربى اذ قضينا الى موسى الامر وما كنت من الشهدين" (۶۱۷)وقال "وما كنت بجانب الطور اذ نادينا ولكن رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتهم من نذير من قبلك" (۶۱۸)فبين وجه دلالته من اخباره بهذه الامور الغائبة السالفة(۶۱۹)

"اور جہاں تک اس پہلو کا تعلق ہے جس کی خبر دیتے ہوئے ہم نے ذکر کیا ہے یعنی پہلے لوگوں کے قصوں اور متقدمین کی سیرت کے حوالے سے۔ پس عجیب و غریب نا قابل حصول ہے اس شخص کے لیے جس نے علم پر انحصار نہ کیا اور آثار کے درس میں مشغول نہ ہوا۔ پس قرآن میں وہ امور بیان ہوتے ہیں بطور حکایت اس شخص کے لیے جس نے دیکھا اور حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس سے پہلے نہ تم کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت تم حاضر نہ تھے اور فرمایا اور نہ تم طور کے کنارے تھے۔ جب ہم نے ندا فرمائی ہاں

تمہارے ربّ کی مہر ہے (کہ تمہیں غیب کا علم دے) کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تمہارے سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا۔" پس یہ واضح دلائل ہیں ان سابقہ پوشیدہ گذرے ہوئے معاملات کی خبروں کے بارے میں۔"

سابقہ قوموں کا ذکر پہلی کتابوں میں تھا مگر ان میں ردوبدل کر دیا گیا قرآن مجید نے حقیقت حال کو بیان کیا اسی لیے قرآن کریم "مصدق لما بین یدیه" قرار پایا اس اعتبار سے قرآن مجید کے اعجاز اور اس کی صحت وحقانیت پر ایک بڑی دلیل ہے کہ ایک ایسی ہستی کی زبان سے جس نے نہ کوئی تاریخ پڑھی نہ کسی مؤرخ سے استفادہ کیا بعض واقعات کا بیان کرنا بعض کی اصلاح بعض کا رد کرنا بہت بڑا معجزہ ہے جب قرآن کریم نے اپنے بیان کو "انباء الغیب" قرار دیا تو کوئی اس دعویٰ کی تردید نہ کر سکا۔

(۲) مستقبل کی پیشین گوئیاں

قرآن مجید نے مستقبل کے بارے میں بہت سی خبریں بیان کی ہیں' جو درست ثابت ہوئیں یا ہو رہی ہیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله** (۶۲۰)

"وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب آئے۔"

(ii) **واللّٰہ یعصمك من الناس** (۶۲۱)

"اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔"

(iii) **غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین** (۶۲۲)

"رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں۔"

(iv) انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (٦٢٣)

"بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک ہم خود اسکے نگہبان ہیں۔"

(v) لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (٦٢٤)

"باطل کو اسکی طرف راہ نہیں نہ آ سکے آگے سے نہ اسکے پیچھے سے۔"

(vi) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله .... فان لم تفعلوا ولن تفعلوا (٦٢٥)

"اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اتارا اپنے (خاص ﷺ) بندے پر تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ .... پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمادیتے ہیں کہ نہ لاسکو گے۔"

(vii) اذا جاء نصر اللّٰه والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجا (٦٢٦)

"جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں۔"

عدم تحریف

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (٦٢٧)

"باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اسکے آگے سے نہ اسکے پیچھے سے۔"

جس طرح قرآن مجید باہمی اختلافات و تناقضات سے پاک ہے اسی طرح تحریف اور تغیر و تبدل سے بھی محفوظ ہے۔ محمد بن قرطبی نے اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان فرمایا ہے:

قال سمعت یحیی بن اکثم یقول کان للمامون وھو امیر اذ ذاك مجلس نظر' فدخل فی جملة الناس رجل یھودی حسن الثوب حسن الوجه طیب الرائحة .... قال له اسلم فقال دینی و دین آبائی وانصرف قال فلما کان بعد سنة جاء نا مسلما قال فما کان سبب اسلامك؟ قال انصرفت من حضرتك فاحببت ان أمتحن ھذہ الادیان فعمدت الی التوراة فکتبت ثلاث نسخ فزدت فیھا و نقصت وا دخلتھا الکنیسة فاشتریت منی و عمدت الی الانجیل فکتبت ثلاث نسخ فزدت فیھا و نقصت واد خلتھا البیعة فاشتریت منی و عمدت الی القرآن فکتبت ثلاث نسخ فزدت فیھا و نقصت واد خلتھا الوارقین فتصفحوھا فلما وجد وا فیھا الزیادة والنقصان رموابھا فلم یشتروھا فعلمت ان ھذا کتاب محفوظ فکان ھذا سبب اسلامی (٦٢٨)

''میں نے یحییٰ بن اکثم کو امیر المومنین مامون کی مجلس مناظرہ میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ لوگوں کے اجتماع میں ایک یہودی شخص جو کہ اچھا لباس پہنے ہوئے تھا' اچھی صورت والا تھا' پاکیزہ خوشبو والا تھا' داخل ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ تُو اسلام قبول کر لے تو وہ کہنے لگا مجھے میرا اور میرے باپ دادا کا دین کافی ہے اور چلا گیا تو ایک سال بعد وہ مسلمان ہو کر ہمارے پاس آیا تو میں نے کہا تیرے اسلام قبول کرنے کا کیا سبب ہے۔ تو وہ کہنے لگا جب میں تمہارے ہاں سے چلا گیا تو مجھے ادیان کے آزمانے کی خواہش پیدا ہوئی تو میں نے تورات کا ارادہ کیا۔ پس میں نے اس کے تین نسخے لکھے اور ان میں کمی بیشی کر دی۔ پھر جب میں نے اُسے کنیسہ میں داخل کیا تو وہ مجھ سے خرید لیے گئے۔ پھر میں نے انجیل کا ارادہ کیا اور اس کے تین نسخے لکھے اور ان میں بھی کمی بیشی کر دی جب میں اس کو (مسیح) گرجا گھر میں لایا تو وہ نسخے مجھ سے خرید لیے گئے۔ پھر میں نے قرآن کا ارادہ کیا

اور اس کے تین نسخے تیار کیے اور ان میں کمی بیشی کر دی۔ پھر جب میں نے انہیں وارقین (ورق گردانی کرنے والے) کو دیا تو انہوں نے اس کا ایک صفحہ دیکھا۔ جب انہوں نے اس میں کمی زیادتی پائی تو انہوں نے اسے نہ خریدا۔ پس مجھے علم ہو گیا کہ یہ محفوظ کتاب ہے اور یہ میرے اسلام قبول کرنے کا سبب ہے۔"

بقا و ثبات

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو جو معجزات عطا کئے' اب صرف ان کا نام باقی ہے اور ان کا اثر سماع روایت تک ہے مگر حضور ﷺ کو جو معجزہ قرآن کریم کی شکل میں ملا' وہ ابدالآباد تک باقی رہنے والا ہے۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے الفاظ' احکامات اور اُصول ہرگز نہیں بدلیں گے۔ مختلف قوموں نے قرآن مجید کی آواز کو دبانے کی کوشش کی' تحریف کرنے کے لئے حیلے تراشے مگر یہ دائمی کتاب ہمیشہ کے لئے باقی ہے' اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کی حفاظت خدا نے اپنے ذمے لی ہے۔

صوتی ترنم و تغنم

قرآن کریم کی ہر آیت کے مطلع و مقطع میں ایک خاص قسم کا صوتی حسن و جمال پایا جاتا ہے۔ یہ معنوی نغمگی اور باطنی موسیقیت شعری اوزان و قوافی سے مبرا ہونے کے باوجود فراوانی کے ساتھ محسوس ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی سحر بیانی کافی حد تک حسن صوتی پر منحصر ہے۔ اس اعتبار سے قرآنی سورتیں تین اقسام پر منقسم ہیں "طویل" مثلاً سورۃ النساء، "متوسط" مثلاً اعراف اور انعام "قصیر" مثلاً الشعراء اور الدخان' میں صوتی ترنم کی یہ کیفیت ہر شخص کے لئے عجیب لطف کا سامان پیدا کرتی ہے' مثلاً:

ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمة ربك بمجنون (٦٢٩)

"قلم اور اس کے لکھنے کی قسم تم اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں۔"

والمرسلت عرفا فالعٰصفٰت عصفا والنّٰشرٰت نشراً فالفٰرقٰت فرقا(٦٣٠)

قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار پھر زور سے جھونکا دینے والیاں پھر اُبھار کر اُٹھانے والیاں پھر حق اور ناحق کو خوب جدا کرنے والیاں۔"

وجوہ یومئذ خاشعۃ عاملۃ ناصبۃ تصلٰی نارا حامیۃ تسقٰی من عین انیۃ(٦٣١)

"کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے پانی کے چشمے کا پانی جلائیں جائیں۔"

قوت تاثیر

قرآن کریم کی یہ قوت تاثیر ہی تھی کہ ظہور اسلام سے قبل جو لوگ علم و فضل سے بہرہ ور تھے یا نہ تھے وہ اسلام کی طرف کھیچے چلے آئے۔ قرآن مجید میں وہ تاثیر ہے جو وجدان کو متاثر کرتی اور احساسات و جذبات میں ہیجان پیدا کرتی ہے' آنسوؤں کی جھڑیاں باندھ دیتی ہے۔ جو لوگ ایمان لانے کے آرزومند تھے' انہوں نے قرآن مجید کو سنتے ہی اپنا سر نیاز جھکا دیا۔"

واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع (٦٣٢)

"اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول ﷺ کی طرف اُترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں۔"

علامہ زرقانی کے بقول:

لکن القرآن وحدہ ھو الذی نفخ الایمان فی الکبار والصغار نفخا و بثہ روحا عاما واشعرا النفوس بما جاء فیہ اشعارا و دفعھا الی التخلی عن موروثاتھا و مقدساتھا جملۃ (٦٣٣)

''لیکن قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جس نے ایمان کو بڑوں اور چھوٹوں میں داخل کر دیا اور اس کی عمومی روح پھیلائی اور لوگوں نے اس میں آئے ہوئے محسوسات کو محسوس کیا اور ان کو مقدسات اور موروثات سے خالی کر دیا۔''

لذت تکرار

کوئی کلام کیسا ہی فصیح و بلیغ کیوں نہ ہو؟ انسانی طبیعت اسے دوبارہ سننے کو پسند نہیں کرتی۔ اس سے ایک گونہ ملال پیدا ہوتا ہے' مگر دنیا میں قرآن مجید واحد کتاب ہے جس کے اعادہ تکرار سے ایک نئی فرحت و مسرت ملتی ہے بلکہ ازالہ ھم وغم کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ الفاظ قرآن کریم کو صحیح طریقے سے ادا کیا جائے تو اس کی تروتازگی اور جدت برقرار رہتی ہے' قاری کے ولولے اور ذوق وشوق میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ اس کی بڑی وجہ قرآن کریم کا حسن نظم اور اس کا صوتی حسن و جمال ہے' پھر یہ بھی کہ وہ عالم جو قرآنی مطالب و معانی کا آشنا ہے اور ایک جاہل جو قرآنی حروف کے حسن صوت کے سوا کچھ نہیں سمجھتا' دونوں برابر ہیں۔

تکوینی علوم کے ساتھ تعارض نہیں

قرآن کریم کا ایک نمایاں اعجاز یہ ہے کہ اس کا تکوینی علوم کے ساتھ تعارض نہیں ہے۔ بقول محمد علی الصابونی:

ومن وجوه اعجاز القرآن تلك الاشارات الدقيقه الى بعض العلوم الكونية التى سبق اليها القرآن قبل ان يكشفها العلم الحديث ثم عدم تعارضه مع ما يكشفه العلم من نظريات علمية حديثة وقد أشار القرآن الكريم الى هذا الناحية من نواحى الاعجاز بقول جل شانه ''سنريهم ايا تنا فى الأفاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق اولم

یکف بربك انه علی کل شیء شهید" (۶۳۴)ومع اعتقاد نابان القرآن العظیم لیس کتاب طبیعة او هندسة اوفیزیاء و انما هو کتاب "هدایة و ارشاد" وکتاب "تشریح و اصلاح" ولکن مع ذلك لم تخل ایاته من الاشارات الدقیقة والحقائق الخفیة الی بعض المسائل الطبیعیة والطبیة والجغرافیة مما یدل علی اعجاز القرآن(۶۳۵)

"اعجاز القرآن کی وجوہ میں بعض دنیاوی علوم کی طرف دو دقیق اشارات ہیں جن کی طرف علم حدیث کے انکشاف سے پہلے قرآن نے سبقت لی ہے اور تحقیق قرآن کریم نے اعجاز کے انہی پہلوؤں میں سے ایک پہلو کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے ساتھ: 'ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔" اور ہمارے اس یقین کے ساتھ کہ قرآن عظیم نہ فزکس نہ ریاضی اور نہ ہی فیزیاء کی کتاب ہے بلکہ وہ ہدایت اور راہنمائی کی کتاب ہے اور تشریح اور اصلاح کی کتاب ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی آیات فزکس طب اور جغرافیے کے بعض مسائل کی طرف باریک اشارات اور چھپے ہوئے حقائق سے خالی نہیں ہے جو کہ قرآن کے اعجاز کا واضح ثبوت ہیں۔"

علامہ زرقانی نے "مناهل العرفان فی علوم القرآن" میں اس قرآنی اعجاز پر بڑے مدلل انداز میں ایک پوری فصل "موقف القرآن من العلوم الکونیة" کے نام سے لکھی ہے۔

حفظ قرآن

ولقد یسرنا القراٰن للذکر (۶۳۶)

''اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے۔''

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اسے حفظ کرنا آسان ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اسے حفظ کر لیتے ہیں۔ ہر دور میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ قرآن موجود رہے ہیں۔ دنیا میں قرآن کریم کے علاوہ کسی دوسری الہامی کتاب کا حافظ نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم دیگر تمام کتب سے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ حفظ و ناظرہ' تجوید و قرآت' تلاوت و ترجمہ اور تفسیر کے لحاظ سے اس قدر پڑھا گیا اور پڑھا جا رہا ہے کہ اپنی مثال آپ ہے' کوئی بھی سلیم الطبع شخص قرآن کریم کے اس معجزے کا انکار نہیں کر سکتا۔



فصل دوازدہ

خصائص تورات اور اعجاز قرآن کریم کا تقابل

اس سے قبل ''خصائص تورات'' کے عنوان سے تورات کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہودی اور عیسائی مصنّفین کی کتب [illegible] جات بیان کئے گئے بعد میں ''اعجاز قرآن'' کے عنوان سے قرآن پاک کے چند خصائص بیان کئے گئے ہیں۔ اب ذیل میں دونوں کا باہمی موازنہ کیا جاتا ہے۔ جو تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی' قرآن مجید نے اس کا ذکر [illegible]ے عمدہ انداز سے کیا ہے' کہیں تو اسے ''ہدایت'' کہیں ''ضیاء''، ''نور''، ''بصائر'' اور ''فرقان'' کے ناموں سے یاد کیا ہے۔ خصوصی طور پر یہ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بنی اسرائیل کے لئے امام اور رحمت بنا کر نازل کیا۔ قرآن مجید سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ تورات اور دیگر صحائف اس ''ام الکتاب'' کے پرتو ہیں جو لوح محفوظ میں ہیں۔ مکی سورتوں میں عام طور پر تورات کو توصیفی ناموں کے ساتھ ''الکتاب'' سے تعبیر کیا گیا ہے جب کہ مدنی سورتوں میں کئی مقامات پر اس کے احکامات بیان ہوئے ہیں۔

جہاں قرآن مجید نے تورات کے اوصاف و خصائص کا تذکرہ کیا ہے وہاں یہ بھی واضح کر دیا کہ بنی اسرائیل سرکشی اور قتل و غارت میں پڑ گئے۔ انہوں نے تورات کو محرف و متغیر کر دیا اور اسے اصلی حالت میں نہ رہنے دیا۔ قرآن مجید نے مجملاً بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگ کس طرح اس میں تحریف کرتے تھے۔

من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا و

عصینا (۶۳۷)

"کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نہ مانا۔"

وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللّٰہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون (۶۳۸)

"اور ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے۔"

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللّٰہ (۶۳۹)

"تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے۔"

ولقد اتینا موسٰی الکتب فاختلف فیہ (۶۴۰)

"اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف کیا گیا۔"

بائبل کے مطابق تورات محرف ہو چکی ہے چنانچہ کتاب اشعیاء میں لکھا ہے:

"کیونکہ زمین اپنے بسنے والوں کے سبب ناپاک ہو گی' اس لئے کہ انہوں نے شرائع کی نافرمانی حکم عدول کیا اور ابدی عہد کو توڑا۔" (۶۴۱)

ارمیاء میں لکھا ہے: "تم نے زندہ خدا رب الافواج ہمارے خدا کا کلام بگاڑا۔" (۶۴۲)

تورات پر نازل ہونے والی بلائیں' بربادیاں اور خود اس کے ماننے والوں کا اس میں رد و بدل کرنا' اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام والی تورات نہیں ہے۔ یہ بحث "تدوین تورات و قرآن کریم کا تقابل" والی فصل میں گزر چکی ہے۔ وہاں تورات کے باہمی اختلافات اور تضادات بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔

قرآن مجید میں تورات کے جو خصائص نور' ہدایت' ضیاء اور فرقان بیان

فرمائے گئے ہیں' یہ موجودہ تورات میں مفقود ہیں اور تورات کی جو خصوصیات بیان کی جاتی ہیں وہ ''اعجاز قرآن'' کے سامنے ثانوی حیثیت کی بھی مالک نہیں ہیں کیونکہ یہ خصوصیات ایک عام ادبی کتاب میں بھی مل جاتی ہیں۔

کلام الٰہی

تورات کے خصائص میں بڑی خصوصیت جو بیان کی جاتی ہے وہ اس کا کلام الٰہی ہونا ہے' مگر یہ بات موجودہ مکمل تورات کے بارے میں درست نہیں ہے' ہاں البتہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا' قرآن مجید کے نقطہ نظر کے مطابق تورات موسیٰ علیہ السلام پر الواح کی شکل میں نازل ہوئی مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ موجودہ پانچ حصوں میں منقسم تورات (اپنے بیان کے مطابق دو) تختیوں پر لکھی تھی' اس ضخیم کتاب کے لکھنے کے لئے تو بہت سی تختیوں کی ضرورت ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری رقمطراز ہیں:

''کیا تورات قرآن کے برابر ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہ دولوحیں جو موسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے لائے' قرآن کریم کے برابر تھیں' پھر موسیٰ علیہ السلام نے جو نقل ان دولوحوں سے کی' وہ بھی قرآن کریم کے برابر تھی' لیکن یہ سوال کہ اس وقت بائبل میں جو پانچ کتب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں وہ بھی قرآن کریم کے برابر سمجھی جا سکتی ہیں یا نہیں' قابل غور ہے۔ یہودی اور عیسائی عالموں کی آراء میں ان کتابوں کی نسبت عجیب اختلاف ہے۔ جن عالموں کا اعتقاد ہے کہ پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہیں' ان میں بھی اختلاف ہے اور وہ ان کتابوں کو بالکل وحی نہیں مانتے۔'' (۶۴۳)

"The New Bible Smith Dictionary" کے الفاظ میں:

"Genesis was composed of earlier documents, the Law of Pentateuch were the work of Moses, and the

greater portion of the history was written by public scribe who is mentiond in the book."(۶۴۴)

''کتاب پیدائش اوائل کے دستاویزات پر مشتمل تھی۔ تورات کا قانون موسیٰ کا کام تھا اور تاریخ کا پیشتر حصہ شریعت کے مبلغوں نے لکھا جس کا کتاب میں ذکر ہے۔''

"Bush. R. Wheler" رقمطراز ہے:

"Many learned writers believed that Samaritan Pentateuch came into the hands of the Samaritans as an inheritance from the ten tribes whom they succeeded." (۶۴۵)

''بہت سے پڑھے لکھے مصنفین کا یقین ہے کہ سامری تورات سامریوں کے ہاتھ میں دس قبائل سے آئی جن کے جانشین یہ سامری بنے۔''

تورات کی کئی قسمیں ہیں: سامری' یونانی اور عبرانی نسخے' پھر ان نسخوں میں باہمی فرق اور تراجم کا ایک دوسرے سے اتنا مختلف ہونا کہ گمان ہونے لگتا ہے کہ شاید مختلف کتابوں کے ترجمے ہیں۔

"First Encyclopaedia of Islam" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"...... That there was a book called Tawrat different from the Hebrew Torah from which these quotations were taken, in reality the passages in questions are either pure invention or inaccurately modelled on sayings in the Bible or the Talmud."(۶۴۶)

''یہ کہ ایک کتاب تھی جسے توریت کہا جاتا تھا۔ یہ عبرانی تورہ سے مختلف تھی

جس سے یہ کہاوتیں لی گئی۔ درحقیقت زیر بحث اقتباسات یا تو خالص ایجاد ہیں یا پھر بائبل یا تلمود کی کہاوتوں کو غلط طریقے سے موڑ کر بیان کیا گیا ہے۔"

یہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہے' اس پر یہودی اور عیسائی علماء کے دلائل پہلے بیان کئے جا چکے ہیں اور جدید تنقید و تحقیق نے بھی بالآخر یہ ثابت کر دیا کہ موجودہ تورات قدیم مذہبی عقیدے کے برخلاف اللہ کا کلام یا وحی منزل من اللہ نہیں ہے بلکہ مختلف انسانوں نے مختلف زمانوں میں اسے تالیف و تصنیف کیا موجودہ تورات موسیٰ علیہ السلام کے بہت بعد میں مرتب ہوئی جس تورات کو آپ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے' قرآنی شہادت کی روشنی میں توجیہ یہ ہو سکتی ہے۔ اصل منزل من اللہ تورات کے ضائع ہو جانے کے بعد علماء یہود و نصاریٰ نے اسے نئے سرے سے تالیف کیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں کی جاتی رہیں۔ جو تورات منزل من اللہ تھی قرآن کریم اس سے بھی افضل ہے۔ دیگر کئی وجوہات کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ تورات الفاظ کے اعتبار سے مخلوق مگر معنی و مفہوم کے اعتبار سے غیر مخلوق ہے جب کہ قرآن مجید الفاظ اور معنی و مفہوم کے اعتبار سے خدا کا کلام ہے' یہ الفاظ و معنی سمیت قلب محمدی ﷺ پر نازل ہوا۔

نزل به الروح الامين على قلبك (۲۶-۱۹۴)

"اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر۔"

قانون

تورات کی ایک خوبی اس میں بیان کئے جانے والے "قانون" بیان کی جاتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ خروج' احبار اور تثنیہ شرح میں بہت سے قوانین بیان کئے گئے ہیں مگر انہیں بار بار بیان کر کے قاری کے لئے اکتاہٹ کا سامان پیدا کیا گیا ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ ایسے قوانین بیان ہوئے ہیں جو قابل عمل نہیں ہیں' بعض ایسے قوانین ہیں جن کا تعلق صرف اسی دور سے تھا۔ یہودی دراصل اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ قانون جس قدر سخت اور ایک ایک جز پر مشتمل ہوگا' اس قدر موثر و مفید ہوگا لیکن انہیں فطرت انسانی کا یہ راز معلوم نہ تھا کہ قانون کی سختی اکثر قلب و روح کی شگفتگی کو پامال کر دیتی ہے نیز جس قانون کے پیچھے حکمت' فلسفہ یا روح کارفرما نہ ہو اس پر عمل کرنا دشوار ہو جاتا ہے' لہٰذا اس کتاب کے قانون ناقابل عمل تھے' ان قوانین کو سابقہ زمانے کے مختلف قوانین مثلاً حمورابی کے قوانین وغیرہ سے اخذ کیا گیا۔ تمام بنی اسرائیل کو ختنہ کروانے کا حکم دیا گیا مگر اس پر سب نے عمل نہ کیا' احکام عشرہ دین موسوی کی روح رواں ہیں مگر تاریخ شاہد ہے کہ یہود نے کسی دور میں بھی ان پر کلی طور پر عمل نہ کیا' توحید الٰہی کے حکم کی دھجیاں اُڑا دیں' بت پرستی کی ممانعت کی گئی' تورات کے مطابق انبیاء سے یہ کام سرزد ہوئے۔ سبت کے حکم کی حرمت کا مفہوم یہود قطعی طور پر نہ سمجھ سکے۔ مرد کو گھر کا سربراہ قرار دیا جب کہ تورات کے مطابق انبیاء عورتوں پر فریفتہ ہوئے اور عورتیں خود مختار بن گئیں۔ اس سلسلے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ ایک قانون کے تحت شادی' خانگی زندگی کی بنیاد قرار دی گئی' مگر زنا کے قصوں سے کتاب بھری پڑی ہے۔ یہود نے قانون کی سختی کا جو طوق اپنے گلے میں ڈال رکھا تھا' قرآن کریم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم (۲۴۸)

''اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتارے گا۔''

قرآن مجید کے قوانین پر نظر ڈالی جائے تو یہ ابدی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر دور میں قابل عمل رہے' آج اور آئندہ بھی قابل عمل رہیں گے۔ بقول مولانا ادریس کاندھلوی:

"قرآن کریم میں دین کے اُصول اور فروع اور معاش اور معاد اور تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست ملکیہ اور مدنیہ اور فقیری و درویشی کے ساتھ حکمرانی اور جہانبانی اور عدل عمرانی کے جو قوانین اور قواعد مذکور ہیں' تورات میں کہیں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔" (۶۴۹)

قرآن کریم جملہ علوم وفنون کا جامع ہے' قوانین کو وضاحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس میں کوئی کمی باقی رہ گئی ہو:

ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین (۶۵۰)

"اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا نہ ہو۔"

آثار قدیمہ

تورات کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ آثار قدیمہ کی دریافت سے اس کتاب کی تصدیق ہو رہی ہے لیکن ان آثار کی دریافت سے قرآن مجید کی حقانیت بھی نمایاں ہوئی ہے کیونکہ جن قصص کے متعلق ماہرین نے آثار دریافت کئے ہیں' وہ قرآن مجید نے بھی بیان کئے ہیں بلکہ یہ آثار قدیمہ تورات کی بنسبت قرآن مجید کے واقعات کی زیادہ تائید کرتے ہیں جیسا کہ کتاب پیدائش کے مطابق تمام روئے زمین پر طوفان نوح آیا لیکن قرآنی نقطہ نظر کے مطابق یہ طوفان صرف اس علاقے میں آیا جہاں قوم نوح آباد تھی اور اب طوفان کے آثار صرف اس علاقے سے ظاہر ہوئے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کا مسکن تھا۔

قرآن مجید کو تورات پر اس لحاظ سے برتری ہے کہ یہ ماہرین آثار قدیمہ کے لئے مشعل راہ ہے۔

"Muhammad Encyclopaedia of Search" میں لکھا ہے:

"It invites human attention to ancient people not

for appreciating their monumental buildings and palaces and their huge statues but to see how they lived in this world."(۶۵۱)

"یہ قدیم لوگوں کی طرف توجہ مبذول کرواتی ہے نہ کہ ان کی یادگاری عمارتوں بڑے بڑے مجسموں کو سراہنے کے لیے بلکہ یہ بتانے کے لیے کہ یہ لوگ دنیا میں کیسے زندگی بسر کرتے تھے۔"

تاریخ

تورات نے قدیم باتوں کو بطور افسانہ بیان کیا ہے بعض ایسے واقعات ہیں کہ انہیں پڑھ کر انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ آیا یہ قصص خدا کی طرف سے نازل کئے ہوئے ہیں؟ مثلاً کتاب پیدائش میں حضرت نوح علیہ السلام کی مے نوشی کا واقعہ' حضرت لوط علیہ السلام کا بیٹیوں سے ہم بستر ہونا' حضرت اسحاق علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام پر الزامات' کتاب خروج میں صندوق شہادت کی تیاری و آرائش کے واقعات کتاب عدد میں مردم شماری کے غیر ضروری قصے' بلعام اور اس کی گدھی کے واقعات وغیرہ' ایسے واقعات ہیں جن کے بیان کرنے کا کوئی مقصد و نتیجہ نہیں اور بعض جھوٹ پر مبنی ہیں۔ قرآن مجید نے بھی قدیم قوموں کے حالات بیان فرمائے ہیں لیکن انہیں محض کہانی یا قصے کے طور پر نہیں بلکہ ان کے عبرت و نصیحت کے پہلو بیان فرمائے ہیں:

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب (۶۵۲)

قرآن پاک ان تاریخی واقعات کو بیان فرمانے کے بعد لوگوں کو ان پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور بار بار ارشاد فرماتا ہے:"افلا تبصرون" "افلا تعقلون" تورات نے واقعات کو محض طوالت کے طور پر اور بے سود باتوں کو بار بار بیان

کیا مگر قرآن مجید صرف مطلب کی بات بیان فرماتا ہے تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

نحن نقص علیك احسن القصص (۶۵۳)

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قرآن مجید نے واقعات کو تشنہ چھوڑ دیا ہو' بلکہ تمام ضروری باتوں کو شرح وبسط کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا کہ اتنی تفصیلات نہ پہلے لوگوں کو معلوم تھیں اور نہ سابقہ کتابوں میں تھیں۔ تورات کے واقعات اختلافات و تضادات سے بھرے پڑے ہیں مثلاً مضامین کا اختلاف' ناموں کا اختلاف' نسبوں کا اختلاف' اوقات و سنین کا اختلاف غرضیکہ ہر باب میں مضحکہ خیز حد تک تضادات و تناقضات ہیں' ان میں نہ تطبیق ممکن ہے نہ انہیں دور کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس مذہب کے پیروکار آج تک اس کا جواب دے سکے ہیں' جب کہ قرآن مجید کا ہر قصہ اور ہر آیت دوسرے قصہ و آیت کا موید و مصدق ہے۔ بعض واقعات متعدد مقامات پر بیان ہوئے' ہر مقام پر انداز بیاں اور سیاق و سباق مختلف ہونے کے باوجود ان کی واقعیت میں اختلاف نظر نہیں آتا۔ تورات نے پہلی قوموں کے عروج و زوال ان کی تہذیب و ثقافت کے خاتمے کا ذکر نہیں کیا مگر قرآن مجید نے وہ تمام وجوہات اور اسباب بیان فرمائے ہیں جن پر ان امم کو ختم کر دیا گیا۔ اس طرح قرآن مجید سے پہلی قوموں کے متعلق ہمیں تمام تر معلومات ملتی ہیں۔

"The Quran clearly views the historical process as selective in the sense that it sifts those who are morally unfit from those who can function effectively as the standards bearers of culture and civilization in the moral and spiritual sense of the word."(۶۵۴)

''قرآن واضح طور پر تاریخی عمل کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ یہ اخلاقی طور پر

غیر موزوں لوگوں کو موزوں لوگوں سے الگ کرتا ہے جو کہ دنیاوی لحاظ سے اخلاقی طور پر اور روحانی تہذیب اور ثقافت کے حامل ہوں اور اس طرز کو عمدگی سے ادا کرتے ہوں۔"

قرآن کریم نے تاریخ اور قدیم قصص کو محض تاریخی انداز سے بیان نہیں کیا بلکہ ان کے نصیحت آموز پہلوؤں کو واضح کیا ہے۔ فرمایا:

كتب انزلنه اليك مبرك ليدبروا ايته وليتذكر اولوا الالباب (٦٥٥)

یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف بڑی بابرکت تاکہ وہ تدبر کریں اس کی آیتوں میں اور نصیحت پکڑیں عقلمند۔

تورات بائبل کی بنیاد

جہاں تورات کی یہ خوبی بیان کی جاتی ہے کہ تورات بائبل کی بنیاد ہے اور بائبل تورات کے احکامات سے بھری پڑی ہے وہاں پر تصویر کے اس رُخ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اسی تورات کے متعلق لکھا ہے: "جتنے شریعت کے اعمال پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔" (٦٥٦)

"شریعت کے وسیلے سے کوئی شخص خدا کے نزدیک صادق نہیں ٹھہرتا۔" (٦٥٧)

عہد جدید میں تورات کے متعلق پولس کا نظریہ یوں مذکور ہے: "مسیح نے ہمارے بدلے میں ملعون ہو کر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔" (٦٥٨)

"ایمان کے آنے سے بیشتر ہم شریعت کی نگہبانی میں قید تھے جب تک کہ ایمان ظاہر نہ ہو پس شریعت مسیح کی آمد تک ہمارا مودب بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے صادق ٹھہریں مگر جب کہ ایمان آ چکا تو پھر ہم مودب کے ماتحت نہ رہے۔" (٦٥٩)

"جہاں کہانت بدل گئی تو شریعت کا بدلنا بھی ضرور ہے۔" (٦٦٠)

"جب اس نے نیا کہا تو پہلے (تورات) کو پرانا ٹھہرایا پس جو چیز پرانی اور

پارینہ ہو جاتی ہے وہ مٹنے کے قریب ہوتی ہے۔"(۲۶۱)

تورات کے مطابق ختنے کا حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا حکم دیا گیا۔ مقدس لوقا ۲:۲۱ کے مطابق حضرت عیسیٰ کا بھی ختنہ ہوا مگر تورات کے اس حکم کے متعلق عہد جدید میں لکھا ہے: "دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں اگر تم ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔"(۲۶۲)

پس ان بیانات سے ثابت ہوا کہ تورات بائبل کی بنیاد نہیں بلکہ بائبل نے تورات کے احکامات کو منسوخ کیا اور اسے باطل ٹھہرایا ہے۔

معاشرتی اصولوں کا بیان

تورات کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے مگر یہ دلیل تورات کے متعلق درست نہیں کیوں کہ اسے پڑھنے کے بعد انسان شش و پنج میں پڑ جاتا ہے کہ تورات نے انبیاء و بزرگان دین کا جو تصور دیا ہے کیا وہ لوگ ایسے تھے کہ ان سے وہ کام سرزد ہوئے جن کو سن کر انسان کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ قابل تقلید ہیں کہ جن کی اپنی زندگی پاکیزہ نہیں تھی' اس کے برعکس قرآن مجید نے جو پاکیزگی کے اعلیٰ نمونے بیان فرمائے ہیں وہ حقیقتاً انسان کے لئے مشعل راہ ہیں اور دوسرا یہ کہ تورات نے جس معاشرے کا تصور دیا ہے آج وہ معاشرہ نہیں رہا اور نہ ہی یہ باتیں آج قابل عمل ہیں۔ لوگ زندگی کے کسی بھی شعبے' دنیا کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں' وہ جس طرح قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرتے تھے اسی طرح آج بھی قرآن کریم کے اصول قابل عمل ہیں۔ حقیقت میں معاشرتی زندگی کا نظریہ قرآن کریم نے ہی دیا ہے' جو ہر حال' ہر مقام اور ہر زمانے میں جاری ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس نے معاشرہ کا ایک مکمل عالمی نظام عطاء فرمایا ہے۔

انسان کے ہر مرض کا علاج اور ہر دکھ کا مداوا کیا ہے' اسی لئے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئك هم الظّٰلمون (٦٦٣)

''اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

قرآن کریم ہر دور کے لوگوں کے لئے نتیجہ خیز ہدایت رکھتا ہے۔ اس کے اوراق میں دو جہانوں کی کامیابی کے راز مضمر ہیں مگر یہ باتیں تورات میں نہیں بلکہ آخرت کا ذکر تک نہیں ہے کہ اس جہان کے لئے دنیا میں کیا کرنا ہے۔ صرف دنیاوی زندگی کے لئے مال و دولت اور بھیڑ بکریوں کے جمع کرنے کا ذکر ہے۔ جب کہ قرآن مجید کی ہر سطر سے ظاہری و باطنی مرض کا شافی علاج دینوی و اخروی نعمتوں کے حصول اور ایک کامیاب زندگی کا تصور ملتا ہے۔

اگر قرآن مجید میں انسانوں کے ہر دکھ کا علاج اور جملہ انسانی مشکلات کا حل موجود نہ ہوتو اس سے بڑھ کر انسانیت پر اور کیا ظلم ہوسکتا ہے کہ انبیاء کی نئی بعثت بھی ختم کر دی گئی جس کی بناء پر اب کوئی اور پیغمبرانہ قیادت انسانوں کی تقدیر نہیں بدل سکتی' وحی بھیجنا بھی موقوف کر دیا گیا اس طرح تو خدا کے ''**لیس بظلام للعبید**''(٦٦٤) ہونے پر حرف آتا ہے اس لئے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا قرآن کریم وہ چشمہ صافی ہے جس سے ہر دور میں لوگوں نے سیرابی حاصل کی اور کر رہے ہیں۔ یہ قرآنی اعجاز ہے کہ اس کی تعلیمات نے جاہل اور وحشی عربوں جن میں دنیا کی ہر برائی موجود تھی' کے اندر اخلاقی و روحانی انقلاب برپا کر کے انہیں تہذیب و انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیا اور ایک ایسا مثالی معاشرہ معرض وجود میں آیا' جس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔ پس جس طرح قرآن مجید ابدی اور عالمگیر کتاب ہے' اسی طرح اس کے معاشرتی اُصول و احکامات بھی ابدی و عالمگیر ہیں۔

زندہ وغیر فانی کتاب

تورات کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ زندہ وغیر فانی کتاب ہے' بالکل جھوٹ ہے۔اس کتاب پر جس قدر آفات نازل ہوئیں اور حوادث ارضی وسماوی نے اسے تباہ و برباد کردیا اوراس سے بڑھ کراس کے ماننے والوں نے اس میں دانستہ تحریف والحاق کا جو سلسلہ ابتداء ہی سے شروع کررکھا ہے۔اس کی زبان کا مردہ ہوجانا' پھرقرآن مجید کا فرمانا کہ یہ محرف ہوچکی ہے'اس صورت حال میں اسے زندہ وغیر فانی کتاب نہیں کہا جاسکتا۔

زندہ وغیرفانی کتاب تو قرآن مجید ہے جو اپنے زمانہ نزول سے لے کر آج تک محفوظ ہے'ایک نقطہ' شوشہ کا بھی فرق نہیں آیا ہے۔قرآن مجید کا تحریف سے پاک اور منزہ ہونا "اظهر من الشمس" ہے بلکہ مستشرقین یورپ کوبھی اعتراف کرنا پڑا کہ صرف قرآن مجید ہی زندہ اور غیر فانی کتاب ہے۔"Arbuthnot F.F." کے الفاظ میں:

"It will thus be seen from the above, that a final and complete text of the Quran was prepared within twenty years after the death (A.D. 632) Muhammad and that this has remained the same without any change or alteration by enthusiasts translators or interpolators up to the present time. It is to be regretted that the same cannot be said of all the books of the Old and New Testaments." (٢٦٥)

''اُوپر کے بیان سے یہ دیکھا جاسکے گا۔کہ قرآن کی مکمل صورت محمد ﷺ کے انتقال (632 ب م) کے بعد تقریباً 20 سال میں سامنے آئی اور یہ کہ یہ مختلف مترجم اور پُرجوش اضافہ شارحین سے گزرتا ہوا بغیر کسی تغیر وتبدل کے موجودہ وقت تک ویسا ہی ہے

اور افسوس ناک امر یہ ہے کہ عہد نامہ عتیق اور جدید کی تمام کتب کے بارے میں ایسا نہیں کہا جا سکتا۔"

"Basanta Coomer B." رقمطراز ہے کہ نبی علیہ السلام کا امی ہونا بھی قرآن پاک کی عظمت کی ایک دلیل ہے۔

"So there has been no opportunity for any forgery or pious fraud in the Quran which distinguishes it from almost all other important religious works of ancient times .... It is exceedingly strange that this illiterate person should have composed the best book in the language."

(۲۶۶)

"لہٰذا قرآن میں کسی قسم کے نقص کی گنجائش نہیں جو اسے ماضی کی تقریباً تمام اہم مذہبی کتابوں سے ممتاز کرتی ہے یہ بات انتہائی حیرت کی ہے کہ ایک ناخواندہ شخص نے زبان کی دنیا میں بہترین کتاب مہیا کی۔"

انبیاء علیہم السلام کو جس قدر معجزات ملے وہ سب فانی تھے جن کا اثر بعد میں صرف سماع روایت تک باقی رہا مگر حضور علیہ السلام کا معجزہ قرآن مجید ابدالآباد تک باقی رہنے والا ہے۔ حفاظت قرآن مجید کے بارے میں وعدہ الٰہی حیرت انگیز طریقے سے پورا ہو رہا ہے۔

قدیم ترین کتاب

بلاشبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نزول قرآن کریم سے بہت پہلے کا ہے۔ اس طرح جو تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اسے دنیا کی قدیم ترین کتاب کہہ سکتے ہیں لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ کیا موجودہ تورات قدیم ترین کتاب کہلا سکتی ہے؟ وہ

کتاب جو کئی دفعہ دنیا سے مٹ گئی' ہر دفعہ ترجمہ کرتے ہوئے اضافہ اور کمی کی جاتی رہی' اس طرح تحریف کا یہ سلسلہ برابر کئی صدیوں تک جاری رہا اور ابھی تک ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ ان حالات میں اس تورات کو قدیم ترین کتاب نہیں کہا جا سکتا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے' البتہ یہود اس اصل تورات کو جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی آج دنیا کے سامنے پیش کر دیں تو اسے قدیم ترین کتاب کہا جا سکتا ہے۔

حقیقت میں دنیا کی سب سے قدیم ترین کتاب قرآن حکیم ہے جو اپنے زمانہ نزول سے لے کر آج تک اپنی زبان' الفاظ اور مفہوم کو برقرار رکھے ہوئے ہے' اس میں ذرہ برابر کمی نہیں ہو سکی اور نہ ہی کوئی آئندہ کر سکتا ہے' اسلئے قدیم ترین کتاب کہلوانے کا حق صرف اور صرف قرآن کریم کو ہی حاصل ہے۔

سب سے زیادہ چھپنے اور پڑھی جانے والی کتاب

تورات سمیت بائبل کے بارے میں یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ کتاب سب سے زیادہ شائع ہوئی اور پڑھی جاتی ہے لیکن اس بیان میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہے۔ آج تک کوئی الہامی یا غیر الہامی کتاب اس قدر نہیں پڑھی گئی جتنا قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ دنیا کے ہر خطے میں مسلمان موجود ہیں' نزول قرآن مجید سے لے کر اب تک روزانہ دن میں پانچ مرتبہ نماز میں اس کی تلاوت کرتے ہیں' ہر دور میں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ قرآن مجید ہوئے جو سارا سال اس کی تلاوت میں مصروف رہتے ہیں۔ شاید ہی مسلمانوں کا ایسا گھر ہو جس میں اس کی تلاوت نہ کی جاتی ہو۔ صرف رمضان المبارک میں قرآن کریم کی جتنی تلاوت کی جاتی ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ جب کہ تورات کے

پڑھنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ایسے افراد بہت کم ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی میں شاید ہی اسے پانچ دس مرتبہ پڑھا ہو' اکثر یہودی وعیسائی مصنفین اپنی کتابوں میں اس بات کا رونا روتے ہیں کہ ان کے مذہب کے لوگ اس کتاب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ دس بارہ سال کی عمر کا شاید ہی کوئی ایسا بچہ ملے جس نے پوری بائبل پڑھی ہو' لیکن ہزاروں لاکھوں ایسے مسلم بچے ملیں گے جنہوں نے کئی مرتبہ مکمل قرآن پاک کی تلاوت کی اور روزانہ اس میں مصروف رہتے ہیں جب کہ بہت سے بچے اس عمر میں قرآن پاک کو حفظ بھی کر لیتے ہیں۔ جہاں تک تورات کے چھپنے اور فروخت ہونے کا تعلق ہے' تورات بائبل کا حصہ ہونے کی وجہ سے کثرت سے چھپ رہی ہے' ورنہ الگ تورات اس قدر کبھی بھی شائع نہ ہوتی۔ جتنا قرآن کریم شائع ہوتا ہے' کسی کتاب کا زیادہ چھپنا اور فروخت ہونا اس کی عظمت کی دلیل نہیں ہے' جتنا کسی کتاب کا مطالعہ اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن پاک کو تورات پر بہت بلند مقام حاصل ہے۔

"Franeis P. Charles" رقمطراز ہے:

"It is more read than any other book in the world. The Christian Bible may be a world best-seller, but millions of followers of the Prophet Muhammad read or recite long sections of Al-Quran five times a day, every day of their lives, from the time they can talk."(۲۶۷)

''یہ دنیا میں کسی بھی دوسری کتاب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ پڑھی گئی۔ عیسائی بائبل دنیا کی بہترین فروخت ہونے والی کتاب ہے۔ لیکن محمد ﷺ کے لاکھوں اُمتی روزانہ پانچ وقت قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ بولنے کی عمر سے لے کر باقی تمام عمر تک۔''

پیشین گوئیاں

تورات کی ایک خوبی اس کی پیشین گوئیاں بیان کی جاتی ہیں جو کہ تورات میں نہ ہونے کے برابر ہیں چونکہ یہ کتاب محرف ہے' لہٰذا حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ پیشین گوئی اس میں پہلے کی لکھی ہوئی ہے یا بعد میں داخل کر دی گئی اور بہت سے ایسے بیانات بھی ہیں جو بعد میں غلط ثابت ہوئے اور یہ محال ہے کہ کلام الٰہی میں کذب شامل ہو۔ لیکن جب اسی موضوع کی نسبت قرآن کریم پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مختلف سورتوں میں ہزاروں ایسی پیشین گوئیاں ہیں جو پوری ہو چکی ہیں۔ قرآن کریم کے اس اعجاز پر محققین کی کئی مستقل کتابیں موجود ہیں جب کہ مخالفین نے بھی قرآن کریم کے اس اعجاز کے سامنے سر جھکا دیئے ہیں۔ پھر قرآن کریم بذات خود ایک بڑی پیشین گوئی ہے' اس کی حفاظت اور اس کی مثل آیات بنانے کا چیلنج آج بھی ہے مگر کوئی بھی ایسا نہ کر سکا' اسی لئے قرآن کریم نے دوٹوک الفاظ میں فرما دیا: ''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا'' "Gibb H.A.R" لکھتا ہے:

"When then, if the Quran were his own composition other men could rival it. Let them produce ten verses like it. If they could not (and it is obvious that they could not) then let them accept the Quran as an outstanding evidential miracle."(۲۶۸)

''اگر قرآن ان کی اپنی تصنیف ہوتا تو دوسرے لوگ اس کی رقابت کرتے۔ اس جیسی دس آیتیں لے آؤ۔ اگر لا سکو تو (یقیناً وہ ایسا نہیں کر سکیں گے) پھر قرآن کو خدا کا معجزہ و کلام تسلیم کر لو۔''

معجزات اور تعلیمات انبیاء کا بیان

تورات میں انبیائے کرام کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کے معجزات کا بھی ذکر ہے' لیکن قرآن مجید کو اس وصف میں بھی نہ صرف تورات بلکہ تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت حاصل ہے کہ جس عمدہ انداز میں قرآن کریم نے انبیاء کے معجزات اور تعلیمات کو بیان فرمایا ہے' یہ انداز تورات میں نہیں ملتا۔ تورات نے معجزات انبیاء کو انبیاء کی عظمت و مقام کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ انہیں محض ایک حکایت کا رنگ دیا ہے اور تعلیمات انبیاء کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ شراب' جھوٹ' بت پرستی اور زناء جیسے واقعات کو انبیاء کرام کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے نہ صرف انبیاء کے تقدس کو بحال کیا بلکہ ان کی پاکیزہ سیرتوں کو مشعل راہ قرار دیا۔ ان کے بارے میں کسی توہین آمیز حرکت کے تصور کا ابطال فرمایا اور واضح کر دیا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک تمام پیغمبروں کی معصومیت' صداقت' بزرگی اور نبوت کا اقرار نہ کرے۔ قرآن کریم انبیاء کرام کے معجزات و تعلیمات بیان کرنے کا اولین ماخذ بلکہ بذات خود ایک منفرد معجزہ ہے۔ ایک فرانسیسی مفکر رقمطراز ہے:

"Whenever Muhammad was asked a miracle, as a proof of the authenticity of his mission, he quoted the composition of the Quran and its incomparable excellence as a proof of its Divine origin."(۲۶۹)

''جب بھی محمد ﷺ کو معجزہ کا کہا گیا۔ اُن کے مقصد کی تصدیق کے طور پر تو آپ ﷺ نے قرآن کی آیتیں پڑھ کر اس کے بے مثال خدائی کلام ہونے کا ثبوت دیتے۔''

کثیر تراجم

تورات بائبل کا ایک حصہ ہے اور بائبل کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں' اس طرح یہ تورات کی ایک خصوصیت ہے کہ اس کے بہت زیادہ تراجم ہوئے۔

قرآن مجید فرقان حمید کے بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور اس قدر اس کی تفاسیر لکھی گئی ہیں کہ آج تک اتنا کام کسی کتاب پر نہیں ہوا۔ پھر ترجمہ وتفسیر کی ایسی ہزاروں کتابیں بھی ہیں جو زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے "القرآن فی کل لسان" میں قرآن مجید کے مختلف تراجم کے بارے میں معلومات بیان کی ہیں۔ ترکی کے ایک نیم سرکاری ادارہ "مرکز الابحاث التاریخ والفنون والثقافۃ الاسلامیہ" (ریسرچ سنٹر آف اسلامک ہسٹری آرٹ کلچر) نے ۱۹۸۶ء میں ایک کتاب شائع کی' جس میں "۱۵۱۵ء سے لے کر ۱۹۸۰ء کے مابین دنیا کے کسی بھی خطے میں' کسی بھی زبان اور کسی بھی سائز اور انداز میں قرآن کریم کے جو تراجم شائع ہوئے ان کی ایک فہرست شائع کی ہے۔" اس کتاب میں صرف ان تراجم کا ذکر ہے جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں' ان تراجم کی تعداد ۲۶۷۲ ہے۔ یہ تراجم دنیا کی مختلف ۶۵ زبانوں میں کیے گئے ہیں۔" (۶۷۰)

قرآن کریم کے تراجم کی یہ فہرست حتمی نہیں ہے کہ ۱۵۱۵ء سے قبل اور ۱۹۸۰ء کے بعد بھی کئی تراجم ہوئے۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق سو سے زائد زبانوں میں قرآنی تراجم موجود ہیں۔ ترکی کے اس ادارہ کی بیان کردہ تفصیلات مکمل نہیں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے اُردو تراجم کی تعداد ۷۷۰ بیان کی ہے جب کہ "قرآن کریم کے اُردو تراجم" کے مصنف ڈاکٹر احمد خاں نے اُردو تراجم کی تعداد ۱۰۱۱ بیان کی ہے۔" اس کتاب میں انہوں نے ان تراجم سے متعلقہ تمام تفصیلات' مترجم کا

نام اور سن اشاعت وغیرہ لکھی ہے۔"(۱۷۶)

یہ ایک ایسا موضوع ہے' اس پر ایک مکمل مقالہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ بہت سی زبانوں میں کئے گئے قرآنی تراجم جو طبع نہ ہو سکے وہ قلمی نسخے آج بھی مختلف لائبریوں میں موجود ہیں۔ قرآنی تراجم کو تورات کے تراجم پر اس لحاظ سے بھی فوقیت ہے کہ تورات کے تراجم صرف یہود و نصاریٰ نے کئے ہیں مگر قرآن کریم کے تراجم مسلم و غیر مسلم محققین نے کئے ہیں۔ تورات کے ترجمے پر تورات کا لفظ بولا جاتا ہے جب کہ قرآن کریم کا ترجمہ' ترجمہ ہی کہلاتا ہے اور ضروری ہے کہ ترجمہ کے ساتھ اصل متن کو شائع کیا جائے تا کہ قاری متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمہ سے استفادہ کرے۔

قدیم تہذیب و ثقافت سے آگاہی

یہ خصوصیت دونوں کتب میں پائی جاتی ہے مگر قرآن کریم کو اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ اس نے قدیم تہذیب و ثقافت اور پہلی قوموں کے حالات اس انداز سے بیان فرمائے ہیں کہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں اور ان برائیوں اور خامیوں کو پیدا نہ ہونے دیں' جس کی بناء پر پہلی قومیں تباہ و برباد ہو گئیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اسی لئے جب قرآن کریم پہلی قوموں کے حالات' تہذیب و ثقافت کا ذکر کرتا ہے تو ساتھ اس اُمت کے لئے ایک پیغام دیتا ہے کہ ان پر غور و فکر کرو اور صراط مستقیم کو اپناؤ' مگر تورات اس وصف سے خالی ہے۔

تعلیم و تبلیغ

بے شک تورات کے معانی تعلیم کے ہیں' جہاں اس میں اچھی باتیں ہیں وہاں اس میں ایک خامی بھی ہے' اس کی بعض باتیں خلاف عقل اور اخلاق سے گری ہوئی ہیں' جن پر عمل کرنا تو درکنار کسی محفل میں پڑھنے سے سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ تعلیم و

تبلیغ کے نقطہ نظر سے قرآن کریم پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید ان تمام علوم و معارف کا جامع ہے جن کا احاطہ کوئی فرد نہیں کر سکتا اور پھر قرآن مجید تمام الہامی کتب کا نچوڑ ہے۔

رسول من اللّٰہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ (٦٧٢)

"وہ کون وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں۔"

یہود نے منزل من اللہ تعلیمات کو خواہشات نفس کی خاطر داغدار کر دیا مگر قرآن کریم آج بھی اصل حالت میں ہونے کی وجہ سے اپنے علمی خزانے سے لوگوں کو مستفید فرما رہا ہے جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے' قرآن کریم نے اس سے متعلقہ تمام امور کے بارے میں رہنمائی فرمائی' چنانچہ فرمایا:

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالتی ھی احسن (٦٧٣)

"اپنے ربّ کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ سے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔"

طبی اثاثہ

ماہرین طب کے لئے تورات سے کہیں بڑھ کر قرآن کریم مینارۂ نور ثابت ہوا ہے۔ تورات سے محض بیماریوں کے علاج و معالجہ اور چند تدابیر کا پتہ چلتا ہے' مگر قرآن کریم طب جدید کا بنیادی ماخذ ہے جس نے ماہرین طب کو ایک نئی سوچ اور فکر عطاء کی ہے۔ قرآن کریم نے آکسیجن کے متعلق ارشاد فرمایا:

الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون (٦٧٤)

"جس نے تمہارے ہرے پیڑے میں سے آگ پیدا کی جبھی تم اس سے

سلگاتے ہو۔"

ہواؤں کے پوشیدہ اسرار.......... "وتصریف الریح ایت لقوم یعقلون" (۶۷۵)"اور ہواؤں کی گردش میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔"

سور کے گوشت کے خطرات.......... "انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر" (۶۷۶)"اُس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت۔"

ماں کے دودھ کی اہمیت.......... "والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین."(۶۷۷) "اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔"

وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ ہے' خون کی شریانوں پر بڑے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کی بناء پر انسان بہت سی متعدی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ خدا کی حیرت انگیز مخلوق شہد کی مکھی' شراب انسان کی بدترین دشمن' عبادات صحت کے لئے مفید' اونٹ سے متعلق رموز' زندگی و موت کی تبدیلی ہیت وغیرہ' ایسی بہت سی باتیں ہیں جن کا تورات میں عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید طب جدید کا بنیادی ماخذ ہے۔

"In fact, the whole science of medicine is closely related to Qura'nic studies and the Islamic faith."(۶۷۸)

"اصل میں تمام طبی سائنس قرآنی مطالعہ اور اسلامی اعتقادات سے بہت مطابقت رکھتی ہیں۔"

تورات' قرآن کریم اور سائنس

کیا سائنس تورات کی تائید کرتی ہے؟ اس پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے موریس بوکائے کا یہ اقتباس ہی کافی ہے:

"The comparison of several Biblical and Quranic

narrations of the same subject shows the existence of fundamental differences between statements in the former, which are scientifically unacceptable and declarations in the latter which are in perfect agreement with modern data, this was the case of the Creation and the Flood for example."(٦٧٩)

''اکثر بائبل اور قرآنی بیانات کا ایک ہی موضوع پر تقابلی جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ بائبل کے بیانات میں بنیادی اختلافات موجود ہیں۔ جو سائنسی لحاظ سے قابل قبول نہیں ہیں اور قرآن کی آیات جدید معلومات سے مکمل ہم آہنگ ہیں اس کی بہترین مثال تخلیق اور طوفان نوح ہے۔''

موریس بوکائے نے اپنی کتاب میں تورات سمیت پوری بائبل پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ کسی طور پر بھی تورات کے بیانات سائنس سے مطابقت نہیں رکھتے:

"Few of the subjects dealt within the Old Testament and likewise the Gospels, give rise to a confronation with the data of modern knowledge. When an incompatibility does occur between the Biblical text and science, however, it is on extremely important points." (٦٨٠)

''کچھ موضوعات عہد نامہ عتیق اور انجیل مقدس میں بیان کئے گئے۔ ان کا جدید علم سے تضاد ہے۔ بائبل اور سائنس میں موجود بے اعتمادی بہت سے اہم امور پر ہے۔''

خاص طور پر کتاب پیدائش کے بیانات کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ جدید سائنس نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم تورات کی ان من گھڑت باتوں کو تسلیم نہ کریں لیکن جب قرآنی بیانات کو سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ سائنس مکمل طور پر قرآن پاک کی تائید کرتی ہے۔

"These scientific considerations which are very specific the Quran, greatly surprised me at first. ...... In the beginning, I had no faith whatsoever in Islam. I began this examination of the texts with a completely open mind and a total objectivity."(۶۸۱)

''ان خاص سائنسی اعتقادات کے بارے میں قرآن نے شروع میں مجھے حیران کر دیا۔ شروع میں میرا اسلام پر کسی قسم کا ایمان نہیں تھا۔ میں نے اس کا مطالعہ و معائنہ بالکل وسیع النظری اور ذاتیات سے ہٹ کر شروع کیا۔''

اکثر مستشرقین یورپ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ واقعی سائنس نے جس قدر قرآن کریم کی تائید کی ہے کسی دوسری کتاب کی نہیں کی چنانچہ "Hirschfeld Harting" رقمطراز ہے:

"We must not be surprised to find the Quran the fountain-head of the science. Every subject connected with heaven or earth, human life, commerce and various trades are occasionally touched upon and this gave rise to the production of numerous monographs forming commentaries on parts of the Holy Book."(۶۸۲)

''ہمیں یہ جان کر حیران نہیں ہونا چاہیے کہ قرآن سائنس کی بنیاد ہے۔ ہر

موضوع جو کہ جنت' زمین' انسانی زندگی' کاروبار اور تجارت سے متعلق ہے۔ بارہا ان کے متعلق بات کی گئی یہ اور بے شمار نئے موضوعات کا باعث بنا۔ جس کی بنیاد پر قرآن پاک کی تشریحات کی گئیں۔"

طبعی اور حیاتیاتی سائنس جن مسائل پر تحقیق سے عبارت ہے' ان میں تخلیق کائنات اور اس کا تشکیل نظام' زمانہ ہائے تخلیق اور ادوار ارتقاء' وجود کائنات کی طبعی اور کیمیائی اساس' زمین اور ظہور زندگی' ارتقاء حیات کے طبعی و کیمیاوی مراحل' اجرام فلکی کی ماہیت اور نظام کار' انسانی زندگی کا آغاز اور نظام ارتقاء' نباتات و حیوانات کی زندگی' افزائش نسل انسانی کا نظام' ان تمام سائنسی موضوعات پر قرآن کریم نے بہت سا بنیادی مواد فراہم کیا ہے۔

جغرافیائی تفصیلات

تورات قدیم شہروں ممالک اور کائنات کے جغرافیائی حالات کو بیان کرتی ہے۔ قرآن کریم بھی زمین کی ساخت سے لے کر موسموں' پہاڑوں' قدیم کھنڈرات اور مختلف علاقوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس ضمن میں دونوں میں بنیادی فرق یہی ہے کہ تورات نے انہیں ایک کہانی و افسانہ کے طور پر بیان کیا ہے اور سنین (سال' صدی) کا سہارا لیا ہے جن میں سے اکثر غلط ہیں۔ مترجمین نے ترجمہ کرتے ہوئے شہروں کے نام تک بدل دیئے ہیں' بعض مقامات پر بہت سی غیر ضروری باتوں کو شامل کر دیا گیا ہے۔ مگر قرآن مجید کو اس وصف میں بھی فضیلت و برتری حاصل ہے کہ اس کا انداز بیان اور اسلوب تورات سے کہیں اعلیٰ ہے' پھر قرآنی معلومات نے محققین عرب و عجم کو جغرافیائی تحقیقات میں کافی مدد دی ہے۔ چنانچہ "محمد (ﷺ) انسائیکلو پیڈیا آف سیرۃ" میں لکھا ہے:

"Many verses of the Quran draw the attention of

scholars to the multifarious functions and benefits of the mountains. The mountains are a source of a great many other benefits including influencing the climate of a region attracing rainfall and providing raw _ material for various other things."(۶۸۳)

مفکرین کی توجہ قرآنی آیات کی وجہ سے مختلف النوع کے کاموں اور پہاڑوں کے فوائد کی طرف مبذول ہوتی ہے پہاڑوں سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں موسمی حالات کو اثر انداز کرنا' بارش برسانا اور بہت سی چیزوں کے لئے خام مال مہیا کرنا شامل ہے۔

اب تک تورات کی خصوصیات کا قرآنی خصائص سے موازنہ کیا گیا ہے۔ اگر اعجاز قرآن کریم کے حوالے سے دیکھا جائے تو قرآن پاک کی خوبیاں اور خصوصیات اس قدر ہیں کہ انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نہ صرف تورات بلکہ تمام الہامی و غیر الہامی کتب سے ہر لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہے' مثلاً کلام نفسی اور کلام لفظی کا فرق' تحریف سے محفوظ ہونا' قرآن مجید کا ناسخ اور کتب سابقہ کا منسوخ ہونا' جامعیت و آفاقیت' نفی ریب کا چیلنج' اعجاز قرآن اور پھر اعجاز قرآن کی کئی وجوہ ہیں مثلاً عدم مثلیت' فصاحت و بلاغت' نظم تالیف' حفاظت قرآن کریم' عدم اختلاف و تناقض' تمام علوم کا جامع' اسلوب قرآن مجید' احوال غیب' آیات اور سورتوں کا باہمی ربط' بقاء و ثبات' صوتی ترنم و تغنم' قوت تاثیر' لذت تکرار' تکوینی علوم سے تعارض نہیں' حفظ قرآن مجید' کثرت تلاوت' تمام الہامی کتب کے ثمرات و مطالب کا جامع' کاملیت و اکملیت اور دعائیہ کلمات کی سحر آفرینی وغیرہم جیسی بے شمار صفات ہیں جو قرآن کریم کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید اپنی مثال آپ ہے۔

فصل سیزدھم

حوالہ جات

۱۔ القرآن الکریم ۱۱:۱۷

۲۔ القرآن الکریم ۴۰:۵۳، ۵۴

۳۔ القرآن الکریم ۷:۱۵۴

۴۔ القرآن الکریم ۱۷:۲

۵۔ القرآن الکریم ۲۸:۴۳

۶۔ القرآن الکریم ۶:۱۵۵

۷۔ القرآن الکریم ۵:۴۴

۸۔ القرآن الکریم ۲۱:۴۸

۹۔ القرآن الکریم ۳:۳

۱۰۔ القرآن الکریم ۶:۹۱

۱۱۔ القرآن الکریم ۴۵:۱۶

۱۲۔ القرآن الکریم ۲:۵۳

۱۳۔ القرآن الکریم ۲:۸۷

۱۴۔ القرآن الکریم ۲۳:۴۹

۱۵۔ القرآن الکریم ۲۵:۳۵

۱۶۔ القرآن الکریم ۳۲:۲۳

۱۷۔ القرآن الکریم ۳۷:۱۱۴ تا ۱۱۷

۱۸۔ القرآن الکریم ۶:۱۵۴

۱۹۔ القرآن الکریم ۷:۱۴۴، ۱۴۵

۲۰۔ القرآن الکریم ۳:۴۵ تا ۴۸

۲۱۔ القرآن الکریم ۵:۱۱۰

۲۲۔ القرآن الکریم ۵:۴۶

۲۳۔ القرآن الکریم ۳:۵۰

۲۴۔ القرآن الکریم ۶۱:۶

۲۵۔ القرآن الکریم ۲:۴۱

۲۶۔ القرآن الکریم ۲:۸۹

۲۷۔ القرآن الکریم ۲:۹۱

۲۸۔ القرآن الکریم ۳:۳

۲۹۔ القرآن الکریم ۴:۴۷

۳۰۔ القرآن الکریم ۵:۴۸

۳۱۔ القرآن الکریم ۴۶:۱۲

۳۲۔ القرآن الکریم ۳:۶۵

۳۳۔ القرآن الکریم ۳:۹۳

۳۴۔ القرآن الکریم ۵:۶۶

۳۵۔ القرآن الکریم ۵:۶۸

۳۶۔ القرآن الکریم ۶۲:۵

۳۷۔ القرآن الکریم ۵:۴۴

۳۸۔ القرآن الکریم ۵: ۴۵

۳۹۔ القرآن الکریم ۷: ۱۵۷

۴۰۔ القرآن الکریم ۹: ۱۱۱

۴۱۔ القرآن الکریم ۴۸: ۲۹

۴۲۔ القرآن الکریم ۵۳: ۳۶ تا ۴۱

۴۳۔ القرآن الکریم ۲: ۱۳۶

۴۴۔ القرآن الکریم ۴: ۱۳۶

۴۵۔ القرآن الکریم ۴: ۱۶۶

۴۶۔ القرآن الکریم ۶: ۱۵۵

۴۷۔ القرآن الکریم ۱۳: ۱

۴۸۔ القرآن الکریم ۱۶: ۱۰۲

۴۹۔ القرآن الکریم ۲۶: ۱۹۲

۵۰۔ القرآن الکریم ۳۶: ۲ تا ۵

۵۱۔ القرآن الکریم ۳۸: ۲۹

۵۲۔ القرآن الکریم ۷۶: ۲۳

۵۳۔ القرآن الکریم ۵: ۱۵

۵۴۔ القرآن الکریم ۲۴: ۳۴

۵۵۔ القرآن الکریم ۲۷: ۱

۵۶۔ القرآن الکریم ۳۶: ۶۹

۵۷۔ القرآن الکریم ۴۳: ۱، ۲

۵۸۔ القرآن الکریم ۴: ۱۷۴

۵۹۔ القرآن الکریم ۸:۶۴

۶۰۔ القرآن الکریم ۱۸۵:۲

۶۱۔ القرآن الکریم ۱:۲۵

۶۲۔ القرآن الکریم ۱۵۵:۶

۶۳۔ القرآن الکریم ۱۰۴:۱۲

۶۴۔ القرآن الکریم ۵۰:۲۱

۶۵۔ القرآن الکریم ۱۳۸:۳

۶۶۔ القرآن الکریم ۱۵۷:۶

۶۷۔ القرآن الکریم ۵۲:۷

۶۸۔ القرآن الکریم ۵۷:۱۰

۶۹۔ القرآن الکریم ۸۲:۱۷

۷۰۔ القرآن الکریم ۳،۲:۳۱

۷۱۔ القرآن الکریم ۱:۱۰

۷۲۔ القرآن الکریم ۳۹:۱۷

۷۳۔ القرآن الکریم ۱۱۵:۶

۷۴۔ القرآن الکریم ۵۲:۷

۷۵۔ القرآن الکریم ۸۹:۱۶

۷۶۔ القرآن الکریم ۳:۴۱

۷۷۔ القرآن الکریم ۵۴:۱۸

۷۸۔ القرآن الکریم ۲۷:۳۹

۷۹۔ القرآن الکریم ۲:۱۲

۸۰۔ القرآن الکریم ۳۹:۲۸

۸۱۔ القرآن الکریم ۴۲:۷

۸۲۔ القرآن الکریم ۴۳:۳

۸۳۔ القرآن الکریم ۱۹:۹۷

۸۴۔ القرآن الکریم ۵۴:۱۷

۸۵۔ القرآن الکریم ۲۰:۱ تا ۳

۸۶۔ القرآن الکریم ۶۹:۴۸

۸۷۔ القرآن الکریم ۷۴:۵۴

۸۸۔ القرآن الکریم ۷۶:۲۹

۸۹۔ القرآن الکریم ۲:۲۳، ۲۴

۹۰۔ القرآن الکریم ۱۷:۸۸

۹۱۔ القرآن الکریم ۱۵:۹

۹۲۔ القرآن الکریم ۵۶:۷۹

۹۳۔ القرآن الکریم ۷:۲۰۴

۹۴۔ القرآن الکریم ۳۵:۳۱

۹۵۔ القرآن الکریم ۸۵:۲۱، ۲۲

۹۶۔ القرآن الکریم ۴:۸۲

۹۷۔ القرآن الکریم ۱۸:۱

۹۸۔ القرآن الکریم ۸۱:۲۷

۹۹۔ القرآن الکریم ۵۵:۱، ۲

۱۰۰۔ القرآن الکریم ۵۶:۷۷

۱۰۱۔ القرآن الکریم ۸۰:۱۱ تا ۱۴

۱۰۲۔ القرآن الکریم ۴۴:۳

۱۰۳۔ القرآن الکریم ۹۷:۱

۱۰۴۔ القرآن الکریم ۲:۴۱

۱۰۵۔ القرآن الکریم ۱۰:۳۷

۱۰۶۔ القرآن الکریم ۳۵:۳۱

۱۰۷۔ خیر اللہ خان' قاموس الکتاب' ایم آئی کے لاہور' ۱۹۹۰ء' ص ۱۲۱

۱۰۸۔ Van Loon Hendrik, The Story of the Bible, Doubleday and Company Inc, U.S.A., 1953. P.19

۱۰۹۔ Nicholas De Lange, Judaism, Oxford University Press, U.K, 1986, P.24

۱۱۰۔ The Illustrated Bible Dictionary, Inter-varsity Press, England, 1986, V.3, P. 1181

۱۱۱۔ Encyclopaedia Biblica, The Macmillan Company New York, 1907, V.2, P. 2015

۱۱۲۔ Bernhard W. Anderson, The Living World of Old Testament, Longmans London, 1959, P.7

۱۱۳۔ Encyclopaedia Biblica, V.2, P. 2015

۱۱۴۔ Roymond E. Brown, The Jerome Biblical Commentary, Theological Publication Bangalore India, 1982, P.1

۱۱۵۔ Encyclopaedia Biblica, V. 2, P. 2015

۱۱۶۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.3, P. 1181

۱۱۷۔ Davidson Robert, The Cambridge Bible Commentary, Cambridge University Press, U.K, 1979, V.1, P.3

۱۱۸۔ The Encyclopedia Americana, V.3, P. 650

۱۱۹۔ Buckner B. Trawick, The Bible as Literature, Barnes and Noble Books London, 1970, P.21

۱۲۰۔ Everyman's Encyclopaedia, J.M. Dent and Sons Ltd, London, 1978, V. 6, P. 159

۱۲۱۔ Joseph Angus, The Bible Hand-Book, London, 1860, P.15

۱۲۲۔ Dictionary of the Bible, Charles Scribner's Sons New York, 1937, V.4, P. 2975

۱۲۳۔ The International Standard Bible Encyclopaedia, William B. Eerdmans Publishing Co, U.S.A, 1979, V.1, P. 658

۱۲۴۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.2, P. 874

۱۲۵۔ Funk and Wagnalls New Encyclopaedia, The Dun and Bradstreet Corporation U.S.A, 1975, V. 13, P.19

۱۲۶۔ The New Encyclopaedia Britannica, V.5, P.791

۱۲۷۔ Needham Cust R, The Languages of The Bible and Bible Translations, Elliot Stock 62 Paternoster Row London, 1980, P.45

۱۲۸۔ خروج ۱۵: ۱ تا ۳ ("کیتھولک بائبل" سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء اور "پروٹسٹنٹ بائبل" بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۸۷ء)

۱۲۹۔ پیدائش ۴۹: ۱۵ تا ۱۹

۱۳۰۔ Encyclopaedia Britannica, 1875, V.3, P.638

۱۳۱۔ The New Encyclopaedia Britannica, 1974, V.2, P. 881, 882

۱۳۲۔ The Encyclopedia Americana International Edition, V. 21, P. 676

۱۳۳۔ خروج ۱۳: ۳

۱۳۴۔ خروج ۱۵: ۱

۱۳۵۔ Harrington Wilfrid, In the Beginning God..., Koinonia Press Manchester, U.K, 1976, P.10, 11

۱۳۶۔ پیدائش ۱۳: ۱۶

۱۳۷۔ پیدائش ۱۵: ۵

۱۳۸۔ پیدائش ۲۲: ۱۷

۱۳۹۔ پیدائش ۱۶: ۱۲

۱۴۰۔ پیدائش ۴۹: ۳

۱۴۱۔ پیدائش ۴۹: ۲۱ تا ۲۳

۱۴۲۔ خروج ۱۵: ۸ تا ۱۰

۱۴۳۔ The Encyclopedia Americana International Edition, V.3, P. 466

۱۴۴۔ خیراللہ خان، قاموس الکتاب، ص ۵۹۶

۱۴۵۔ پیدائش ۱:۵
۱۴۶۔ پیدائش ۲:۲۳
۱۴۷۔ پیدائش ۳:۱۲، ۱۳
۱۴۸۔ پیدائش ۹:۲۵ تا ۲۷
۱۴۹۔ پیدائش ۱:۲
۱۵۰۔ خیراللہ خان، قاموس الکتاب، ص ۵۹۷
۱۵۱۔ عدد: ۲۴:۱۷
۱۵۲۔ تثنیہ شرع ۲۷:۳
۱۵۳۔ تثنیہ شرع ۳۳:۲۹
۱۵۴۔ پیدائش ۶:۱۲
۱۵۵۔ پیدائش ۱۸:۳۲
۱۵۶۔ پیدائش ۴:۲۶
۱۵۷۔ پیدائش ۱۲:۸
۱۵۸۔ پیدائش ۲۱:۳۳
۱۵۹۔ القرآن الکریم ۲۷:۱۸
۱۶۰۔ زاہد حسین الحسینی، معارف القرآن، دار الارشاد اٹک، ۱۹۶۷ء، ص ۲۰۸
۱۶۱۔ الزرقانی، محمد عبد العظیم، مناهل العرفان فی علوم القرآن، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء مصر، (بدون تاریخ الطبع)، جلد ۲، ص ۲۰۵
۱۶۲۔ القرآن الکریم ۶:۱۱۶
۱۶۳۔ القرآن الکریم ۹:۳۸

۱۶۴۔ وفا الامیری' الوان من الاعجاز القرآنی' دارالرضوان حلب شام'
۱۴۰۱ھ' ص ۶۳

۱۶۵۔ القرآن الکریم ۲: ۱۸۷

۱۶۶۔ القرآن الکریم ۱۵: ۷۹

۱۶۷۔ القرآن الکریم ۲: ۱۲۴

۱۶۸۔ القرآن الکریم ۲: ۲۱۳

۱۶۹۔ القرآن الکریم ۱۲: ۴۵

۱۷۰۔ القرآن الکریم ۹: ۴۸

۱۷۱۔ القرآن الکریم ۱۱: ۴۰

۱۷۲۔ القرآن الکریم ۱۱: ۴۳

۱۷۳۔ القرآن الکریم ۸: ۴۲

۱۷۴۔ القرآن الکریم ۹: ۲۴

۱۷۵۔ القرآن الکریم ۱۶: ۱

۱۷۶۔ القرآن الکریم ۳۲: ۵

۱۷۷۔ القرآن الکریم ۵: ۹۵

۱۷۸۔ القرآن الکریم ۹: ۴۰

۱۷۹۔ القرآن الکریم ۲۲: ۹

۱۸۰۔ القرآن الکریم ۲: ۳۵

۱۸۱۔ القرآن الکریم ۲: ۲۳۰

۱۸۲۔ القرآن الکریم ۵۰: ۷

۱۸۳۔ القرآن الکریم ۶: ۹۹

۱۸۴۔ القرآن الکریم ۱۶:۶۶
۱۸۵۔ القرآن الکریم ۸۸:۱۷
۱۸۶۔ القرآن الکریم ۱۶:۸
۱۸۷۔ القرآن الکریم ۲:۹۶
۱۸۸۔ القرآن الکریم ۲:۱۳۸
۱۸۹۔ القرآن الکریم ۲:۲۶۱
۱۹۰۔ القرآن الکریم ۳:۱۴۰
۱۹۱۔ القرآن الکریم ۶:۵۷
۱۹۲۔ القرآن الکریم ۷:۱۶۹
۱۹۳۔ القرآن الکریم ۲۲:۹
۱۹۴۔ القرآن الکریم ۱۱۱:۴
۱۹۵۔ القرآن الکریم ۲۶:۱۹۲ تا ۱۹۵
۱۹۶۔ القرآن الکریم ۴۱:۴۴
۱۹۷۔ القرآن الکریم ۱۲:۲
۱۹۸۔ الزیات، احمد حسن، تاریخ الادب العربی، دار نشر الکتب اسلامیہ لاہور (بدون تاریخ الطبع)، ص ۵۸
۱۹۹۔ العرفہ، عبد العزیز، عبد المعطی، قضیۃ الاعجاز القرآنی، عالم الکتب بیروت لبنان، ۱۹۸۵ء، ص ۸۷
۲۰۰۔ ابن منظور، لسان العرب دار المعارف القاہرہ مصر ۱۳۰۰ھ جلد ۱، ص ۴۷۳
۲۰۱۔ الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۱۹۸، ۱۹۹
۲۰۲۔ ایضاً، ص ۱۹۹

۲۰۳۔ الرافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن، دار الکتاب العربی بیروت لبنان، ۱۹۲۶ء،
ص ۱۸۹

۲۰۴۔ ولی اللہ شاہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، دار قتیبة بیروت لبنان، ۱۹۸۹ء،
ص ۹۲، ۹۳

۲۰۵۔ القرآن الکریم ۲۷: ۸۸

۲۰۶۔ القرآن الکریم ۱۴: ۳۲، ۳۳

۲۰۷۔ القرآن الکریم ۵۶: ۵۷ تا ۶۰

۲۰۸۔ القرآن الکریم ۲: ۱۵۱

۲۰۹۔ القرآن الکریم ۴: ۱۶۵

۲۱۰۔ القرآن الکریم ۳۵: ۹

۲۱۱۔ القرآن الکریم ۳۶: ۷۹

۲۱۲۔ القرآن الکریم ۵۰: ۱۵

۲۱۳۔ القرآن الکریم ۵۱: ۱

۲۱۴۔ القرآن الکریم ۵۱: ۵

۲۱۵۔ القرآن الکریم ۷۷: ۱

۲۱۶۔ القرآن الکریم ۷۷: ۵، ۶

۲۱۷۔ القرآن الکریم ۳۶: ۲

۲۱۸۔ القرآن الکریم ۱۲: ۸۵

۲۱۹۔ القرآن الکریم ۳۸: ۸۲

۲۲۰۔ القرآن الکریم ۸۹: ۵

۲۲۱۔ القرآن الکریم ۱۶: ۹۱

۲۲۲۔ القرآن الکریم ۱۰:۶۸

۲۲۳۔ القرآن الکریم ۷۲:۱۵

۲۲۴۔ القرآن الکریم ۸:۳۹

۲۲۵۔ القرآن الکریم ۸۳:۱۷

۲۲۶۔ القرآن الکریم ۱۲:۲۳ تا ۱۴

۲۲۷۔ القرآن الکریم ۴:۱۶ تا ۶

۲۲۸۔ القرآن الکریم ۲۵۷:۲

۲۲۹۔ القرآن الکریم ۲۰:۴۲

۲۳۰۔ القرآن الکریم ۵۵:۷

۲۳۱۔ القرآن الکریم ۲۲:۱۰

۲۳۲۔ القرآن الکریم ۶۲:۲۷

۲۳۳۔ القرآن الکریم ۴۷:۱۱

۲۳۴۔ القرآن الکریم ۴:۶۰

۲۳۵۔ القرآن الکریم ۱۶۹:۲۶

۲۳۶۔ القرآن الکریم ۱۰۱:۱۲

۲۳۷۔ القرآن الکریم ۱۱۴:۲۰

۲۳۸۔ القرآن الکریم ۸۰:۱۷

۲۳۹۔ القرآن الکریم ۲۰۱:۲

۲۴۰۔ القرآن الکریم ۱۳:۴۹

۲۴۱۔ القرآن الکریم ۱:۴۹

۲۴۲۔ القرآن الکریم ۷:۶۶

۲۴۳۔ القرآن الکریم ۸۲:۶

۲۴۴۔ القرآن الکریم ۵:۶۷

۲۴۵۔ القرآن الکریم ۳۳:۵۰

۲۴۶۔ القرآن الکریم ۲:۴۷

۲۴۷۔ القرآن الکریم ۶۵:۱

۲۴۸۔ القرآن الکریم ۴:۱

۲۴۹۔ القرآن الکریم ۲۳:۵۱

۲۵۰۔ القرآن الکریم ۸۲:۶

۲۵۱۔ القرآن الکریم ۱۱:۴۲

۲۵۲۔ القرآن الکریم ۱۱:۴۲

۲۵۳۔ القرآن الکریم ۱۱:۴۳

۲۵۴۔ القرآن الکریم ۱۱:۴۳

۲۵۵۔ القرآن الکریم ۱۱:۴۳

۲۵۶۔ القرآن الکریم ۲:۱۲۷

۲۵۷۔ القرآن الکریم ۵۹:۱

۲۵۸۔ القرآن الکریم ۵۹:۲۴

۲۵۹۔ القرآن الکریم ۲۳:۲

۲۶۰۔ القرآن الکریم ۲۳:۹

۲۶۱۔ القرآن الکریم ۱۷:۲۲

۲۶۲۔ القرآن الکریم ۱۷:۳۹

۲۶۳۔ القرآن الکریم ۲:۹۰

۲۶۴۔ القرآن الکریم ۲:۹۶

۲۶۵۔ القرآن الکریم ۸۴:۲۲ تا ۲۴

۲۶۶۔ القرآن الکریم ۲:۲۵

۲۶۷۔ القرآن الکریم ۳۳:۴۷

۲۶۸۔ القرآن الکریم ۸۴:۲۵

۲۶۹۔ القرآن الکریم ۳:۱۰۴

۲۷۰۔ القرآن الکریم ۳:۱۱۰

۲۷۱۔ القرآن الکریم ۱۶:۱۲۵

۲۷۲۔ القرآن الکریم ۲۰:۴۳، ۴۴

۲۷۳۔ ولی اللہ شاہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص ۱۴

۲۷۴۔ القرآن الکریم ۲۳:۸۴ تا ۹۰

۲۷۵۔ القرآن الکریم ۲۹:۴۸

۲۷۶۔ القرآن الکریم ۲:۲۳

۲۷۷۔ القرآن الکریم ۵۹:۲۱

۲۷۸۔ القرآن الکریم ۲۹:۴۳

۲۷۹۔ القرآن الکریم ۲:۲۶

۲۸۰۔ القرآن الکریم ۱۴:۲۵

۲۸۱۔ القرآن الکریم ۱۴:۲۴ تا ۲۶

۲۸۲۔ القرآن الکریم ۲:۱۷

۲۸۳۔ جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، منشورات بیروت لبنان، ۱۹۷۸ء،
ص ۳۷

۲۸۴۔ منصور پوری، سلیمان محمد، الجمال و الکمال، المکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل، ۱۹۶۲ء، ص ۴۳

۲۸۵۔ Reginold C. Fullor, A New Catholic Commentary on Holy Scripture, Thomas Nelson and Sons Ltd, Kenya, 1981, P. 159

۲۸۶۔ ابو الحسن ندوی، مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۶۷

۲۸۷۔ پیدائش ۲۲:۱۷

۲۸۸۔ الکیرانوی رحمت اللہ، اظہار الحق، الشؤون الدینیۃ الدوحۃ قطر، ۱۹۸۰ء، جلد ۱، ص ۵۶۰

۲۸۹۔ خروج ۳:۵

۲۹۰۔ تثنیہ شرع ۱:۲۸

۲۹۱۔ القرآن الکریم ۲:۲۶

۲۹۲۔ القرآن الکریم ۳۶:۶۹

۲۹۳۔ القرآن الکریم ۲۱:۵

۲۹۴۔ قطب شہید، التصویر الفنی فی القرآن، دار الاضواء قم ایران، ۱۳۹۳ھ، ص ۱۶۶

۲۹۵۔ احبار ۴:۱

۲۹۶۔ تثنیہ شرع ۵:۱

۲۹۷۔ تثنیہ شرع ۹:۱

۲۹۸۔ پیدائش ۳۲:۹

۲۹۹۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, The

Inter-varsity Fellowship, London, 1947, P.83

۳۰۰۔ Bernhard W. Anderson, The Living World of Old Testament, P.8

۳۰۱۔ Butterick. A. George, The Interpreter's Bible, Abingdon Press Tennessee, U.S.A, 1984, V.1, P.258

۳۰۲۔ خروج ۲۵:۱۰ تا ۲۱

۳۰۳۔ خروج ۳۱:۱۸

۳۰۴۔ خروج ۳۲:۷ تا ۱۹

۳۰۵۔ خروج ۳۴:۱ تا ۴

۳۰۶۔ خروج ۳۴:۲۷ تا ۲۹

۳۰۷۔ تثنیہ شرع ۱:۱ تا ۳

۳۰۸۔ تثنیہ شرع ۵:۱

۳۰۹۔ تثنیہ شرع ۱۰:۵

۳۱۰۔ عبرانیوں کے نام ۹:۴

۳۱۱۔ تثنیہ شرع ۳۱:۷ تا ۱۱

۳۱۲۔ یوشع ۳:۶

۳۱۳۔ یوشع ۴:۱۵ تا ۱۹

۳۱۴۔ قضات ۲:۱

۳۱۵۔ سموئیل اول ۳:۲،۳

۳۱۶۔ سموئیل اول ۴:۱ تا ۱۱

۳۱۷۔ سموئیل اول ۵:۱،۲

۳۱۸۔ سموئیل اول ۵: ۷ تا ۹

۳۱۹۔ سموئیل اول ۵: ۱۰

۳۲۰۔ سموئیل اول ۶: ۱

۳۲۱۔ سموئیل اول ۷: ۱ تا ۳

۳۲۲۔ سموئیل دوم ۶: ۱ تا ۴

۳۲۳۔ سموئیل دوم ۶: ۱۰ تا ۱۲

۳۲۴۔ اخبار اول ۱۵: ۱

۳۲۵۔ اخبار اول ۱۶: ۱

۳۲۶۔ ملوک اول ۸: ۱ تا ۱۰

۳۲۷۔ اخبار دوم ۳۵: ۳

۳۲۸۔ ارمیا ۳: ۱۶

۳۲۹۔ ملوک دوم ۲۲: ۸ تا ۱۳

۳۳۰۔ ملوک دوم ۲۳: ۲۵

۳۳۱۔ نحمیاہ ۸: ۱۳، ۱۴

۳۳۲۔ کلام مقدس، سوسائٹی آف سینٹ پال، روما، ۱۹۵۸ء، ص ۱

۳۳۳۔ Merit Students Encyclopedia, Macmillan Educational Co., U.S.A, 1982, V.3, P. 134

۳۳۴۔ New Bible Dictionary, U.S.A, 1986, P. 904

۳۳۵۔ Peaks S. Arthur, The People and The Book, The Clarendon Press Oxford, 1925, P.225

۳۳۶۔ The Encyclopedia Americana International Edition, V. 3, P. 666

۳۳۷۔ خروج ۴: ۲۷ تا ۳۰

۳۳۸۔ خروج ۱۲: ۱

۳۳۹۔ خروج ۱۷: ۱۴

۳۴۰۔ خروج ۳۱: ۱۸

۳۴۱۔ خروج ۳۴: ۲۷، ۲۸

۳۴۲۔ احبار ۱۷: ۱، ۲

۳۴۳۔ عدد ۱۶: ۲۳

۳۴۴۔ تثنیہ شرع ۱: ۱

۳۴۵۔ Jacques Guillet, A God Who Speaks, (Translated by Edmond Bonin), Dublin Gill and Macmillon London, 1979, P.11

۳۴۶۔ خروج ۲۴: ۴

۳۴۷۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P.116

۳۴۸۔ خیراللہ خاں، قاموس الکتاب، ص ۲۱۴

۳۴۹۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P.133

۳۵۰۔ خیراللہ خاں، قاموس الکتاب، ص ۳۷۳

۳۵۱۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P.138

۳۵۲۔ عدد ۳۶: ۱۳

۳۵۳۔ تثنیہ شرع ۱: ۵

۳۵۴۔ تثنیہ شرع ۳۴: ۱

۳۵۵۔ Harrington Wilfrid, In The Beginning God...., P. 10

۳۵۶۔ Bennett, D.W.H., The Century Bible, T.C. and E.C. Jack, Edinburgh, 1902, P.9

۳۵۷۔ Julius A. Bewer, The Literature of The Old Testament, Columbia University Press New York, 1953, P.XIII

۳۵۸۔ Daniel Couy, The Bible Story, The Grosvenor Press London, 1955, P.16

۳۵۹۔ Funk and Wagnalls New Encyclopedia, V.4, P.39

۳۶۰۔ Rowley H.H, The Growth of The Old Testament, Fisher, Knight and Co. Ltd.,, U.K, 1963, P.25

۳۶۱۔ The Earliest Remains The Talmud, New York, 1917, V.3, P.1

۳۶۲۔ Harrington Wilfrid, In The Beginning God..., P.10, 11

۳۶۳۔ Rowley H.H., The Growth of The Old Testament, P.22

۳۶۴۔ Norman K.G., A Light to The Nations, Harper and Row Publishers, London, 1959, P.103

۳۶۵۔ Overton Basil, Seventy Short Sermons, World Literature Publication, Singapore, 1977. V.1, P.15

۳۶۶۔ The International Standard Bible Encyclopaedia, V.3, P. 745

۳۶۷۔ The New Popular Encyclopedia, The Grolier International Press, U.S.A, 1985, V.2, P.159

۳۶۸۔ Merit Students Encyclopedia, V.3, P.133

۳۶۹۔ The World Book Encyclopedia, Merchandise Mart Plaza Chicago, U.S.A, 1988, V.2, P.282

۳۷۰۔ Every-man's Encyclopaedia, V.2, P.157

۳۷۱۔ Encyclopedia of Library and Information Science, Marcel Dekker, Inc., New York, 1969, V.2, P.351

۳۷۲۔ Robertson Smith, The Old Testament in The Jewish Church, Adam and Charles Black London, 1908, P.324

۳۷۳۔ Adders G., A Short Introduction to The Pentateuch, Tyndale Press London, 1949, P. 105

۳۷۴۔ Ibid.

۳۷۵۔ The Encyclopedia Americana International, V.3, P. 665

۳۷۶۔ The International Standard Bible Encyclopedia, V.3, P. 741

۳۷۷۔ Reid J.K.S., The Authority of Scripture, Methuen and Co. Ltd., London, 1957, P.34

۳۷۸۔ Howard F. Vos, An Introduction To Bible Archaeology, Moody Chicago, U.S.A, 1959, P.8

۳۷۹۔ Unger F. Mersill, Archaeology and The Old Testament, Zondervan U.S.A, 1954, P.9

۳۸۰۔ Grolier Academic Encyclopedia, Grolier International Press U.S.A, 1985, V. 3, P. 237

۳۸۱۔ Thompson J.A., The Bible and Archaeologgy, Michigan Erdmans Publishers, U.S.A, 1962, P.3

۳۸۲۔ Unger F. Mersill, Archaeology and The Old Testament, P. 25

۳۸۳۔ Albright Foxwell W., From The Stone Age to Christinaity, Harper and Row, New York, 1957, P.26

۳۸۴۔ ناصر کے ایل، ڈاکٹر، بائبل مقدس اور آثار قدیمہ، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲۱

۳۸۵۔ The World Book Encyclopedia, V.15, P.275

۳۸۶۔ Unger F. Mersill, Archaeology and The Old Testament, P. 49

۳۸۷۔ ناصر کے ایل، بائبل مقدس اور آثار قدیمہ، ص ۱۳۳، ۱۳۴

۳۸۸۔ ایضاً، ص ۱۳۵، ۱۳۶

۳۸۹۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P.84

۳۹۰۔ Howard F. Vos, An Introduction to Bible Archaeology, P. 91

۳۹۱۔ ناصر کے ایل، بائبل مقدس اور آثار قدیمہ، ص ۱۸۵، ۱۸۶

۳۹۲۔ Millar Burrous, What Means These Stones? Meridian Books, New York, 1957, P. 74

۳۹۳۔ Howard F. Vos, An Introduction to Bible Archaeology, P. 59

۳۹۴۔ ناصر کے ایل، بائبل مقدس آثار قدیمہ، ص ۱۹۳

۳۹۵۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P. 92

۳۹۶۔ ناصر کے ایل' بائبل مقدس آثار قدیمہ' ص ۳۵۶

۳۹۷۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.1, P. 98

۳۹۸۔ Grolier Academic Encyclopedia, V. 3, P. 242

۳۹۹۔ Universal Reference Encyclopedia, Bay Books Ltd., Sydney, 1981, V.8, P. 728

۴۰۰۔ Lance Darrell H., The Old Testament and The Archaeologist, SPCK, London, 1981, P.8

۴۰۱۔ ناصر کے ایل' بائبل مقدس آثار قدیمہ' ص ۶۹

۴۰۲۔ ایضاً' ص ۷۰

۴۰۳۔ Reginld C. Fullor, A New Catholic Commentary on Holy Scripture, P. 95

۴۰۴۔ Funk and Wagnalls New Encyclopedia, V.3, P. 407

۴۰۵۔ ناصر کے ایل' بائبل مقدس آثار قدیمہ' ص ۸۵

۴۰۶۔ Oswald T. Allis, The Five Books of Moses, Philadelphia, U.S.A, 1949, P. 237

۴۰۷۔ ناصر کے ایل' بائبل مقدس آثار قدیمہ' ص ۵۰

۴۰۸۔ Millared Alan, Treasures From Bible Times, Lion Publishers, England, 1985, P. 81

۴۰۹۔ Richardson A, A Preface to Bible Study, The Wastminster Press Philadelphia, 1972, P. 35

۴۱۰۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P. 40

۲۱۱۔ The Illustrated Bible Dictionary, V. 3, P. 1183

۲۱۲۔ Ibid

۲۱۳۔ Ibid

۲۱۴۔ Ibid

۲۱۵۔ Rowley H.H., The Old Testament and Modern Study, The Clarendon Press Oxford, 1956, P. 48

۲۱۶۔ Rowley H.H., The Growth of the Old Testament, P. 25

۲۱۷۔ Ibid., P. 32

۲۱۸۔ Harrington Wilfrid, Key to The Bible, Alba Books Canfield U.S.A., 1974, V.2, P. 5

۲۱۹۔ Harold Bloom, Modern Critical Views of the Bible, Chelsed House Publishers, U.K, 1976, P. 14

۲۲۰۔ Rowley H.H., The Growth of The Old Testament, P. 25, 26

۲۲۱۔ Ibid., P. 32

۲۲۲۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.3, P. 1184

۲۲۳۔ Harrington Wilfrid, Key to The Bible, V.2, P. 5

۲۲۴۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.3, P. 1184

۲۲۵۔ Rowley H.H., The Growth of The Old Testament, P. 26, 27

۲۲۶۔ Funk and Wagnalls New Encyclopedia, V.4, P. 40

۲۲۷۔ Academic American Encyclopedia, Arete Publsihing Company Inc., New York, 1981, V.3,

P. 238

۳۲۸۔ Rowley H.H., The Growth of The Old Testament, P. 27

۳۲۹۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.3, P. 1184

۳۳۰۔ Rowley H.H., The Growth of The Old Testament, P. 35

۳۳۱۔ Academic American Encyclopedia, V.3, P. 238

۳۳۲۔ Funk and Wagnalls New Encyclopedia, V.4, P. 40

۳۳۳۔ The New Encyclopaedia Britannica, V.2, P. 898

۳۳۴۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P. 119

۳۳۵۔ القرآن الکریم ۸۵:۲۱، ۲۲

۳۳۶۔ القرآن الکریم ۵۲:۲ تا ۴

۳۳۷۔ القرآن الکریم ۲۹، ۴۹

۳۳۸۔ القرآن الکریم ۸۷، ۶

۳۳۹۔ القرآن الکریم ۵۶:۷۷، ۷۸

۳۴۰۔ القرآن الکریم ۸۰:۱۳، ۱۴

۳۴۱۔ القرآن الکریم ۹۸:۲، ۳

۳۴۲۔ القرآن الکریم ۲:۲

۳۴۳۔ القرآن الکریم ۳:۳

۳۴۴۔ القرآن الکریم ۱۰:۱

۳۴۵۔ القرآن الکریم ۲۵:۳۲

۳۴۶۔ القرآن الکریم ۵:۳

۴۴۷۔ القرآن الکریم ۵:۴۸

۴۴۸۔ القرآن الکریم ۱۵:۹

۴۴۹۔ القرآن الکریم ۴۱:۴۲

۴۵۰۔ القرآن الکریم ۵:۴۴

۴۵۱۔ القرآن الکریم ۲۹:۴۹

۴۵۲۔ القرآن الکریم ۵۲:۱ تا ۳

۴۵۳۔ القرآن الکریم ۵۶:۷۹

۴۵۴۔ الراغب الاصفہانی حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن دار المعرفۃ بیروت لبنان (بدون التاریخ) ص ۱۱۲

۴۵۵۔ القرآن الکریم ۲:۷۵

۴۵۶۔ القرآن الکریم ۵:۱۳

۴۵۷۔ القرآن الکریم ۵:۴۱

۴۵۸۔ القرآن الکریم ۲:۷۹

۴۵۹۔ القرآن الکریم ۲:۴۲

۴۶۰۔ القرآن الکریم ۳:۷۸

۴۶۱۔ القرآن الکریم ۲:۱۵۹

۴۶۲۔ القرآن الکریم ۲:۱۷۴

۴۶۳۔ القرآن الکریم ۵:۱۵

۴۶۴۔ القرآن الکریم ۲:۱۷۶

۴۶۵۔ کیرانوی، اعجاز عیسوی، ص ۱۰۰، ۱۰۱

۴۶۶۔ تثنیہ شرع ۲۷:۴

۴۶۷۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ۱' ص ۳۴۴' ۳۴۵

۴۶۸۔ پیدائش ۲۹: ۲

۴۶۹۔ پیدائش ۲۹: ۸

۴۷۰۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ۱' ص ۳۴۶

۴۷۱۔ کیرانوی' اعجاز عیسوی' ادارہ اسلامیات لاہور' ۱۹۸۸ء' ص ۱۱۳

۴۷۲۔ ایضاً' ص ۱۱۴

۴۷۳۔ ایضاً' ص ۱۱۵

۴۷۴۔ ایضاً' ص ۱۲۵

۴۷۵۔ ایضاً' ص ۱۳۰ تا ۱۳۲

۴۷۶۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ۱' ص ۳۶۹

۴۷۷۔ پیدائش ۲۲: ۱۴

۴۷۸۔ تثنیہ شرع ۲: ۱۲

۴۷۹۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ۱' ص ۳۷۳

۴۸۰۔ ایضاً' ص ۳۷۹

۴۸۱۔ تثنیہ شرع ۲۳: ۲

۴۸۲۔ پیدائش ۱۵: ۱۳' ۱۴

۴۸۳۔ خروج ۱۲: ۴۰

۴۸۴۔ پیدائش ۵۰: ۲۵

۴۸۵۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ۱' ص ۴۱۶

۴۸۶۔ خروج ۲: ۲۲

۴۸۷۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ۱' ص ۴۱۷

۴۸۸۔ خروج ۶:۲۰
۴۸۹۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ا' ص ۴۱۷
۴۹۰۔ تثنیہ شرع ۳۱:۲۴ تا ۲۶
۴۹۱۔ ملوک اول ۸:۹
۴۹۲۔ اخبار دوم ۳۴:۱۴ تا ۱۹
۴۹۳۔ ذوقی شاہ' کتب سماوی پر ایک نظر' اقبال اکیڈمی لاہور' (س۔ن)' ص ۹
۴۹۴۔ ایضاً' ص ۱۰' ۱۱
۴۹۵۔ ملوک دوم ۲۵:۸
۴۹۶۔ اخبار دوم ۳۶:۱۹۔
۴۹۷۔ ذوقی شاہ' کتب سماوی پر ایک نظر' ص ۱۴
۴۹۸۔ ایضاً' ص ۱۳
۴۹۹۔ مکابیین اول ۱:۵۶' ۵۷
۵۰۰۔ کیرانوی' اعجاز عیسوی' ص ۷۰
۵۰۱۔ ذوقی شاہ' کتب سماوی پر ایک نظر' ص ۱۴!
۵۰۲۔ ایضاً
۵۰۳۔ ایضاً' ص ۱۵
۵۰۴۔ ایضاً' ص ۱۶
۵۰۵۔ ایضاً
۵۰۶۔ الکیرانوی' اظہار الحق' جلد ا' ص ۴۹۶
۵۰۷۔ کتاب مقدس' برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی' ۱۸۷۰ء
۵۰۸۔ کتاب مقدس' بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور' ۱۹۸۷ء

۵۰۹۔ الکتاب المقدس، دار الکتاب المقدس فی الشرق الاوسط ۱۹۸۷ء
۵۱۰۔ کلام مقدس، سوسائٹی آف سینٹ پال روما، ۱۹۵۸ء
۵۱۱۔ کتاب مقدس، انجمن بخش کتب مقدسہ درمیان ملل پنجاب، ۱۹۸۲ء
۵۱۲۔ The Holy Bible, (Revised Standard Version) Thomas Nelson and Sons Ltd. London, 1952.
۵۱۳۔ New World Translation, New York, 1970.
۵۱۴۔ Chirstian Commentary Bible Catholic, Manila, 1988.
۵۱۵۔ The Jerusalem Bible Version, Baston Langnan, London, 1974.
۵۱۶۔ A New International Version of The Bible, London, 1984.
۵۱۷۔ Today's English Version, American Bible Society, U.S.A, 1978.
۵۱۸۔ The New English Bible, The Bible Socities Oxford University Press, U.K., 1985.
۵۱۹۔ The Living Bible, Coverdale House Publishers Ltd., London, 1976.
۵۲۰۔ Hartz J.H., The Pentateuch and Haftoruks, Oxford University Press U.K, 1979
۵۲۱۔ The New King James Version, The World Publishing Co., New York, 1980.

۵۲۲۔ خروج ۳:۱۴

۵۲۳۔ خروج ۱۴:۳

۵۲۴۔ Encyclopaedia Britannica, V.2, P. 900

۵۲۵۔ Kitto John Dr, An Illustrated History of The Bible, Washington U.S.A, 1902, P. 41

۵۲۶۔ The New Encyclopaedia Britannica, V. 13, P. 480

۵۲۷۔ The New Bible Dictionary, P. 963

۵۲۸۔ The Catholic Encyclopedia New York, 1911, V.2, P. 650

۵۲۹۔ Cohen A, Contemporary Jewish Religious Thought, Canada, 1987, P. 1000

۵۳۰۔ Hinson F. David, The Book of The Old Testament, SPCK., London, 1974, P. 29

۵۳۱۔ خروج ۱۸:۳۱

۵۳۲۔ خروج ۱۴:۱۷

۵۳۳۔ خروج ۴'۳:۲۴

۵۳۴۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.1, P. 329

۵۳۵۔ Harding Wood, A Bird's - Eye Views of The Bible, Marshall, Morgan and Scott Ltd. London, 1957, V.1, P. 22

۵۳۶۔ Guthrie D.J.A., A New Bible Commentary, Inter-Varsity Press Leicester, U.K, 1970, P. 35

۵۳۷۔ The Jewish Encyclopedia, Funk and Wagnalls Company New York, 1904, V. 12, P. 198

۵۳۸۔ Abrovanel Isaac, Principles of The Faith, (Translated by Manachem Mare K.), Associated University Press, London, 1982, P. 42

۵۳۹۔ The New Jerusalem Bible, London, 1985, P. 13

۵۴۰۔ Rowley H.H., The Re-discovery of The Old Testament, The Westminster Press U.S.A, 1945, P. 33

۵۴۱۔ Neil William, Can We Trust The Old Testament? Mowbrays, London, 1979, P.29

۵۴۲۔ Mattuck Israel, Jewish Ethics, Hutchinson's University Library, London, 1953, P. 26

۵۴۳۔ Mex Weber, Ancient Judaism, The Free Press New York, 1967, P. 61

۵۴۴۔ Unter man Alan, Jews, Routledge and Kegan Paul, London, 1981, P. 37

۵۴۵۔ Green Arthur, Jewish Spirituality, Routledge and Kegan Paul, London, 1986, P. 94

۵۴۶۔ The International Standard Bible Encyclopedia, V.3, P. 742

۵۴۷۔ زبور ۱۱۹:۱۰۴،۱۰۵

۵۴۸۔ مقدس متی ۷:۱۲

۵۴۹۔ مقدس متی ۲۲:۴۰

۵۵۰۔ مقدس متی ۵:۱۷

۵۵۱۔ Treivor Williams, Form and Vitality in World and God, Clarendon Press Oxford, U.K, 1985, P. 86

۵۵۲۔ Manley G.T., The New Bible Hand-Book, P. 153

۵۵۳۔ Neil Williams, Can We Trust The Old Testament? P. 136

۵۵۴۔ The Illustrated Bible Dictionary, V.3, P. 1187

۵۵۵۔ Harding Wood, A Bird's - Eye Views of The Bible, P. 24

۵۵۶۔ The New Jerusalem Bible, P. 13

۵۵۷۔ ABrovanel Isaac, Principles of The Faith, P. 61

۵۵۸۔ Davis Dictionary of The Bible, The Westminster Press London, 1972, P. 576

۵۵۹۔ Dancohn Sherbok, The Jewish Heritage, Basil Black Well, Oxford, 1988, P. 8

۵۶۰۔ First complete printed Bible in languages, United Bible Societies, England, 1991, P. 137

۵۶۱۔ خیراللہ خان' قاموس الکتاب' ص ۱۲۹

۵۶۲۔ Rogerson John, Beginning Old Testamen Study, SPCK., London, 1985, P. 69

۵۶۳۔ Nicholas DE Lange, Judaism, P. 24

۵۶۴۔ Hillel Silver A., Where Judaism Differed, The Macmillan Company, New York, 1956, P. 9

۵۶۵۔ احبار ۱۱:۳۶

۵۶۶۔ پیدائش ۵:۱۵

۵۶۷۔ Reusch H. Dr., Nature and The Bible, U.K, 1986, V.1, P. 3

۵۶۸۔ القرآن الکریم ۸:۵۹

۵۶۹۔ القرآن الکریم ۲۲:۵۱

۵۷۰۔ القرآن الکریم ۴۶:۳۲

۵۷۱۔ نعیم الحمصی، تاریخ فکرۃ اعجاز القرآن، المجمع العلمی العربی دمشق، ۱۳۷۴ھ، ص ۳

۵۷۲۔ الطباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، منشورات قم ایران، ۱۹۷۳ء، جلد ۱، ص ۸۲

۵۷۳۔ العرفہ، قضیۃ الاعجاز القرآنی، ص ۳۸

۵۷۴۔ ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت، الفقہ الاکبر، حیدر آباد الہند، ۱۳۴۲ھ، ص ۱۰

۵۷۵۔ القرآن الکریم ۷:۴۳

۵۷۶۔ القرآن الکریم ۷:۱۰۳

۵۷۷۔ القرآن الکریم ۲:۲۳

۵۷۸۔ القرآن الکریم ۱۱:۱۳

۵۷۹۔ القرآن الکریم ۱۰:۳۸

۵۸۰۔ القرآن الکریم ۵۲:۳۴

۵۸۱۔ البخاری، الصحیح للبخاری، دار ابن کثیر بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء، جلد ۴، ص ۱۹۰۵

۵۸۲۔ القرآن الکریم ۱۷:۸۸

۵۸۳۔ القرآن الکریم ۱۱:۱۳

۵۸۴۔ القرآن الکریم ۲:۲۳

۵۸۵۔ القرآن الکریم ۲: ۲۴

۵۸۶۔ عبدہ، مفتی محمد، رسالۃ التوحید، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء مصر، ۱۳۶۵ھ، ص ۱۴۷

۵۸۷۔ ابن الجوزی، عبد الرحمٰن، الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ لاہور، ۱۹۷۷ء، جلد ۱، ص ۲۶۸

۵۸۸۔ ولی اللہ شاہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص ۹۳

۵۸۹۔ القرآن الکریم ۱۶: ۱۰۳

۵۹۰۔ القرآن الکریم ۳۹: ۲۸

۵۹۱۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، مکتبہ الغزالی دمشق، ۱۹۸۱ء، ص ۱۱۲

۵۹۲۔ القرآن الکریم ۳۲: ۱۷

۵۹۳۔ القرآن الکریم ۱۴: ۱۵ تا ۱۷

۵۹۴۔ القرآن الکریم ۱۱: ۴۴

۵۹۵۔ القرآن الکریم ۲: ۲۲۳

۵۹۶۔ القرآن الکریم ۲: ۱۸۷

۵۹۷۔ القرآن الکریم ۴: ۴۳

۵۹۸۔ القرآن الکریم ۷: ۱۸۹

۵۹۹۔ القرآن الکریم ۵: ۶۴

۶۰۰۔ القرآن الکریم ۲۴: ۳۵

۶۰۱۔ القرآن الکریم ۶۲: ۵

۶۰۲۔ القرآن الکریم ۸۱: ۱۸

۶۰۳۔ القرآن الکریم ۲: ۷۴

۶۰۴۔ الشیخون، محمود سید، الاعجاز فی نظم القرآن، مکتبہ الکلیات الازہریہ مصر، ۱۹۴۱ء

ص ۶۲

۶۰۵۔ القرآن الکریم ۱۵:۴۹، ۵۰

۶۰۶۔ القرآن الکریم ۱۵:۵۱

۶۰۷۔ السیوطی جلال الدین، اعجاز القرآن، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۸۸ء م، جلد ۱، ص ۲۳

۶۰۸۔ القرآن الکریم ۴:۸۲

۶۰۹۔ القرآن الکریم ۶:۳۸

۶۱۰۔ القرآن الکریم ۱۶:۸۹

۶۱۱۔ الرافعی، اعجاز القرآن، ص ۱۱۴

۶۱۲۔ السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، مصطفی البابی الحلبی و اولادہ مصر، ۱۹۷۸ء م، جلد ۲، ص ۱۶۰

۶۱۳۔ القرآن الکریم ۳:۴۴

۶۱۴۔ القرآن الکریم ۱۱:۴۹

۶۱۵۔ القرآن الکریم ۸۱:۲۴

۶۱۶۔ القرآن الکریم ۲۹:۴۸

۶۱۷۔ القرآن الکریم ۲۸:۴۴

۶۱۸۔ القرآن الکریم ۲۸:۴۶

۶۱۹۔ الباقلانی، محمد بن الطیب، اعجاز القرآن، دار المعارف القاہرہ مصر، ۱۹۸۲ م، ص ۴۹

۶۲۰۔ القرآن الکریم ۹:۳۳

۶۲۱۔ القرآن الکریم ۵:۶۷

۶۲۲۔ القرآن الکریم ۳۰:۲ تا ۴

۶۲۳۔ القرآن الکریم ۹:۱۵

۶۲۴۔ القرآن الکریم ۴۱:۴۲

۶۲۵۔ القرآن الکریم ۲:۲۳، ۲۴

۶۲۶۔ القرآن الکریم ۱۱۰:۱، ۲

۶۲۷۔ القرآن الکریم ۴۱:۴۲

۶۲۸۔ القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۹۶۷ء، جلد ۵، ص ۶۵

۶۲۹۔ القرآن الکریم ۶۸:۱، ۲

۶۳۰۔ القرآن الکریم ۷۷:۱ تا ۴

۶۳۱۔ القرآن الکریم ۸۸:۲ تا ۵

۶۳۲۔ القرآن الکریم ۵:۸۳

۶۳۳۔ الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۳۰۲

۶۳۴۔ القرآن الکریم ۴۱:۵۳

۶۳۵۔ الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص ۱۲۴، ۱۲۵

۶۳۶۔ القرآن الکریم ۵۴:۴۰

۶۳۷۔ القرآن الکریم ۴:۴۶

۶۳۸۔ القرآن الکریم ۲:۷۵

۶۳۹۔ القرآن الکریم ۲:۷۹

۶۴۰۔ القرآن الکریم ۴۱:۴۵

۶۴۱۔ اشعیا ۲۴:۵

۶۴۲۔ ارمیا ۲۳:۳۶

۶۴۳۔ منصور پوری، سلیمان محمد، قرآن تورات اور انجیل میں باہمی نسبت، انجمن الحدیث لاہور، ۱۹۳۷ء، ص ۶۵

۶۴۴۔ The New Smith Bible Dictionary, Doubleday, New York, 1966, V.2, P. 2408

۶۴۵۔ Bush R. Wheler, The Pentateuch, Religious Tract Society London, (N.D), P. 9

۶۴۶۔ First Encyclopaedia of Islam, E.J, Brill, New York, 1987, V.7, P. 706

۶۴۷۔ القرآن الکریم ۲۶:۱۹۳، ۱۹۴

۶۴۸۔ القرآن الکریم ۷:۱۵۷

۶۴۹۔ ادریس کاندھلوی، اسلام اور نصرانیت، ادارہ اشرف التبلیغ لاہور، ۱۳۸۱ھ، ص ۳۱

۶۵۰۔ القرآن الکریم ۶:۵۹

۶۵۱۔ Muhammad Encyclopaedia of Seerah, The Muslim Schools Trust, London, 1981, V.1, P. 417

۶۵۲۔ القرآن الکریم ۱۲:۱۱۱

۶۵۳۔ القرآن الکریم ۱۲:۳

۶۵۴۔ Mazheruddin Siddiqui, The Quranic Concept of History, Islamic Research Institute, Islamabad, 1975, P. 4

۶۵۵۔ القرآن الکریم: ۳۸:۲۹

۶۵۶۔ غلاطیوں کے نام ۳:۱۰

۶۵۷۔ غلاطیوں کے نام ۳:۱۱

۶۵۸۔ غلاطیوں کے نام ۳:۱۳

۶۵۹۔ غلاطیوں کے نام ۳:۲۳ تا ۲۶

۶۶۰۔ عبرانیوں کے نام ۷:۱۲

۶۶۱۔ عبرانیوں کے نام ۸:۱۳

۶۶۲۔ غلاطیوں کے نام ۵:۲

۶۶۳۔ القرآن الکریم ۵:۴۵

۶۶۴۔ القرآن الکریم ۲۲:۱۰

۶۶۵۔ Arbuthnot F.F., The Construction of The Bible and The Quran, London, 1885, P: 5

۶۶۶۔ Basanta Coomer B., Muahmmadanism, Anand Mohan Press, Bahwalpur, 1931, P.4

۶۶۷۔ Frameis P. Charles, The Faith, Men Live, P. 81

۶۶۸۔ Gibb H.A.R., Muhammadanism, Oxford Press, Oxford, 1953, P. 33

۶۶۹۔ Ebrahim Ahmed, Islam The First and Final Religion, Begum Aisha Bawany, Karachi, (N.D), P. 63

۶۷۰۔ Ismet B., World Bibliography of Translation of The Meanings of The Holy Quran, Istanbul, 1986, P. XLVII

۶۷۱۔ احمد خان، ڈاکٹر' قرآن کریم کے اردو تراجم' مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

۱۹۸۷ء،ص ۲۷۰

۶۷۲۔ القرآن الکریم ۹۸:۲،۳

۶۷۳۔ القرآن الکریم ۱۶:۱۲۵

۶۷۴۔ القرآن الکریم ۳۶:۸۰

۶۷۵۔ القرآن الکریم ۴۵:۵

۶۷۶۔ القرآن الکریم ۲:۱۷۳

۶۷۷۔ القرآن الکریم ۲:۲۳۳

۶۷۸۔ Muhammad Encyclopaedia of Seerah, V. 1, P. 477

۶۷۹۔ Bucaille Maurice, The Bible, The Quran and Science, (Translated by T. Alåstair) American Trust Publication, U.S.A, 1979, P. 251

۶۸۰۔ Ibid, P. 21

۶۸۱۔ Ibid, P. 119

۶۸۲۔ Hirschfeld Hartwing, New Researches into The Composition and Exegesis of The Quran, University of London, 1902, P. 9

۶۸۳۔ Muhammad Encyclopaedia of Seerah, V. 1, P. 360

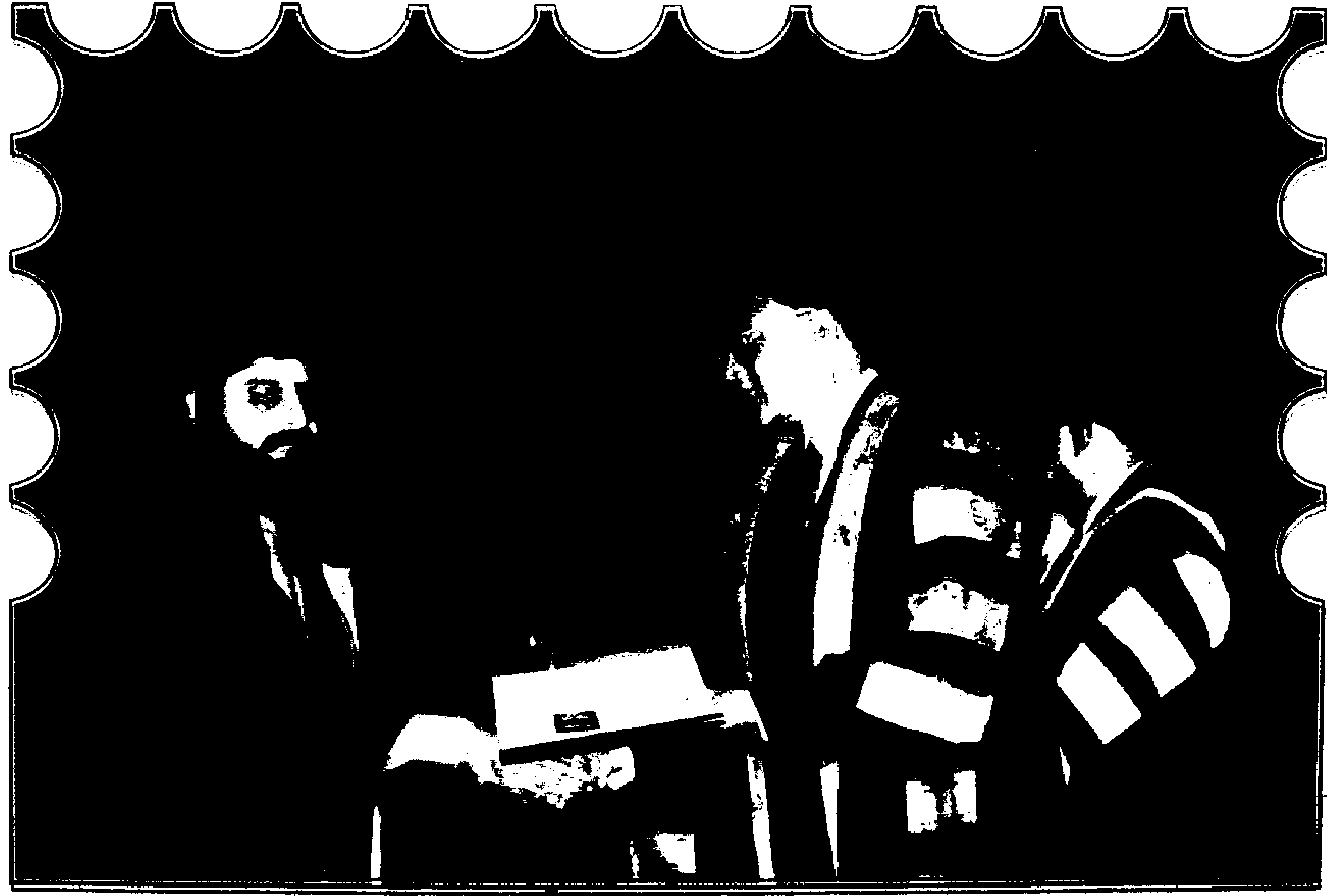


پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی کی تصانیف

- ☆ تورات کی کتابِ پیدائش کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ
- ☆ حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کی دینی و ملی خدمات
- ☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی زبان وادب میں خدمات
- ☆ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی عربی زبان وادب میں خدمات
- ☆ مناقب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ کرامات حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ فیضانِ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ (سوانح حیات)
- ☆ مقالات اسلاف حیات جاوداں
- ☆ 1000 ہزار سوالات (ایف اے اسلامیات)۔
- ☆ ائمہ اربعہ
- ☆ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام
- ☆ مقالات ہزاروی
- ☆ سنت نماز جنازہ
- ☆ فیضانِ گوہر
- ☆ تذکرہ عارف ربانی
- ☆ تورات اور قرآن کریم



چند علمی جواہر پارے
خطبات نورانی
خطبات نوری



پنجاب یونیورسٹی لاہور کا 109 واں جلسہ عطائے اسناد...... 16 دسمبر 1998ء چانسلر پنجاب یونیورسٹی شاہد حامد (گورنر پنجاب)
تقابلِ ادیان کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی سند ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی کو عطا کر رہے ہیں

Printed By:
Islamic Media Centre Lahore
0300-9429027